عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: ۵۱۴۱۲۲

مکتبة الحرمین
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ دکان ۲۳
اردو بازار لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

فتنہ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے جوابات

آئینہ قادیانیت

نظر ثانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ

مقدمہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ

ترتیب

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

مکتبۃ الحرمین

دکان نمبر ۲۳-الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

یہ کتاب مصنف کی خصوصی اجازت سے شائع کی ہے

وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحقہ مدارس کے درجہ عالیہ سال اول کے نصاب میں منظور شدہ!

نام کتاب: آئینہ قادیانیت

نظر ثانی: حضرت مولانا عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا

حضرت مولانا محمد عابد صاحب استاذ التفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ شیخ الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی

ترتیب: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

طباعت: محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

صفحات: ۲۶۴

ناشر: مکتبۃ الحرمین
دکان نمبر ۲۳۔ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

مکتبہ یادگار شیخ
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

انتساب!

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پہلے صدر، خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور پہلے ناظم اعلیٰ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور اب ان کے جانشین، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، شیخ الحدیث، یادگار اسلاف، حضرت مولانا محمد سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ اور ناظم اعلیٰ، فاضل اجل حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری مدظلہ کے نام!

گر قبول افتد زہے عزو شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست

ختم نبوت

حیات عیسیٰ علیہ السلام

کذب مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

افتتاحیہ

از شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

الحمدللّٰہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وخاتم المرسلین ۔ امابعد! نبی کریم ﷺ کی محبت و عظمت ایمان کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کی امت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے جہاں دین متین کی حفاظت کی وہاں آپؐ کی ذات اقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کے دفاع میں بڑی حساس اور غیرت مند رہی۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ کھڑا ہو گیا تھا۔ مگر امت کے ہراول دستے نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ گزشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو الحمد للہ! تمام مکاتب فکر کے علماء امت خصوصاً علماء دیوبند نے بھرپور طور پر اس کارد کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' الحمد للہ! ہر سطح پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کے لئے خدمت کر رہی ہے۔ حال ہی میں شاہین ختم نبوت عزیزم مولوی اللہ وسایا سلمہ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں بڑی عرق ریزی کے ساتھ تیس سوالات کے جوابات آئینہ قادیانیت کے نام سے مرتب کئے ہیں۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ پاک ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین! انشاء اللہ! یہ محنت بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ان کے قرب کا ذریعہ بنے گی۔ میں تمام اہل علم سے عموماً اپنے سے محبت رکھنے والوں سے خصوصاً گزارش کروں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ اللہ پاک مرتب اور تمام معاونین کو جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

فقیر ابو الخلیل خان محمد

از خانقاہ سراجیہ کندیاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پیش لفظ

از حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز

پیر طریقت، شیخ کامل حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ

الحمدللّٰہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین ۰ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۰ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۰ امابعد!

نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود پوری کائنات کے لئے بے شمار خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انعامات سے آپؐ کو نوازا ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپؐ نبی بھی ہیں سید الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی۔ مگر اس کے ساتھ آپ ﷺ کا خاص امتیاز و اعزاز ختم نبوت کا تاج ہے۔ اسی کی بدولت آپؐ کو ان مقامات و درجات سے نوازا گیا کہ جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام روز اول سے ناموس نبوت کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی کو سعادت سمجھتی رہی ہے۔ گزشتہ صدی میں متحدہ ہندوستان پر فرنگی کے تسلط کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے ایک بار پھر امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا۔ حالات انتہائی کٹھن تھے ملکی قانون غداروں کا محافظ تھا۔ لیکن غیرت و عشق بھی عجیب چیز ہے۔ اس کے دیوانے موت سے بھاگتے نہیں بلکہ موت ان سے دوڑتی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں صداقت نے طاقت کو پاش پاش کر دیا اور پورے ملک کے مسلمان اس دجل و فریب سے آگاہ ہو گئے۔ اس ذیل میں خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کی گرانقدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ لیکن تقسیم کے بعد اس فتنہ نے نئے انداز میں سر اٹھایا تو ایک بار پھر آقا ﷺ کی ناموس کے دفاع کے لئے سرفروشان میدان میں اترے اور 1953ء میں ایسی تحریک چلائی کہ مرزائیت کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے اس مقدس مقصد کے لئے جماعت کی تشکیل ہو چکی تھی۔ مجلس کے بانی مرحوم اور ان کے رفقاء کرام نے کام کے لئے مستحکم اصول وضع کئے جن پر جماعت نے بڑی حکمت، حوصلے اور جرات کے ساتھ ہر رُخ پر اس فتنہ کے خلاف کام شروع کر دیا جس کے اثرات پورے ملک و بیرون ملک میں ظاہر ہونے لگے مگر کام میں الجھن اس وقت پیدا ہو جاتی جب ملک کا

قانون غداران ختم نبوت کو تحفظ فراہم کرتا۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ 1974ء میں چناب نگر اسٹیشن پر مرزائیوں کی غنڈہ گردی کے نتیجہ میں تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

الحمدللہ! آج بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے اصولوں کے مطابق ہر سطح پر کام کر رہی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں مرزائیوں کو مسلسل شکست فاش ہو رہی ہے۔ تحریری حوالے سے اتنا کام ہو چکا ہے کہ اس موضوع پر پورا کتب خانہ مرتب ہو گیا ہے۔...... تحریکی محنت سے آگاہی کے لئے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان مسلسل شائع ہو رہے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک!

لیکن اس کے ساتھ جماعت نے اس بات کی بھی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ اہل علم کو اس موضوع کی طرف بطور خاص مزید متوجہ کیا جائے جس کی مفید صورت یہ سامنے آئی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے حضرات اکابر سے گزارش کی جائے کہ وہ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کو داخل نصاب کریں۔ اس سے جہاں طلباء کرام کو اس موضوع کی اہمیت اور نزاکت کا علم ہوگا وہاں اس لائن پر کام کرنے والوں کو راہنما اصول بھی حاصل ہو جائیں گے۔

الحمدللہ! وفاق کے حضرات کرام نے حوصلہ افزائی فرمائی اور طے پایا کہ جدید اسلوب میں قدیم مواد کو مرتب کیا جائے۔ چنانچہ اس ذیل میں تمیں سوالاتؐ مرتب کئے گئے ہیں۔

میر کارواں حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے حکم پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے بڑی محنت سے جوابات مرتب کئے جو ''آئینہ قادیانیت'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والے حضرات جانتے ہیں کہ بنیادی طور پر تین موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ (۱)...... کذب مرزا۔ جس میں اصول تکفیر بھی آجاتے ہیں۔ (۲)...... ختم نبوت۔ (۳)...... حیات عیسیٰ علیہ السلام۔ الحمدللہ! مولانا موصوف مدظلہ نے تینوں موضوعات پر دلنشین انداز سے حقائق ترتیب دیئے گئے۔ جس کو کچھ علماء کرام نے ملاحظہ کیا۔ چنانچہ کتاب کا پہلا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۱ء میں منظر عام پر آ گیا۔ کتاب دوبارہ بعض اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کی گئی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر یادگار اسلاف حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے بڑی شفقت فرمائی اور متعدد مقامات پر ہونے والی فروگزاشتوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ حضرت موصوف مدظلہ کے شکریہ کے ساتھ مجلس نے تمام متعلقہ مقامات کی تصحیح کر دی۔ اس کے علاوہ جانشین حضرت لدھیانوی مرحوم حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدظلہ مرکزی راہنما مجلس تحفظ ختم نبوت نے از اول تا آخر بغور کتاب کا مطالعہ کیا اور تصحیح کی۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مرحوم کے فرزند اور مجلس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب "مولانا محمد عبداللہ احمد پور شرقیہ' مولانا منظور احمد چنیوٹی' علامہ خالد محمود سیالکوٹی نے بھی ملاحظہ کیا۔ راقم الحروف محمد عابد نے بھی اپنی ہمت کے مطابق دیکھا جن حضرات نے نظر ثانی کی ان کی آراء کی روشنی میں حذف و اضافہ بھی کیا گیا۔ بہر حال امکانی حد تک کوشش کی گئی کہ کوئی لفظی و معنوی غلطی رہ نہ جائے۔

اب اس کی دوسری طباعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے تاکہ شعبان و رمضان کی تعطیلات میں ملک کے متعدد مقامات پر ختم نبوت کے موضوع پر منعقد کئے جانے والے دروس سے علماء و طلبہ اس کتاب سے مزید مستفید ہو سکیں۔

بہر حال مدارس عربیہ کے علماء کرام کو اس مبارک موضوع کی طرف متوجہ کرنے کی یہ ابتدائی سنجیدہ کوشش تو ضرور ہے مگر حرف آخر نہیں۔ حضرات اکابر زید مجدھم کے فرمان پر پھر بھی حذف و اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حضرات اکابر نور اللہ مرقدہ علماء دیوبند کی اس ذیل میں جو گرانقدر خدمات ہیں موجودہ نسل اس سے بخوبی آگاہ نہیں۔ اگر اس وقت اس نزاکت کو نہ سمجھا گیا تو اندیشہ ہے کہ کہیں آنے والی نسل مزید ناواقفیت کا شکار نہ ہو جائے۔ اللہ پاک جزائے خیر نصیب فرمائے شہید ختم نبوت حضرت مدھیانوی مرحوم کو کہ جنہوں نے اس ضمن میں حضرات اکابر کی خدمات پر مشتمل "دارالعلوم دیوبند اور تحفظ ختم نبوت" نامی پمفلٹ میں بڑے جامع انداز میں تاریخ مرتب کر دی ہے۔ یہ رسالہ تحفہ قادیانیت جلد دوم میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک "آئینہ قادیانیت" کو عوام و خواص کے لئے مفید بنائے اور حضرت مولف مدظلہ کو اپنا قرب خاص نصیب فرمائے۔ آمین!

امیدوار شفاعت

محمد عابد غفرلہ

مدرس جامعہ خیر المدارس

یکے از خدام حضرت بہلوی قدس سرہ

Muhammad Hanif Jalandhary

Principal : Jamia Khair-ul-Madaris, MULTAN.
Administrator : Wafaq-ul-Madaris-al-Arabia, PAKISTAN.
Chief Editor : Monthly "AL-KHAIR" Multan.
President : Tahrik Millat-e-Islamia, PAKISTAN.

○ مہتمم ــــ جامعہ خیر المدارس، ملتان
○ ناظم اعلیٰ ــــ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
○ مدیر اعلیٰ ــــ ماہنامہ "الخیر" ملتان
○ صدر ــــ تحریک ملت اسلامیہ پاکستان

تقریظ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیت کے دجل وفریب سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور ''قصرختم نبوت'' میں نقب لگانے والوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کی ''متاع ایمان'' کی حفاظت کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ اس فریضہ کی انجام دہی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمانے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرامؓ کے فیصلہ کے مطابق مرتدین ومنکرین ختم نبوت کے خلاف باقاعدہ جہاد فرمایا۔ اور اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھی جب تک اس فتنہ کا مکمل استیصال نہیں ہوا۔ اس کے بعد بھی جس متنبی نے سر اٹھایا اسلامی حکومتوں نے اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس پر حد ارتداد جاری کرکے اسے جہنم واصل کیا۔ برصغیر میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ جسے ہندوستان میں برطانوی عملداری کی وجہ سے پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء امت نے اس فتنہ کے تعاقب واستیصال کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر انگریزی سرپرستی کے باعث یہ فتنہ سرطان کی مانند بڑھتا گیا۔ تاہم علمائے کرام کے بروقت انتباہ اور جدوجہد کی برکت سے تمام مسلمان قادیانی دجل وفریب کی حقیقت سمجھنے لگے اور امت کے اجتماعی ضمیر نے انہیں ملت کے غداروں کی صف میں شمار کیا۔ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ فرقہ شمار کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر قرار دیا بلکہ انہیں زانیہ کی اولاد، کتیوں کے بچے اور ولدالزنا تک کہا اور اپنے پیروکاروں کو ان کے بچوں، عورتوں اور معصوموں تک کی نماز جنازہ سے روک دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کی وحدت ''عقیدۂ ختم نبوۃ'' پر استوار ہے۔ جو شخص ضروریات دین اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط وغیر متزلزل ایمان رکھے وہ مومن ہے۔ خواہ کسی مسلک اور کسی فقہ کا پیروکار ہو۔ لیکن جو شخص اس وحدت کو توڑتا ہے اور ظلی بروزی وغیرہ کی آڑ میں ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اس

کا رشتہ امت محمدیہ ﷺ سے منقطع ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کے اسی ارتداد اور خروج عن الاسلام کی بناء پر اہل اسلام کی ۹۰ سالہ جدوجہد اور عظیم الشان تحریک کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ کسی فرد واحد کی ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ پوری قوم اور ملت اسلامیہ کا متفقہ موقف تھا۔ ساری دنیا کے مسلمان آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ذات کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ تاہم قادیانی شاطرین نے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا اور وہ آج تک سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ: ''ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ پھر مسلمان کیوں نہیں؟'' حالانکہ قادیانیوں کو یہ حقیقت بھی معلوم ہے کہ جب کوئی شخص دین کے اساسی و بنیادی عقیدے کا انکار کر دے تو محض کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے اسی نوع کے دجل و فریب سے آگاہ ہونا اور مسلمانوں کو بچانا از بس ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے طلبہ کو قادیانیت کے خدوخال سے نہ صرف آگاہ ہونا چاہیے۔ بلکہ اس کی علمی تردید اور استیصال کے لئے ٹھوس دلائل و براہین سے مسلح بھی ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ بحیثیت عالم دین مرزا قادیانی کے دجل و فریب اور کفر و الحاد کو برملا واضح کر سکیں اور عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا موثر و مثبت جواب دے سکیں۔ چنانچہ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی درخواست پر خواجہ خواجگان مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم سے ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدھم نے ''آئینہ قادیانیت'' تالیف فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ اسلام کی ساری عمارت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے۔ جو فرد یا طبقہ اسے منہدم کرنے کی کوشش کرے گا۔ امت مسلمہ اسے کسی صورت میں برداشت نہ کرے گی۔

اسی طرح اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و فریب' کذب بیانیوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کا پردہ بھی خوب چاک کیا گیا ہے۔ فتنہ قادیانیت کے استیصال و تعاقب کے سلسلہ میں یہ کتاب انشاء اللہ فضلاء وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے کلیدی رہنما ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسے مولف زید مجدھم اور ناشرین و ناظرین کے لئے دنیا و آخرت میں نافع بنائیں اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی و سرکوبی کے لئے اہل اسلام کو اپنے اسلاف کی طرح مجاہدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

(مولانا) محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۲۴/۱۰/۱۹ھ

پتہ جامعہ خیر المدارس اورنگ زیب روڈ ملتان پاکستان

فون دفتر: 545783-544440 فیکس: 0092-61-545524

Muhammad Hanif Jalandhary
Principal : Jamia Khair-ul-Madaris, MULTAN.
Administrator : Wafaq-ul-Madaris-al-Arabia, PAKISTAN.
Chief Editor : Monthly "AL-KHAIR" Multan.
President : Tahrik Millat-e-Islamia, PAKISTAN.

○ مہتمم — جامعہ خیر المدارس، ملتان
○ ناظم اعلیٰ — وفاق المدارس العربیہ پاکستان
○ مدیر اعلیٰ — ماہنامہ الخیر ملتان
○ صدر — تحریک ملت اسلامیہ پاکستان

تقریظ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قادیانیت کے دجل وفریب سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور ''قصرِ ختم نبوت'' میں نقب لگانے والوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کی ''متاعِ ایمان'' کی حفاظت کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ اس فریضہ کی انجام دہی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمانے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرامؓ کے فیصلہ کے مطابق مرتدین ومنکرین ختم نبوت کے خلاف باقاعدہ جہاد فرمایا۔ اور اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھی جب تک اس فتنہ کا مکمل استیصال نہیں ہوا۔ اس کے بعد بھی جس متنبی نے سر اٹھایا اسلامی حکومتوں نے اپنا دینی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس پر حد ارتداد جاری کر کے اسے جہنم واصل کیا۔ برصغیر میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ جسے ہندوستان میں برطانوی عملداری کی وجہ سے پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود اور ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء امت نے اس فتنہ کے تعاقب واستیصال کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر انگریزی سرپرستی کے باعث یہ فتنہ سرطان کی مانند بڑھتا گیا۔ تاہم علمائے کرام کے بروقت انتباہ اور جدوجہد کی برکت سے تمام مسلمان قادیانی دجل وفریب کی حقیقت سمجھنے لگے اور امت کے اجتماعی ضمیر نے انہیں ملت کے غداروں کی صف میں شمار کیا۔ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ فرقہ شمار کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر قرار دیا بلکہ انہیں زانیہ کی اولاد، کتیوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا اور اپنے پیروکاروں کو ان کے بچوں، عورتوں اور معصوموں تک کی نماز جنازہ سے روک دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کی وحدت ''عقیدۂ ختم نبوۃ'' پر استوار ہے۔ جو شخص ضروریات دین اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط وغیر متزلزل ایمان رکھے وہ مومن ہے۔ خواہ کسی مسلک اور کسی فقہ کا پیروکار ہو۔ لیکن جو شخص اس وحدت کو توڑتا ہے اور ظلی بروزی وغیرہ کی آڑ میں ختم نبوت کا انکار کرتا ہے اس

کا رشتہ امت محمدیہ ﷺ سے منقطع ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کے اسی ارتداد اور خروج عن الاسلام کی بناء پر اہل اسلام کی ۹۰ سالہ جد وجہد اور عظیم الشان تحریک کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ کسی فرد واحد کی ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ پوری قوم اور امت اسلامیہ کا متفقہ موقف تھا۔ ساری دنیا کے مسلمان آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ذات کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ تاہم قادیانی شاطرین نے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا اور وہ آج تک سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ: ''ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ پھر مسلمان کیوں نہیں؟'' حالانکہ قادیانیوں کو یہ حقیقت بھی معلوم ہے کہ جب کوئی شخص دین کے اساسی وبنیادی عقیدے کا انکار کر دے تو محض کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے اسی نوع کے دجل وفریب سے آگاہ ہونا اور مسلمانوں کو بچانا ازبس ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے طلبہ کو قادیانیت کے خدوخال سے نہ صرف آگاہ ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کی علمی تردید اور استیصال کے لئے ٹھوس دلائل وبراہین سے مسلح بھی ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ بحیثیت عالم دین مرزا قادیانی کے دجل وفریب اور کفر والحاد کو برملا واضح کر سکیں اور عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا موثر ومثبت جواب دے سکیں۔ چنانچہ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی درخواست پر خواجہ خواجگان مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم سے ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدھم نے ''آئینہ قادیانیت'' تالیف فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ اسلام کی ساری عمارت آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے۔ جو فرد یا طبقہ اسے منہدم کرنے کی کوشش کرے گا۔ امت مسلمہ اسے کسی صورت میں برداشت نہ کرے گی۔

اسی طرح اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب' کذب بیانیوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کا پردہ بھی خوب چاک کیا گیا ہے۔ فتنہ قادیانیت کے استیصال وتعاقب کے سلسلہ میں یہ کتاب انشاء اللہ فضلاء وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے کلیدی رہنما ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اسے مولف زید مجدھم اور ناشرین وناظرین کے لئے دنیا وآخرت میں نافع بنائیں اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی وسرکوبی کے لئے اہل اسلام کو اپنے اسلاف کی طرح مجاہدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

(مولانا) محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۲۳/۱۰/۱۹ھ

پتہ جامعہ خیر المدارس اورنگ زیب روڈ ملتان پاکستان
فون دفتر: 545783-544440 فیکس: 0092-61-545524

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین۔" و کان الله بکل شیء علیما۔" (الاحزاب)

ترجمہ: "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

"عن ثوبان رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲ واللفظ لہ، ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔''

"عن انس بن مالك رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان الرساله و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی۔" (ترمذی ص ۵۱ ج ۲)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے' پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

"عن ابی امامة الباهلی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم۔" (ابن ماجہ ص ۲۹۷)

ترجمہ: ''حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

"عن ابی ذر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا ابا ذر اول الرسل آدم و آخرهم محمد۔" (کنز العمال ص ۴۸۰ ج ۱۱)

ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! نبیوں میں سب سے پہلے نبی آدم (علیہ السلام) ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔''

قرآن کریم کی صریح آیات اور بے شمار احادیث متواترہ سے صراحتاً یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ جس سلسلہ نبوت کا حضرت آدم

علیہ السلام سے آغاز ہوا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک وسیع اور محیط ہے۔ آپؐ کے بعد کسی بھی انداز میں دعویٰ نبوت کی گنجائش نہیں۔ جس مسلمان کے قلب میں یہ بات آ جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت میں سے کسی کی گنجائش ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس ارتداد کی بنا پر واجب القتل گردانا جائے گا تاوقتیکہ توبہ کرے۔

اس بنا پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کے لئے بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں بے شمار آیات کریمہ کی صراحت و دلالت اور سینکڑوں احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت و رسالت کا امکان باقی نہیں رہتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری زمانہ میں جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کا حکم صادر فرما کر اس بات کی وضاحت کر دی تھی کہ شریعت اسلامیہ میں جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکار واجب القتل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے تشریف بری کے بعد امت میں جس مسئلہ پر سب سے پہلا اجماع ہوا وہ صحابہ کرامؓ کے درمیان مسئلہ ختم نبوت پر تھا۔ خلیفہ اوّل و جانشین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو مسترد کرتے ہوئے جہاد کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف اس کی تائید کی بلکہ عملی طور پر اس جہاد میں شرکت کی۔

اجماع امت کے حوالہ سے ہم تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو تمام اکابر امت کی تصریح ملتی ہے کہ چودہ سو سالہ اسلامی دور میں کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں اس بات پر علمائے امت کا اجماع نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص

منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا اور جو شخص آپؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

علامہ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۲۰۲ میں صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

"دعوی النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع۔"

ترجمہ: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

حافظ ابن حزم اندلسیؒ اپنی کتاب "الفصل فی الملل والاہواء والنحل" کے صفحہ ۷۷ جلد ا پر رقم طراز ہیں کہ:

"قد صح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الكواف التى نقلت نبوته واعلامه وكتابه انه اخبر انه لا نبى بعده الا ما جاء ت الاخبار الصحاح من نزول عيسىٰ عليه السلام الذى بعث الى بنى اسرائيل و ادعى اليهود قتله و صلبه فوجب القرار بهذه الجملة وصح ان وجود النبوة بعده عليه السلام باطل لا يكون اليه۔"

ترجمہ: "جس کثیر تعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپؐ کے

بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ پس اس امر کا اقرار واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتا۔''

حافظ فضل اللہ تورپشتی ''المعتمد فی المعتقد'' کے صفحہ ۹۴ پر فرماتے ہیں کہ:

''وازاں جملہ آنست کہ تصدیق وی کند کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد، مرسل ونہ غیر مرسل، ومراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوت را مہر کرد ونبوت بآمدن او تمام شد یا بمعنیٰ آنکہ خدا تعالیٰ پیغمبری را بوی ختم کرد وختم خدای حکم است بدآنچہ ازاں نخواہد گرداندن۔''

ترجمہ: ''منجملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ رسول اور نہ غیر رسول، اور خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپؐ نے نبوت پر مہر لگادی اور نبوت آپؐ کی تشریف آوری سے حد تمام کو پہنچ گئی، یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مہر لگادی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپؐ کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔''

فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۶۳ جلد ۲ میں تصریح سے مذکور ہے کہ:

''اذالم یعرف الرجل ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم او قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر۔''

ترجمہ: ''جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔''

فقہ شافعی کی مستند کتاب "مغنی المحتاج شرح منہاج" ص ۱۳۵ ج ۴ میں صراحت سے مذکور ہے کہ:

"(او) نفی (الرسل) بان قال لم یرسلهم الله او نفی النبوة نبی او ادعی نبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم او صدق مدعیها او قال للنبی صلی الله علیه وسلم اسود او امرد او غیر قریشی او قال النبوة مکتسبة او تنال رتبتها بصفاء النبوت او اوحی الی ولم یدع نبوة (او کذب رسولا) او نبیا اوسبه او استخف به او باسمه او باسم الله (کفر)۔"

ترجمہ: ''یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا یا کسی خاص نبی کی نبوت کا انکار کرے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے، یا یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) کالے تھے یا بے ریش تھے، یا قریشی نہیں تھے، یا یہ کہے کہ نبوت حاصل ہو سکتی ہے یا قلب کی صفائی کے ذریعہ نبوت کے رتبے کو پہنچ سکتے ہیں، یا نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا کسی رسول و نبی کو

جھوٹا کہے یا نبی کو برا بھلا کہے یا کسی نبی کی تحقیر کرے' یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔''

حنبلی مسلک کے مشہور و مستند مجموعہ فتاویٰ مغنی ابن قدامہ کے صفحہ ۱۲۲ جلد ۱۰ میں اس اس سلسلہ میں یہ حکم تحریر ہے کہ:

''و من ادعی النبوة او صدق من ادعاها فقد ارتد لان مسیلمة لما ادعی النبوة فصدقه قومه صاروا بذلك مرتدین و كذلك طلیحة الاسدی و مصدقوه...... و قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون كذابون كلهم یزعم انه رسول الله۔''

ترجمہ: ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ مرتد ہے کیونکہ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ بھی اس کی وجہ سے مرتد قرار پائی' اسی طرح طلیحہ اسدی اور اس کے تصدیق کنندگان بھی' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے' ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔''

قاضی عیاضؒ ''الشفاء'' کے صفحہ ۲۴۶ جلد ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''و كذلك من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی الله علیه وسلم او بعده...... او من ادعی النبوة لنفسه او جوز اكتسابها...... و كذلك من ادعی منهم انه یوحی الیه و ان لم یدع النبوة ...... فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبی

صلی الله علیه وسلم لانه اخبر صلی الله علیه وسلم انه خاتم النبیین لا نبی بعده و اخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل ھذا الکلام علی ظاھره وان مفھومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھولاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً وسمعاً۔"

ترجمہ: ''اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپؐ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو...... یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعہ مرتبہ نبوت تک پہنچنے کو جائز رکھے...... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے...... تو یہ سب لوگ کافر ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے' اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور ان کا کفر کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے قطعی ہے۔''

ان تمام شواہد و براہین کی بنا پر ہمارے مرشد شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالے ''عقیدۂ ختم نبوت'' (مشمولہ تحفۂ قادیانیت

جلد اوّل) میں قرآنی آیات' احادیث نبویہ اور اجماع امت کے تمام اقوال اور فقہائے کرام کی تصریحات تحریر فرمانے کے بعد خصوصی کلام کے طور پر تحریر فرمایا ہے کہ:

''قرآن کریم' احادیث متواترہ' فقہائے امت کے فتاویٰ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلا سکتا' نہ منصب نبوت پر فائز ہو سکتا ہے اور جو شخص اس کا مدعی ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم الشان اعزاز و اکرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے' کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے تھے تو قرآن مجید اور علوم نبویؐ کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ عبث سے منزہ ہیں...... اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تو اس سے...... نعوذ باللہ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا' قرآن کریم کا تمام دینی امور

کے لئے واضح بیان (تبیاناً لکل شیئی) نہ ہونا اور دین اسلام
کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی،
قرآن کریم کی اور دین اسلام کی سخت توہین ہے۔
علاوہ ازیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی
کی آمد فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر ایمان لانا لازم ہوگا
اور اس کا انکار کفر ہوگا ورنہ نبوت کے کیا معنی؟ اور یہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسرے انداز میں توہین و تنقیص ہے
کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کے پورے دین
پر ایمان رکھنے کے باوجود کافر رہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کا
مستحق ہو جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانا بھی (نعوذ باللہ) کفر سے بچانے اور دوزخ سے
نجات دلانے کے لئے کافی نہیں۔''

جھوٹے مدعیانِ نبوت کے فتنہ کا آغاز اس وقت ہی ہو گیا تھا جب مسیلمہ کذاب
نے اپنے قبیلہ بنو حنیفہ کے ساتھ آستانہ نبویؐ پر حاضر ہو کر بیعت اسلام کی مگر ساتھ یہ
درخواست بھی کر دی کہ مجھے اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر کر دیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف اشارہ کر کے
فرمایا کہ تم امر خلافت میں اگر مجھ سے یہ شاخ بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔
یہاں پر بھی مورخین کے مطابق اصل صورتحال یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب نے بیعت کے لئے
خلافت یا نبوت میں شراکت کی شرط رکھی تھی، جب آپؐ نے قبول نہیں فرمائی تو اس نے
بیعت اسلام ہی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اس نے نبوت میں
شراکت کا اعلان کر دیا۔ اس فتنہ کو خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے

ذریعہ ختم کیا اور مسیلمہ کذاب اپنے تیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے تشریف بری سے چند دن قبل اسود عنسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اہل نجران کو شعبدہ بازی اور کہانت کے چکروں میں ڈال کر اپنا پیروکار بنالیا۔ بعدازاں اس نے یمن پر چڑھائی کر کے پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔ حضرت عمرو بن حزم اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچائی جس پر آپؐ نے اہل یمن کے بعض سرداروں کو اہل نجران و یمن کے خلاف جہاد کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم شہر بن باذان کو شہید کر کے ان کی اہلیہ آزاد کو جبری طور پر اپنا محکوم بنالیا تھا۔ اس مسلمان عورت کے عم زاد حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو جو شاہ حبشہ کے بھانجے تھے، ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ اپنی بہن کی مدد کو پہنچے اور ابھی بہن کی نجات کے لئے فکرمند تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہاد اور اسود عنسی کے قتل کا حکم ملا۔ اس پر انہوں نے اپنی بہن کے ساتھ مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کا منصوبہ بنایا اور اپنی بہن سے مل کر اسود عنسی کو اس کے محل کے اندر ہی قتل کرنے کی مہم تیار کی اور ایک رات موقع پا کر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ محل کے عقب سے نقب لگا کر اسود عنسی کے کمرے میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے اسود عنسی جاگ گیا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر جست لگا کر اسود عنسی کو پکڑ لیا اور اس کی گردن مروڑ دی۔ شور سن کر پہرہ دار آئے تو آزاد نے کہا کہ خاموش رہو! تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اسود کے مرتے ہی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل

کا اعلان کیا اور موذن نے فجر کی اذان میں "اشھد ان محمد رسول الله" کے بعد "اشھد ان عبھلۃ کذاب" کے الفاظ کے ساتھ اہل یمن کو اس سے نجات حاصل کرنے کی خوشخبری سنائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آ کر خبر دی تو آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری سنائی:

"فاز فیروز!"

ترجمہ: "فیروز کامیاب ہو گیا!"

آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس پہلے جھوٹے مدعی نبوت کے جہنم رسید ہونے کی اطلاع تفصیل کے ساتھ آئی۔ اس طرح آپ کی یہ سنت جاری ہوئی کہ جھوٹا مدعی نبوت واجب القتل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق قیامت تک تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے۔ ہم چودہ سو سالہ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو اب تک ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں دعویٰ نبوت کیا مگر بڑے جھوٹے مدعیان نبوت جن کی جھوٹی نبوت کو کسی نہ کسی حد تک کوئی حیثیت حاصل ہوئی یا جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی شمار میں ہوئے ان کی تعداد ابھی تک تیس کو نہیں پہنچی۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ابھی قیامت تک ایسے کچھ اور فتنے بھی رونما ہوں گے جو ملت اسلامیہ کے لئے ناسور بنیں گے اور ان میں سب سے آخری دجال اعظم یعنی کانا دجال ہوگا' جس کے قتل کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے۔ چودہ سو سالہ تاریخ میں جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں کا ظہور ہوا' امت مسلمہ نے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا' اس لئے ان فتنوں میں سے کوئی فتنہ باقی نہیں رہا' البتہ انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی

کے شروع میں انگریزی استبداد و غلامی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں جھوٹے مدعی نبوت کے برپا کردہ جس فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا باوجود ایک صدی گزر جانے کے وہ اب تک ملت اسلامیہ کو ناسور کی شکل میں نقصان پہنچانے کے در پے ہے۔ فتنہ قادیانیت محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اتنا بڑا فتنہ تھا جس کے آغاز کے وقت ایسا اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ملت اسلامیہ کو اپنے بہاؤ میں بہا کر لے جائے گا' لیکن علمائے دیوبند نے اس کے آگے بند باندھ کر اس فتنہ کی شرانگیزیوں اور گمراہیوں سے امت کو محفوظ کر دیا۔

فتنہ قادیانیت کی سب سے بڑی خرابی اور اس برائی کی جڑ یہ ہے کہ اس فتنہ کو ہمیشہ عیسائیوں اور یہودیوں کی سرپرستی حاصل رہی اور اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ زن' زر اور زمین اور مال و دولت اس کے سب سے بڑے ہتھیار رہے ہیں' اور متفقہ مسائل و عقائد میں شکوک و شبہات اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنا اس کا طریقہ کار رہا ہے۔ اس لئے جب بھی ہم ان کے کسی مناظرہ یا مباحثہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام' ختم نبوت کا مفہوم' اجرائے نبوت' امام مہدیؓ کی تشریف آوری جیسے علمی اور دقیق مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے نظر آتے ہیں' جن کے بارے میں مسلمان عقیدہ کی مضبوطی کی حد تک تو واقفیت رکھتے ہیں مگر ان امور پر علمی بحث عوام الناس تو کیا اکثر علمائے کرام کے دائرہ علم سے بھی باہر ہوتی ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے منتہی طلباء کے لئے ایک ایسا نصاب تیار کیا جائے جس میں ان مباحث کا احاطہ کیا جائے اور اس کا

باقاعدہ امتحان ہو۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے درخواست کی جس کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے اپنی مجلس عاملہ سے منظور کرا کر نصاب کی تیاری کی ذمہ داری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سپرد کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کی منظوری سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی۔ انہوں نے بہت محنت اور دقت نظر سے یہ نصاب تیار کیا جس کو حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کہروڑ پکا' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور راقم الحروف کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے نظر ثانی کے بعد مستند اور مفید قرار دیا۔ امید ہے کہ یہ نصاب نہ صرف اس ضرورت کو پورا کرے گا بلکہ اس کے پڑھنے والے ایک عظیم مبلغ اور مناظر ختم نبوت کے طور پر تیار ہو کر امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کے ناسور سے بچانے کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے علمائے کرام اور اہل علم کے لئے نافع بنائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی

شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆......اگر بہروپیے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی۔ شکل دیکھو فہم دیکھو فراست دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی نبیوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

☆......ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ حکومت کو چاہیے کہ پکڑ پکڑ کر ان خبیثوں کو مار دے۔

☆......عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور اس کی تاویل کرنا زیغ و ضلال اور کفر و الحاد ہے۔

☆......☆......☆

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆......ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے جس کو اہل نظر فوراً پہچان لیتے ہیں۔

☆......زندیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو مگر در پردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو۔

☆......مرزا قادیانی سب دہریوں سے بڑھ کر اپنے دہریہ ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

☆......قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت

سوال : ۱ :...... ختم نبوت کا معنی اور مطلب اور اس کی اہمیت، اور آپ ﷺ کی ذات اطہر کے ساتھ اس منصب کی خصوصیات کو واضح طور پر بیان کریں؟

جواب:......

ختم نبوت کا معنی اور مطلب:

اللہ رب العزت نے سلسلۂ نبوت کی ابتدا سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی انتہا محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس پر فرمائی۔ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپؐ آخرالانبیاءؑ ہیں، آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت:

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں، اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف:...... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب:...... رحمت عالم ﷺ کی احادیث متواترہ (دو سو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج:...... آنحضرت ﷺ کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا، چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب ''خاتم النبیین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''و اوّل اجماعے کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع بر قتل مسیلمہ کذاب بودہ کہ بسبب دعویٰ نبوت بود، شنائع دگر وے صحابہؓ را بعد قتل وے معلوم شدہ، چنانکہ ابن خلدون آوردہ سپس اجماع بلا فصل قرناً بعد قرنٍ بر کفر و ارتداد و قتل مدعی نبوت ماندہ و ہیچ تفصیلے از بحث نبوت تشریعیہ و غیر تشریعیہ نبودہ۔''

ترجمہ: ''اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے، اس کے بعد قرناً بعد قرنٍ مدعی نبوت کے کفر و ارتداد اور قتل پر ہمیشہ اجماع بلا فصل رہا ہے، اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی۔''
(خاتم النبیین ص:۶۷، ترجمہ ص:۱۹۷)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تصنیف ''مسک الختام فی ختم نبوۃ سید الانامؐ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا، وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔'' (احتساب قادیانیت ج:۲، ص:۱۰)

آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی

گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج:۲، ص:۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے)۔ (ختم نبوت کامل ص ۳۰۴ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ و مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴)

رحمت عالم ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی۔ اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ انہی حضرات صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری خزرجیؓ کی شہادت کا واقعہ ملاحظہ ہو:

"حبیب بن زید ...... الانصاری الخزرجی ...... هو الذی ارسله رسول الله ﷺ الی مسیلمة الکذاب الحنفی صاحب الیمامه فکان مسیلمة اذا قال له اتشهد ان محمدا رسول الله قال نعم واذا قال اتشهد انی رسول الله قال انا اصم لا اسمع ففعل ذلك مرارا فقطعه مسیلمة عضوا عضوا فمات شهیدا۔"

(اسد الغابه فی معرفة الصحابه ج:۱،ص:۴۲۱ طبع بیروت)

ترجمہ: "حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت ﷺ نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم

اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟
حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات
نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے
اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیبؓ بن زید کے جسم
کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔"

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے، اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: "حضرت ابو مسلم خولانیؒ" جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما دیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنا دیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم ﷺ کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابو مسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابو مسلم نے فرمایا ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرما دیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کر دو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل آجائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کر دیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ

یہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ وصال فرما چکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبویؐ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابو مسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے جواب دیا: ''جی ہاں!'' حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرطِ مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہؐ کے اس شخص کی زیارت کرا دی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔'' (حلیۃ الاولیاءؐ ص ۱۲۹، ج ۲، تہذیب ج ۶ ص ۴۵۸، تاریخ ابن عساکر ص ۳۱۵، ج ۷، جہاں دیدہ ص ۲۹۳ و ترجمان السنۃ ص ۳۴۱ ج ۴)

منصب ختم نبوت کا اعزاز:

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق ''رب العالمین'' آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے لئے ''رحمۃ للعالمین'' قرآن مجید کے لئے ''ذکر للعالمین'' اور بیت اللہ شریف کے لئے ''ھدی للعالمین'' فرمایا گیا ہے، اس سے جہاں آنحضرت ﷺ کی نبوت و

رسالت کی آفاقیت و عالمگیریت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپؐ کے وصف ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ کی ذات اقدس کے لئے ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ پہلے تمام انبیأ علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تشریف لائے، جب آپؐ تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت و رسالت کے لئے ایک اکائی (ون یونٹ) بنادیا۔

جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ ''رب'' ہیں، اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت ﷺ ''نبی'' ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپؐ کا اعزاز و اختصاص ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

"ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون"

ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔''

(مشکوٰۃ ص۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین، مسلم ج۱ ص۱۹۹ کتاب المساجد)

آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کی امت آخری امت ہے، آپ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے، آپؐ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیئے، چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''انا آخر الانبیأ وانتم آخر الامم۔'' (ابن ماجہ ص۲۹۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''خصائص الکبریٰ'' میں آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا، آپؐ ہی کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ج:۲، ص: ۱۹۳، ۱۹۷، ۲۸۴)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"وخاتم بودن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) از میان انبیأ لغز بعض خصائص وکمالات مخصوصہ کمال ذاتی خوداست۔" (خاتم النبیین فارسی ص ٦٠)

ترجمہ: "اور انبیأ میں آنحضرت ﷺ کا خاتم ہونا، آپ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔" (خاتم النبیین اردو ص: ۱۸۷)

سوال ۲:......قال اللہ تعالیٰ: "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" اس آیت کی توضیح وتشریح ایسے طور سے کریں کہ مسئلہ ختم نبوت نکھر کر سامنے آجائے اور اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے پانچ کتابوں کے نام تحریر کریں؟

جواب:......**آیت خاتم النبیین کی تفسیر:**

"ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شئى عليما۔" (سورۂ احزاب: ۴۰)

ترجمہ: "محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔"

شان نزول:

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت ﷺ کے طلوع ہونے سے پہلے

تمام عرب جن رسومات میں مبتلا تھے، ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے، اس کو بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتے ناطے اور حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی: اختلاط نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بے ہودہ رسوم سے عالم کو پاک کردے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی۔ ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا:

"و ما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلکم قولکم بافواھکم و اللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل ادعوھم لاباء ھم ھو اقسط عند اللہ۔" (سورۂ احزاب:۴،۵)

ترجمہ: "اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے، یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔"

اصل مدعا تو یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنیٰ یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لے پالک کو

اس کے باپ کے نام سے پکارو۔ نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو (جو کہ آپؐ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنیٰ (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو ''زید بن محمدؐ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو ''زید بن حارثہؓ'' کہنا شروع کیا۔ صحابہ کرامؓ اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیرباد کہہ چکے تھے، لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزہ و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے، جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کا نکاح ان سے کردیا۔ زوجنکھا۔ تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہوجائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

''فلما قضیٰ زید منھا وطراً زوجنکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاء ھم ......'' (احزاب:۳۷)

ترجمہ: ''پس جبکہ زیدؓ زینبؓ سے طلاق دے کر فارغ ہوگئے تو ہم نے ان کا نکاح آپؐ سے کردیا، تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیبیوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔''

ادھر آپؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا' ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفار عرب میں شور مچا کہ لو، اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی، یعنی:

''ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔'' (سورۂ احزاب:۴۰)

ترجمہ: ''محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن
رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔''

اس آیت میں یہ بتلا دیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے نسبی باپ بھی نہ ہوئے۔ لہٰذا آپؐ کا ان کی سابقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپؐ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپؐ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں، لیکن خداوند عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپؐ زیدؓ کے باپ نہیں بلکہ آپؐ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔ آپؐ کے تمام فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی آیت میں ''رجالکم'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا جواب دینا اور آپؐ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔'' (لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر)

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر:

اب سب سے پہلے قرآن مجید کی رو سے اس کا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کے مادہ کا قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے:

۱:......''ختم اللہ علی قلوبھم'' (سورۂ بقرہ: ۷) (مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر)

۲:......''ختم علی قلوبکم'' (سورۂ انعام: ۴۶) (مہر کردی تمہارے دلوں پر)

۳:......"ختم علی سمعه وقلبه" (سورۂ جاثیہ:۲۳) (مہر کردی ان کے کان پر اور دل پر)

۴:......"الیوم نختم علی افواههم" (سورۂ یٰسین:۶۵) (آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر)

۵:...... "فان یشاء الله یختم علی قلبك" (سورۂ شوریٰ:۲۴) (سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر)

۶:...... "رحیق مختوم" (سورۂ مطففین:۲۵) (مہر لگی ہوئی خالص شراب)

۷:...... "ختامه مسك" (سورۂ مطففین:۲۶) (جس کی مہر جمتی ہے مشک پر)

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں "ختم" کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا، اس کی ایسی بندش کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہوسکے، اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جاسکے، وہاں پر "ختم" کا لفظ استعمال ہوا ہے، مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی، کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ فرمایا: "ختم الله علی قلوبهم" اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کردی، بند کردیا، مہر لگادی کہ اب کسی نبی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ فهو المقصود۔ لیکن قادیانی اس ترجمہ کو نہیں مانتے۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر:

"عن ثوبان رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔"

(ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر "لا نبی بعدی" کے ساتھ خود فرمادی ہے۔

اسی لئے حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت چند احادیث نقل کرنے کے بعد آٹھ سطر پر مشتمل ایک نہایت ایمان افروز ارشاد فرماتے ہیں۔ چند جملے آپ بھی پڑھ لیجئے:

"و قد اخبر اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ، لیعلموا ان کل من ادعیٰ ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل، و لو تخرق و شعبذ واتی بانواع السحر و الطلاسم۔" (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۳ ص ۴۹۴)

ترجمہ: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ آپؐ کے بعد جس نے بھی اس مقام (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا وہ بہت جھوٹا، بہت بڑا افترا پرداز، بڑا ہی مکار اور فریبی، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا، اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دکھائے اور مختلف

قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کرے۔‘‘

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرامؓ سے:

حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کا مسئلہ ختم نبوت سے متعلق کیا مؤقف تھا۔ خاتم النبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ’’کتاب ختم نبوت کامل‘‘ کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو تابعین کرامؒ کی آرأ مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

”عن قتادة ولكن رسول الله وخاتم النبيين اى آخرهم۔“

(ابن جریر ص١٦ ج٢٢)

ترجمہ: ’’حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا، اور لیکن آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔‘‘

حضرت قتادہؒ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر دُرِّ منثور میں عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (دُرِّ منثور ص۲۰۴ ج ۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلا دیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریعی غیر تشریعی اور بروزی و ظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہی آیت مذکور میں ”ولكن نبينا خاتم النبيين“ ہے۔ جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے، اور سیوطیؒ نے در منثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے:

”عن الحسن فى قوله و خاتم النبيين قال ختم الله النبيين بمحمد ﷺ و كان آخر من بعث۔“ (درِّ منثور ص۲۰۴ ج۵)

ترجمہ: ''حضرت حسنؒ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ کو محمد ﷺ پر ختم کردیا اور آپؐ ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔''

کیا ان جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟

خاتم النبیین اور اصحاب لغت:

خاتم النبیین ''ت'' کی زبر یا زیر سے ہو قرآن و حدیث کی تصریحات اور صحابہؓ و تابعینؒ کی تفاسیر اور ائمہ سلفؒ کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کرلی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتی ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہوسکتے ہیں، آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے، اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہوسکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغتاً یہی ہیں کہ آپؐ سب انبیاءؑ علیہم السلام کے آخر ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، جیسا کہ تفسیر ''روح المعانی'' میں تصریح موجود ہے:

"و الخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى ختم النبيّون به و مآله آخر النبيين۔" (روح المعانی ص۳۲ ج۲۲)

ترجمہ: ''اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے: ''وہ شخص جس پر انبیاءؑ ختم کیے گئے'' اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔''

اور علامہ احمد معروف بہ ملاجیون صاحبؒ نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”و المآل علیٰ کل توجیہ ھو المعنی الآخر و لذلك فسر صاحب المدارك قرأۃ عاصم بالآخر و صاحب البیضاوی کل القرأتین بالآخر۔“

ترجمہ: ”اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔“

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں، اور ان دونوں کا خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے یعنی آخرالنبیین اور اسی بنأ پر بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخرالنبیین تفسیر کی ہے۔ خداوند عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس سے اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغتاً محتمل ہیں، اس آیت میں صرف یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ آپؐ سب انبیأ کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف ان چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی ائمہ لغت نے آیت

مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

(۱) مفردات القرآن: یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:

"وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ......"

(مفردات راغب ص: ۱۴۲)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کردیا، یعنی آپؐ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمادیا۔"

(۲) المحکم لابن السیدہ: لغت عرب کی وہ معتمد علیہ کتاب ہے، جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔ اس میں لکھا ہے:

"وخاتم کل شئی وخاتمتہ عاقبتہ وآخرہ از لسان العرب۔"

ترجمہ: "اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔"

(۳) لسان العرب: لغت کی مقبول کتاب ہے۔ عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے:

"خاتمھم و خاتمھم: آخرھم عن اللحیانی و محمد ﷺ خاتم الانبیأ علیہ و علیھم الصلوٰۃ و السلامُ۔ (لسان العرب ص ۲۵ ج ۴ طبع بیروت)

ترجمہ: ''خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخرالقوم ہیں اور انہی معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے، محمد ﷺ خاتم الانبیاءَ (یعنی آخرالانبیاءَ) ہیں۔''

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاءَ کے معنی آخرالنبیین اور آخرالانبیاءَ ہوں گے۔ لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد (دال) ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہوسکتے ہیں، لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف سے اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم تنہا ذکر نہیں کیا، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش کرنے) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت ''نبیین'' کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخرالنبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتے، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔ وہو ہذا:

(۴) تاج العروس: شرح قاموس للعلامۃ الزبیدی میں لحیانی سے نقل کیا ہے:

''ومن اسمائه عليه السلام الخاتم والخاتم وهو الذى ختم النبوة بمجيئه''

ترجمہ: ''اور آنحضرت ﷺ کے اسماءَ مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کردیا۔''

(۵) قاموس:

”والخاتم آخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالیٰ
وخاتم النبيين اى آخرهم۔“

ترجمہ: ”اور خاتم بالکسر اور بالفتح، قوم میں سب سے آخر کو کہا
جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر
النبیین۔“

اس میں بھی لفظ ”قوم“ بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت بطور ”مشتے نمونہ از خروارے“ پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہو گا کہ از روئے لغت عرب، آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس آیت مبارکہ میں آپؐ کے لئے خاتم النبیین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، قرآن و سنت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ کی تفسیرات کی رو سے اس کا معنی آخری نبی کا ہے، اور اصحاب لغت کی تصنیفات نے ثابت کر دیا ہے کہ خاتم کا لفظ جب جمع کی طرف مضاف ہے تو اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے، وہاں بھی اس کے معنی آخری کے ہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

”میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا
نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵)

ختم نبوت کے موضوع پر کتابوں کے نام:

اس مقدس موضوع پر اکابرین امت نے بیسیوں کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے دس کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱:...... ''ختم نبوت کامل'' (مؤلفہ: مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

۲:...... ''مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام ﷺ'' مشمولہ احتساب قادیانیت جلد دوم (مؤلفہ: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

۳:...... ''عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم نبوۃ'' (مؤلفہ: علامہ خالد محمود)

۴:...... ''ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں'' (مؤلفہ: مولانا سرفراز خان صفدر)

۵:...... ''فلسفہ ختم نبوت'' (مؤلفہ: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)

۶:...... ''مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں'' (مؤلفہ: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی)

۷:...... ''ختم نبوت'' (مؤلفہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)

۸:...... ''خاتم النبیین'' (مؤلفہ: مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

۹:...... ''عالمگیر نبوت'' (مؤلفہ: مولانا شمس الحق افغانیؒ)

۱۰:...... ''عقیدۂ ختم نبوت'' (مؤلفہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

سوال:۳:...... مسئلہ ختم نبوت جن آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے، ان میں سے تین تین آیات مبارکہ اور احادیث نقل کرکے ان کی تشریح قلم بند کریں؟

جواب:......

ختم نبوت سے متعلق آیات:

سورۂ احزاب کی آیت ۴۰ آیت خاتم النبیین کی تشریح وتوضیح پہلے گزر چکی ہے اب دوسری آیات ملاحظہ ہوں:

۱:......''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھره علی الدین کله۔'' (توبہ:۳۳ صف:۹)

ترجمہ:''اور وہ ذات وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔''

نوٹ:......غلبہ اور بلند کرنے کی یہ صورت ہے کہ حضور ہی کی نبوت اور وحی پر مستقل طور پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کو فرض کیا ہے اور تمام انبیاءؑ علیہم السلام کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے کو اس کے تابع کر دیا ہے اور یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ آپؐ کی بعثت سب انبیاءؑ کرامؑ سے آخر ہو اور آپ کی نبوت پر ایمان لانا سب نبیوں پر ایمان لانے کو مشتمل ہو۔ بالفرض اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی باعتبار نبوت مبعوث ہو تو اس کی نبوت پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا فرض ہوگا جو دین کا اعلیٰ رکن ہوگا تو اس صورت میں تمام ادیان پر غلبہ مقصود نہیں ہوسکتا، بلکہ حضور علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانا اور آپؐ کی وحی پر ایمان لانا مغلوب ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ پر اور آپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اگر اس نبی اور اس کی وحی پر ایمان نہ لایا تو نجات نہ ہوگی کافروں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ صاحب الزمان رسول یہی ہوگا، حضور علیہ السلام صاحب الزماں رسول نہ رہیں گے۔ (معاذ اللہ)

۲:......''و اذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم

لتؤمنن بہ و لتنصرنہ۔" (آل عمران:۸۱)

ترجمہ:"جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور نبوت دوں، پھر تمہارے پاس ایک "وہ رسول" آ جائے جو تمہاری کتابوں اور وحیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا (یعنی اگر تم اس کا زمانہ پاؤ) تو تم سب ضرور ضرور اس رسولؐ پر ایمان لانا اور ان کی مدد فرض سمجھنا"

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ اس رسولؐ مصدق کی بعثت سب نبیوں کے آخر میں ہوگی وہ آنحضرت ﷺ ہیں۔ اس آیت کریمہ میں دو لفظ غور طلب ہیں' ایک تو "میثاق النبیین" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد تمام دیگر انبیأ علیہم السلام سے لیا گیا تھا' دوسرا "ثم جاء کم"۔ لفظ "ثم" تراخی کے لئے آتا ہے یعنی اس کے بعد جو بات مذکور ہے وہ بعد میں ہوگی اور درمیان میں زمانی فاصلہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سب سے آخر میں اور کچھ عرصہ کے وقفہ سے ہوگی۔ اس لئے آپ کی آمد سے پہلے کا زمانہ زمانۂ فترت کہلاتا ہے:

"قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل۔"

(مائدہ:۱۹)

۳:......"و ما ارسلنك الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔"

(سبا:۲۸)

ترجمہ:"ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔"

۴:......"قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔"
(سورۂ اعراف:۱۵۸)

ترجمہ:"فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ

کا رسول ہوں۔"

نوٹ:...... یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر استثنا تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ خود آپ نے فرمایا ہے:

"انا رسول من ادرکت حیا و من یولد بعدی۔"

ترجمہ: "میں اس کے لئے بھی اللہ کا رسول ہوں جس کو اس کی زندگی میں پالوں اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔"

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۴ حدیث ۳۱۸۸۵، خصائص کبریٰ ص ۸۸ ج ۲)

پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، قیامت تک آپ ہی صاحب الزماں رسول ہیں۔ بالفرض اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور علیہ السلام کافۃ الناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزماں رسول نہیں ہو سکتے بلکہ براہ راست مستقل طور پر اسی نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا اور اس کو اپنی طرف اللہ کا بھیجا ہوا اعتقاد کرنا فرض ہوگا، ورنہ نجات ممکن نہیں اور حضور علیہ السلام کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا اس کے ضمن میں داخل ہوگا۔ (معاذ اللہ)

۵:......"و ما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔"

(سورۃ انبیأ: ۱۰۷)

ترجمہ: "میں نے تم کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

نوٹ:...... یعنی حضور علیہ السلام پر ایمان لانا تمام جہان والوں کو نجات کے لئے کافی ہے۔ پس اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو آپ کی امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان فرض ہوگا، اور اگر آنحضرت ﷺ پر ایمان کامل رکھتے ہوئے بھی اس کی نبوت اور اس کی وحی پر ایمان نہ لاوے تو نجات نہ ہوگی اور یہ رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے کہ اب آپ پر مستقلاً ایمان لانا کافی نہیں، آپ صاحب الزمان رسول نہیں رہے؟ (معاذ اللہ)

۶:......"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔" (سورہ مائدہ:۳)

ترجمہ:"آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا، اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔"

نوٹ:...... یوں تو ہر نبی اپنے اپنے زمانہ کے مطابق دینی احکام لاتے رہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل زمانہ کے حالات اور تقاضے تغیر پذیر تھے، اس لئے تمام نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتے رہے، یہاں تک کہ آپؐ مبعوث ہوئے، آپؐ پر نزول وحی کے اختتام سے دین پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے پر مشتمل ہے، اسی لئے اس کے بعد "واتممت علیکم نعمتی" فرمایا، علیکم یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا، لہٰذا دین کے اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین: "قرآن کی یہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی ہم اس دن کو عید مناتے" (رواہ البخاری)، اور حضور علیہ السلام اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن زندہ رہے (معارف القرآن ص ۴۱ ج ۳)، اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال و حرام نازل نہیں ہوا۔ آپؐ آخری نبی اور آپؐ پر نازل شدہ کتاب کامل و مکمل، آخری کتاب ہے۔

۷:......"یایھا الذین آمنوا امنوا باللہ و رسولہ و الکتاب الذی نزل علی رسولہ و الکتاب الذی انزل من قبل۔" (النسآ:۱۳۶)

ترجمہ:"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول

محمد ﷺ پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئیں۔"

نوٹ:...... یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم کو صرف حضور علیہ السلام کی نبوت اور آپ کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاً اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد کوئی بعہدۂ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضرور تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا، معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

۸:......"و الذین یؤمنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم یوقنون۔ اولئك علی هدی من ربهم و اولئك هم المفلحون۔" (سورۂ بقرہ:۴،۵)

ترجمہ: "جو ایمان لاتے ہیں، اس وحی پر جو آپ پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ خدا کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

۹:......"لکن الراسخون فی العلم منهم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔" (سورۂ نسأ:۱۶۲)

ترجمہ: "لیکن ان میں سے راسخ فی العلم اور ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور جو آپ سے پہلے انبیاً علیہم السلام پر نازل ہوئی۔"

نوٹ:...... یہ دونوں آیتیں ختم نبوت پر صاف طور سے اعلان کر رہی ہیں بلکہ قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ پر نازل شدہ وحی کے ساتھ آپ سے پہلے کے نبیوں کی نبوت اور ان کی وحی پر ایمان

رکھنے کے لئے حکم فرمایا گیا لیکن بعد کے نبیوں کا ذکر کہیں نہیں آتا۔ ان دو آیتوں میں صرف حضور علیہ السلام کی وحی اور حضور علیہ السلام سے پہلے انبیاً علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانے کو کافی اور مدار نجات فرمایا گیا ہے۔

۱۰:......''انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون۔''

(سورۂ حجر: ۹)

ترجمہ: ''بتحقیق ہم نے قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔''

نوٹ:...... خداوند عالم نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم خود قرآن کریم کی حفاظت فرمائیں گے یعنی محرفین کی تحریف سے اس کو بچائے رکھیں گے قیامت تک کوئی شخص اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی کمی زیادتی نہیں کر سکتا، اور نیز اس کے احکام کو بھی قائم اور برقرار رکھیں گے اس کے بعد کوئی شریعت نہیں جو اس کو منسوخ کر دے، غرض قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ:...... یہ آیتیں بطور اختصار کے ختم نبوت کے ثبوت اور تائید میں پیش کر دی گئیں ورنہ قرآن کریم میں سو آیتیں ختم نبوت پر واضح طور پر دلالت کرنے والی موجود ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ''ختم نبوت کامل'' از حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ)

ختم نبوت سے متعلق احادیث مبارکہ:

نوٹ:...... یہاں پر ہم اتنا عرض کر دیں کہ آئندہ صفحات میں ہم زیادہ تر احادیث کے الفاظ نقل کرنے پر اکتفا کریں گے۔ شارحین حدیث کے تشریحی اقوال نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے تاکہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے۔

حدیث:۱:.......

"عن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال مثلی و مثل الأنبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فأحسنه و أجمله الا موضع لبنة من زاویة من زوایاه فجعل الناس یطوفون به و یعجبون له و یقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة و أنا خاتم النبیین۔"

(صحیح بخاری کتاب المناقب ص ۵۰۱ ج ۱، صحیح مسلم ص ۲۴۸ ج ۲ واللفظ لہ)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاءؑ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

حدیث:۲:.......

"عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و أحلت لی الغنائم و جعلت لی الارض طهورا و مسجداً و أرسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون۔"

(صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاً کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔"

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے:

"وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ۔" (مشکوٰۃ ص۵۱۲)

ترجمہ: "پہلے انبیاً کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔"

حدیث:۳:......

"عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلۃ ھرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی۔" (بخاری ص۶۳۳ ج۲)

"و فی روایۃ المسلم أنہ لا نبوۃ بعدی۔"

(صحیح مسلم ص۲۷۸ ج۲)

ترجمہ: "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے

بعد کوئی نبی نہیں۔'' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ''میرے بعد نبوت نہیں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اپنی تصنیف ''ازالۃ الخفاً میں ''مآثر علیؓ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''فمن المتواتر: أنت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔''

(ازالۃ الخفاً مترجم ص۴۴۴ ج۴)

ترجمہ: ''متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔''

حدیث:۴......

''عن ابی هریرةؓ یحدث عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔''

(صحیح بخاری ص۴۹۱ ج۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم ص۱۲۶ ج۲، مسند احمد ص۲۹۷ ج۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاً کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاً ہوں گے اور بہت ہوں گے۔''

نوٹ:...... بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاً آتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے، مگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے انبیاً کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث:۵:......

"عن ثوبان رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی أمتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔"

(ابوداؤد ص۱۲۷ ج۲ کتاب الفتن واللفظ لہ، ترمذی ص۴۵ ج۲)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔"

حدیث:۶:......

"عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی۔" (ترمذی ص۵۱ ج۲ ابواب الرؤیا، مسند احمد ص۲۶۷ ج۳)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔"

حدیث:۷:......

"عن ابی هریرة رضی الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بید أنهم أوتوا الکتاب من قبلنا۔"

(صحیح بخاری ص۱۲۰ ج۱ واللفظ لہ، صحیح مسلم ص۲۸۲ ج۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہؐ نے فرمایا: ہم سب کے

بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔"

حدیث:۸:......

"عن عقبة بن عامرؓ قال قال رسول الله ﷺ لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطابؓ۔"

(ترمذی ص۲۰۹ ج۲ ابواب المناقب)

ترجمہ:"حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔"

حدیث:۹:......

"عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی أسماء، أنا محمد، و أنا أحمد، و أنا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر، و أنا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی، و أنا العاقب، و العاقب الذی لیس بعده نبی۔" (متفق علیہ، مشکوۃ ص۵۱۵)

ترجمہ:"حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے دو اسمائے گرامی آپؐ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اول ''الحاشر''، حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اشارة الی انه لیس بعده نبی ولا شریعة ...... فلما کان لا أمة بعد امته لأنه لا نبی بعده، نسب الحشر الیه، لأنه یقع عقبه۔'' (فتح الباری ص۴۰۶ ج۶)

ترجمہ: ''یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں...... سو چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ کی طرف منسوب کردیا گیا، کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔''

دوسرا اسم گرامی: ''العاقب'' جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ: ''الذی لیس بعده نبی'' (آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں)

حدیث ۱۰:......

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

''بعثت أنا والساعة کھاتین'' (مسلم ص۴۰۶ ج۲)

(مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے)

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبیؒ ''تذکرہ'' میں لکھتے ہیں:

''واما قوله بعثت أنا والساعة کھاتین فمعناه أنا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر، وانما تلینی القیامة کما تلی السبابة الوسطی ولیس بینهما اصبع اخری ...... ولیس بینی وبین

القیامة نبی۔" (التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة ص۱۱۷)

ترجمہ: "اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اور کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں...... اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔"

علامہ سندھیؒ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

"التشبیه فی المقارنة بینهما، أی لیس بینهما اصبع اخری کما أنه لا نبی بینه ﷺ وبین الساعة۔"

(حاشیہ علامہ سندھیؒ بر نسائی ص۲۳۴ ج۱)

ترجمہ: "تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے)، یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔"

ختم نبوت پر اجماع امت:

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"ان الأمة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ و من قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبی بعده أبدا ...... و أنه لیس فیه تأویل و لا تخصیص فمنکر هذا لا یکون الا منکر الاجماع۔" (الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۲۳)

ترجمہ: "بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم

النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔"

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"و دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع۔" (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

علامہ ابن نجیم مصریؒ جن کو ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے' فرماتے ہیں:

"اذا لم یعرف ان محمداً صلی الله علیه وسلم اخر الانبیأ فلیس بمسلم لانه من الضروریات۔"

(الاشباہ والنظائر مطبوعہ کراچی ج ۲ ص ۹۱)

ختم نبوت پر تواتر:

حافظ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"وبذلك وردت الأحادیث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة رضی الله عنهم۔"

(تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۳ ج ۳)

ترجمہ: "اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔"

اور علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

"و کونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب و صدعت به السنة و أجمعت علیه الأمة فیکفر مدعی خلافه و یقتل ان اصر۔" (روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲)

ترجمہ: ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔''

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر اجماع و اتفاق چلا آیا ہے۔

سوال ۴:...... مرزائی ختم نبوت کے معنی میں کیا تحریف کرتے ہیں؟ قادیانی مؤقف مختصر مگر جامع طور پر تحریر فرمائیں، ساتھ ہی اس کا مختصر اور جامع جواب بھی دیں۔

جواب:......

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت:

قرآن و سنت صحابہ کرامؓ اور اصحاب لغت کی طرف سے لفظ خاتم النبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے مؤقف کو دیکھئے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ: ''خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر'' یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت ملے گی، جو شخص رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا آپؐ اس پر مہر لگا دیں گے، تو وہ نبی بن جائے گا (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ و ص ۲۸، خزائن ص ۱۰۰ و ۳۰ ج ۲۲)۔ ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ مؤقف سراسر غلط، فاسد، باطل، بے دینی، تحریف دجل

وافتراء، کذب وجعل سازی پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موقعہ پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

''اگر مرزا صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ: ''آپ کی مہر سے انبیاءؑ بنتے ہیں''۔ لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں، اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔ خود مرزا صاحب نے جو (برکات الدعا ص ۱۴، ۱۵ روحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸ ج ۶) میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم ﷺ سے اور تیسرا اقوال صحابہ کرامؓ سے رکھا ہے۔ اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو احادیث نبویہؐ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاءؑ بنتے ہیں، اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہوسکے گا) تو کم از کم کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے کہ:

چیلنج:

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھا دے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے: "و لو کان بعضھم لبعض ظھیرا"، بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے صاف صاف آثار، سلف صالحینؒ اور ائمہ تفسیرؒ کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت "خاتم النبیین" کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔" (ختم نبوت کامل)

قادیانی ترجمہ کے وجوہِ ابطال:

ا:......اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، ورنہ لازم آئے گا

کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

۲:......مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۶۱۴ روحانی خزائن ص ۴۳۱ ج ۳ پر خاتم النبیین کا معنی: ''اور ختم کرنے والا نبیوں کا'' کیا ہے۔

۳:......مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے، یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۷، روحانی خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵ پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا ،اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ''ولد'' تھا۔ مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

۴:......پھر قادیانی جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ سے لے کر مرزا

قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے:

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا، اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی، اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت (نام نہاد) ہے۔ نبوت نہیں، اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا، تو گویا حضور ﷺ "خاتم النبی" ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے۔ مرزا محمود نے لکھا ہے:

"ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا۔" (ضمیمہ نمبر ا حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۸)

۵:...... خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں، تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ خاتم النبیین نہ ہوئے، اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشأ کے صاف خلاف ہے۔

۶:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گئے۔ (یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی) یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اب میں بموجب آیت کریمہ: "واما بنعمة ربك فحدث" اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش

سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۶۷ روحانی خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

لیجئے! خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر، وہ لگے گی اتباع کرنے سے، وہ صرف مرزا پر لگی، اس لئے آپؐ خاتم النبی ہوئے، اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

سوال : ۵:...... ظلی بروزی نبی کی من گھڑت قادیانی اصطلاحات پر جامع نوٹ تحریر کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب تحریر کریں؟

جواب:......

ظلی اور بروزی:

ظل، سایہ کو کہتے ہیں، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی شیطان کی تصویر (ظل) تھا۔ بروز، کا معنٰی ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہو جائے جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے شیطان کی شکل اختیار کر لی، اس کی جگہ ظاہر ہو گیا۔ حلول، کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی روح دوسرے میں داخل ہو گئی، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی میں شیطان کی روح سرایت (حلول) کر گئی۔ تناسخ، کا معنٰی یہ ہے کہ ایک شخص مر جائے اور اس کی شخصیت دوسرے جنم میں دوسرے شخص کی ہو بہو شکل اختیار کر جائے، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی اس زمانہ میں شیطانِ مجسم تھا۔

قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ظلی نبی تھا، یعنی آنحضرت ﷺ کے اتباع کی وجہ سے وہ آنحضرت ﷺ کا ظل ہو گیا، اس اعتبار سے اس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اتحاد ہو گیا اور آپ کا وجود مرزا قادیانی کا وجود ہے، جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

''صار وجودی وجودہ۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷ خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶)

''یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلعم (مرزا) کو اتارا۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

مرزا کے محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ کا دوبار دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے، یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد ﷺ کی روحانیت مع اپنے تمام کمالاتِ نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''......اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن ص ۲۷۰ ج ۱۶)

''آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔'' (تحفہ گولڑویہ ۱۶۳ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۴۹ ج ۱۷)

قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے ظلی اور بروزی کی اصطلاح استعمال

کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ان الفاظ کی آڑ میں بھی وہ دراصل رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے، اور وہ خاتم الانبیاءؑ ہے اور سب سے بڑھ کر ہے، اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی...... جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے، بلکہ ایک ہی ہو اگر چہ بظاہر دو نظر آتے ہیں، صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔''

(کشتی نوح ص ۱۵ اخزائن ص ۱۶ ج ۱۹)

قارئین محترم! مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے، اس کا کہنا کہ میں ظلی بروزی محمدؐ ہوں۔ کیا معنی؟ کہ جب آئینہ میں حضور ﷺ کی شکل دیکھنا چاہو تو وہ غلام احمد ہے۔ دونوں ایک ہیں، قطع نظر اس خبث و بدطینتی کے مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی و بروزی کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں، وہ اصولی طور پر غلط ہے، اس لئے کہ:

ا:...... ''نقطۂ محمدیہ...... ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے، اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) میں انعکاس پذیر ہیں۔''

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۷۱، ۲۷۲ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۲۴ ج ۲)

۲:...... ''حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔'' (ایام الصلح ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۲۶۵ ج ۱۴)

۳:...... ''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص ۵۷ روحانی خزائن ص ۳۵۳ ج ۶)

اگر اب کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ آنحضرت ﷺ خدا ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خلفاً نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے؟ یا محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاً آنحضرت ﷺ کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں، تو کیا خلفاً اور حضرت عمرؓ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو مرزا قادیانی بزعم خود اگر ظلی نبی (خاکم بدہن) ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی اور صحیح نبی نہیں ہوگا، بلکہ محض نقلی نبی ہی ہوگا۔

۴:...... حدیث شریف میں ہے: "السلطان (المسلم) ظل الله في الارض" کیا سلطان (بادشاہ) خدا بن جاتا ہے یا اس کا وجود خدا کا وجود بن جاتا ہے؟ غرض ظلی و بروزی خالص قادیانی ڈھکوسلہ ہے۔

سوال ۶:...... وحی الہام اور کشف کا شرعی معنی اور حیثیت واضح کرتے ہوئے بتائیں کہ قادیانی ان اصطلاحات میں کیا تحریفات کرتے ہیں اور اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:......

وحی:

اصطلاحِ شریعت میں وحی اس کلامِ الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے بذریعہ

فرشتہ نبی کو بھیجا ہو، اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انبیاءؑ علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القائی القلب ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں (فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری نہیں ہے) جو اولیاءؑ پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں، جو عام مؤمنین اور صالحین کو ہوتا ہے کشف اور الہام اور رویائے صالحہ پر لغتاً وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے' قرآن مجید میں آیا ہے: ''و اوحینا الی ام موسیٰ'' مگر عرف شرع میں جب لفظ وحی کا بولا جاتا ہے تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے قرآن کریم میں باعتبار لغت کے شیطانی وسوسوں پر بھی وحی کا اطلاق آیا ہے:

''کما قال تعالیٰ وان الشیطین لیوحون الی اولیائھم۔'' (انعام: ۱۲۱)

''وکذلك جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔''

(انعام: ۱۱۲)

لیکن عرف میں شیطانی وسوسوں پر وحی کا اطلاق نہیں ہوتا۔

الہام:

کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر و فکر اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القاءٔ ہونے کا نام الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے اور جو علم بغیر حس اور عقل، من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام ہے۔ الہام محض موہبت ربانی ہے اور فراست ایمانی، جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے وہ من وجہ کسب ہے اور من وجہ وہب ہے۔ کشف اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔

کشف:

عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے، کشف سے پہلے جو چیز مستور تھی، اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکارا ہوگئی۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون ص ۱۲۵۴ پر لکھتے ہیں:

"الکشف عند اہل السلوک ہوا المکاشفہ ومکاشفہ رفع حجاب را گویند کہ میاں روحانی جسمانی است کہ ادراک آن بحواس ظاہری نتواں کرد الخ"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے، جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے، جاننا چاہئے کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے مگر لازم نہیں۔"

وحی اور الہام میں فرق:

وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاً ہوتی ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاً نہیں ہوتا۔ اولیاً معصوم نہیں، اسی وجہ سے اولیاً کا الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے، حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ نیز علم احکام شرعیہ بذریعہ وحی انبیاً کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر انبیاً پر جو الہام ہوتا ہے سو وہ از قسم بشارت یا از قسم تفہیم ہوتا ہے احکام پر مشتمل نہیں ہوتا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو جو وحی الہام ہوئی وہ از قسم بشارت تھی نہ کہ از قسم احکام، اور بعض مرتبہ وحی الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے، جو نسبت رویائے صالحہ کو الہام سے ہے وہی نسبت الہام

کو وحی نبوت سے ہے، یعنی جس طرح رویائے صالحہ الہام سے درجہ میں کمتر ہے، اسی طرح الہام درجہ میں وحی نبوت سے فروتر ہے اور جس طرح رویائے صالحہ میں ایک درجہ کا ابہام اور اخفاً ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اسی طرح الہام بھی باعتبار وحی کے خفی اور مبہم ہوتا ہے اور وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ''الاعلام بمعنی الکشف والوحی والالہام'' مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم از حضرت کاندھلویؒ۔

انقطاعِ وحی نبوت:

حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا، اس سلسلے میں اکابرین امت کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱:...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت فرمایا:

''الیوم فقدنا الوحی و من عنداللہ عز و جل الکلام، رواہ ابو اسمٰعیل الھروی فی دلائل التوحید۔''

ترجمہ: ''آج ہمارے پاس وحی نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فرمان ہے۔''

(کنز العمال ص ۲۳۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۶۰)

۲:...... نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:

''قد انقطع الوحی وتم الدین او ینقص وانا حی۔ رواہ النسائی بھذا اللفظ معناہ فی الصحیحین۔''

(الریاض النضرۃ ص ۹۸ ج ا و تاریخ الخلفاً للسیوطی ص ۹۴)

ترجمہ: ''اب وحی منقطع ہوچکی اور دین الٰہی تمام ہوچکا، کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہوجائے گا؟''

۳:...... صحیح بخاری ص ۱۰۶۰ ج ۲ میں اسی مضمون کا کلام حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے۔

۴:......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کر آئیں کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تینوں وہاں گئے، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ دیکھو ام ایمن! رسول اللہ ﷺ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپؐ کے واسطے مقدر ہے، انہوں نے کہا:

"قد علمت ما عند الله خيرلرسول الله ﷺ و لكن ابكي على خبر السماء انقطع عنا۔"

(ابوعوانہ و کنز العمال ص ۲۲۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۳۴ و مسلم ج ۲ ص ۲۹۱)

ترجمہ: "یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپؐ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہوگئیں۔"

اسی طرح مسلم شریف میں ہے:

"ولكن ابكي ان الوحي قد انقطع من السماء۔"

۵:......علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"لان بموت النبي ﷺ انقطع الوحي۔"

(مواہب لدنیہ ص ۲۵۹)

ترجمہ: "اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔"

۶:......ایسے مدعی کے بارے میں علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا

ہے:

''و من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین۔''

ترجمہ: ''اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔'' (بحوالہ ختم نبوت ص ۳۲۲ از حضرت مفتی محمد شفیعؒ)

قادیانی گروہ کشف والہام اور وحی میں تحریف نہیں کرتے بلکہ تلبیس کرتے ہیں کہ نہ صرف کشف والہام بلکہ وحی نبوت کو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے جاری مانتے ہیں، چنانچہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نام نہاد وحی کو ایک مستقل کتاب کی شکل میں شائع کیا ہے اور اس کا نام انہوں نے ''تذکرہ'' رکھا ہے، حالانکہ تذکرہ قرآن مجید کا نام ہے، جیسا کہ آیت مبارکہ ہے:

''کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ۔'' (عبس ۱۱-۱۴)

ان آیات میں ''تذکرہ'' قرآن مجید کو قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کے مجموعہ کا نام قرآن رکھتے تو مسلمانوں میں اشتعال پھیلتا، انہوں نے قرآن مجید کا غیر عرفی نام چرا کر مرزا کی وحی پر چسپاں کر دیا اور اسی تذکرہ کے پہلے صفحہ پر عنوان قائم کیا: ''تذکرہ یعنی وحی مقدس ورویاؔ وکشوف حضرت مسیح موعود''۔

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ اس تذکرہ کا حجم 818 صفحات ہے، اس میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی (خرافات) کو جمع کیا گیا ہے۔ غرض قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لئے وحی نبوت کو جاری مانتی ہے، حالانکہ اوپر گزر چکا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا مدعی، مدعی نبوت ہے، اور یہ بجائے خود مستقل کفر ہے، اب مرزا قادیانی کی ہزارہا عبارتوں میں سے چند عبارتیں ملاحظہ ہوں، جس میں مرزا قادیانی نے اپنے لئے وحی کا دعویٰ کیا ہے:

ا:...... ''پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے، جیسا کہ قرآن

اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں، اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے، اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔"

(تحفۃ الندوہ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۹۵)

۲:......"خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے، یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔" دیکھو براہین احمدیہ، اس میں صاف طور پر اس عاجز (مرزا) کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۴۳۱ ج ۳، ایک غلطی کا ازالہ ص ۲ روحانی خزائن ص ۲۰۶ ج ۱۸ النبوۃ فی الاسلام ص ۳۰۷، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۱)

۳:......"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۴:......"اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰، ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام ص ۳۱۰، حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۴، مجموعہ اشتہارات ص ۴۳۵ ج ۳)

۵:......"میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

اب ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب اپنے اوپر جبریل علیہ السلام کے نزول کے بھی مدعی ہیں:

۶:......"جاء نی ائل واختار وادار اصبعه واشاره ان وعد الله اتیٰ، فطوبیٰ لمن وجدو رایٔ۔"

یعنی میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا، اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا، پس مبارک جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے، اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ منہ)۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ روحانی خزائن ص ۱۰۶ ج ۲۲)

۷:......"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا

ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ
ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

اسلامی عقیدہ کے مطابق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے معصوم ہوتے ہیں، ٹھیک انہی کے طرز پر مرزا صاحب کو بھی معصوم ہونے کا دعویٰ ہے:

۸:......"ما انا الا کالقرآن و سیظهر علی یدی ما ظهر من
الفرقان۔" (تذکرہ ص ۶۷۴)

"اور میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور عنقریب میرے ہاتھ
پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔"

قرآن کریم مسلمانوں کی نہایت مقدس مذہبی کتاب ہے جسے خود مرزا صاحب کے پیرو بھی محفوظ عن الخطا سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب اپنے تقدس کو قرآن کے مثل ثابت کرتے ہیں۔

۹:......"نحن نزلناه و انا له لحافظون۔"
(تذکرہ ص ۱۰۷ طبع ۴ ربوہ)

"ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

یہ قرآن کریم کی آیت ہے، جسے مرزا صاحب نے معمولی تصرف کے ساتھ اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے گویا جس طرح قرآن منزل من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر خطا و خلل سے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، ٹھیک وہی تقدس مرزا صاحب کو بھی حاصل ہے:

۱۰:......"و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی۔"
(تذکرہ ص ۳۷۸، ۳۹۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، یہ تو وحی ہے جو اس (مرزا) پر
نازل کی جاتی ہے۔"

علماء شریعت کی طرح تمام صوفیاء بھی اس پر متفق ہیں کہ نبوت و رسالت خاتم النبیین

ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور حضور پر نور ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے قطعاً خارج ہے، البتہ نبوت و رسالت کے کچھ کمالات اور اجزاٗ باقی ہیں کہ جو اولیاۓ امت کو عطا کئے جاتے ہیں مثلاً کشف اور الہام اور رویاۓ صادقہ (سچا خواب) اور کرامتیں۔ اس قسم کے کمالات نبوت کے اجزاٗ ہیں وہ ہنوز باقی ہیں لیکن ان کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں، اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے۔ نبی کا تو خواب بھی وحی ہے: "رویاۓ الانبیاۓ وحی" (بخاری)، مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً حجت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے، مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو درکنار اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ غرض کسی بھی بڑے سے بڑے بزرگ کا کشف و الہام شرعی مسئلہ کے اثبات کے لئے کوئی مستقل دلیل نہیں ہے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بناۓ پر وہ شخص بادشاہ اور وزیر نہیں بن سکتا، اور اگر کوئی اس بنا پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فوراً گرفتاری کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے براۓ نام کچھ کمالات پاۓ جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جاۓ گا۔

"عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔" (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ص ۱۰۳۵ ج ۲)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جز سواۓ اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔"

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا البتہ

اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں یہ بھی نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ: "سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔"

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ ﷺ کے ان بینات کے بعد بھی بجائے اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک متنبی کاذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء علیہ ﷺ کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے۔

و کذلك یطبع الله علی قلب کل متکبر جبار۔

ادھر حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے اور ادھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاءِ نبوت ثابت ہو گیا۔ ان ھذا لشیٔ عجاب۔ کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاءً ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو اس کو پانی کہا جا سکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے جس کو جزو اور کل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو کل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو ادائے روزہ کہا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کل کا وجود قرار دیا جائے اور جزو پر کل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا، نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی، اور پھر تو شاید ایک دھاگہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور

ایک رسی کو چارپائی بھی کہا جائے اور ایک میخ کو کواڑ بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام بدیہات ہی کو بدل ڈالے۔ پس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چارپائی اور ایک میخ کو کواڑ نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھیالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی ابجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیہ پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزأ زیادہ ہیں اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزأ جن کا جدید فلسفہ ہائیڈروجن اور آکسیجن نام رکھتا ہے موجود ہیں، اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزأ نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزأ وہی ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہائیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلطی ہے، یہ محض لچر اور ناقابل ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کرڈالا۔ (تلخیص از ختم نبوت کامل)

سوال ۷:...... مرزائی اجرائے نبوت پر جن آیات مبارکہ اور احادیث میں تحریف کرتے ہیں ان میں سے تین کو ذکر کرکے ان کا شافی جواب لکھیں؟

جواب:...... مرزائیوں سے ختم نبوت و اجرائے نبوت پر بحث کرنا اصولی طور پر غلط ہے اس لئے کہ ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت و اجرائے نبوت کا مسئلہ مابہ النزاع ہی نہیں۔ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں، قادیانی بھی۔ اہل اسلام کے نزدیک رحمت دو عالم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا، مرزائیوں کے نزدیک مرزا

غلام احمد قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں۔

اب فرق واضح ہوگیا کہ مسلمان رحمت دو عالم ﷺ پر نبوت کو بند مانتے ہیں، قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی پر، اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ سارے قرآن وحدیث سے ایک آیت یا ایک حدیث پڑھیں، جس میں لکھا ہوا ہو کہ نبوت رحمت دو عالم ﷺ پر ختم نہیں بلکہ حضور ﷺ کے بعد چودہ سو سال میں ایک مرزا صاحب نبی بنے ہیں، اور مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا، قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے۔

مرزا کہتا ہے:

ا:...... ''نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶، ۴۰۷ ج ۲۲)

۲:...... ''چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں، اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے، کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا، اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸)

۳:...... ''اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں ...... پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔'' (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۳۸ از مرزا محمود قادیانی)

۴:...... ''ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا، مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے

آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے، کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“
(کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹)

۵:......”فاراد اللہ ان یتم النباء و یکمل البناء باللبنة الاخیرة فانا تلك اللبنة۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۱۲ خزائن ص ۱۷۸ ج ۱۶)

”پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔“

۶:......”امت محمد ﷺ میں سے ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آ سکتے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے، بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔“
(رسالہ تشحید الاذہان قادیان ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتا ہے، گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے۔ معاذ اللہ۔

قادیانی تحریفات:

آیت نمبر ۱:......”یبنی آدم اما یاتینکم“

قادیانی کہتے ہیں کہ:

”یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون۔“
(اعراف: ۳۵)

یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپؐ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے۔ لہذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں، اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب:۱:......اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار "یا بنی آدم" آیا ہے۔ اور اول "یا بنی آدم" کا تعلق "اھبطوا بعضکم لبعض عدو" سے ہے۔ "اھبطوا" کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حوا علیہا السلام ہیں۔ لہذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کی اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰ سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے۔ اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کی صراحتاً دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت حال ماضیہ کے طور پر اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

جواب:۲:......قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپؐ کی اُمتِ اجابت کو "یا ایھا الذین آمنوا" سے مخاطب کیا جاتا ہے، اور آپؐ کی امتِ دعوت کو "یا ایھا الناس" سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپؐ کی امت کو "یا بنی آدم" سے خطاب نہیں کیا گیا، یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت:

ہاں البتہ "یا بنی آدم" کی عمومیت کے حکم میں آپؐ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہوگئے ہوں، اگر وہ منسوخ ہوگئے یا کوئی ایسا حکم جو آپؐ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپؐ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب:۳:......کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں تو ہندو،

عیسائی، یہودی، سکھ سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے' ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات وواقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہیجڑے بھی شامل ہیں، تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے تو اس میں ہیجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔ لہذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہیجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب:۴:...... اگر "یا بنی آدم اما یاتینکم رسل" سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو "اما یاتینکم منی هدی" میں وہی "یاتینکم" ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آسکتی ہے، تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا، کیونکہ ان کے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آسکتا۔

جواب:۵:......

ا:...... "اما" حرف شرط ہے، جس کا تحقق ضروری نہیں، "یا تینکم" مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں، جیسا کہ فرمایا: "فاما ترین من البشر احدا" (مریم:۲۶)۔ کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے، مگر استمرار کے لئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں، جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اس کے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس کی ایک مثال یہی آیت "اما ترین من البشر" ہے جو اوپر گزر چکی۔

۲:...... "انا انزلنا التوراة فیها هدی و نور یحکم بها النبیون" (مائدہ:٤٤)

ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے، آپ کی بعثت کے بعد کسی کو حتیٰ کہ صاحب تورات کو بھی حق حاصل نہیں اس کی تبلیغ کا۔

۳:......"واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ" (انعام:۱۹) چنانچہ حضور علیہ ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بلاواسطہ آپ کی انذار وتبشیر مسدود ہے۔

۴:......"و سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر" (الانبیا:۷۹) تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہوگئی مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔

جواب:۶:......

(۱)......اما یاتینکم منی ھدی۔ (بقرہ۳۸)۔ (۲)......واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعدالذکریٰ مع القوم الظالمین (انعام:۶۸)۔ (۳)......فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون (انفال: ۵۷)۔ (۴)...... واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینك فالینا مرجعھم (یونس: ۴۶)۔ (۵)......اما یبلغن عندك الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما (بنی اسرائیل:۲۳)۔ (۶)......فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما (مریم:۲۶)۔ (۷)......اما ترینی مایوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین (مومنون:۹۳)۔ (۸)......و اما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ (اعراف:۲۰۰)۔ (۹)......فاما نذھبن بك فانا منھم منتقمون (زخرف:۴۱)۔

ان تمام آیات میں نون ثقیلہ مضارع ہونے کے باوجود قادیانیوں کو بھی تسلیم ہے کہ ان آیات میں استمرار نہیں، بلکہ حکایت حال ماضی کا بیان ہے۔

جواب:۷:......درمنثور ج۳ ص۸۲ میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے:

"یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم الآیۃ اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللہ تبارك و تعالی جعل آدم و ذریتہ فی کفہ فقال یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون

علیکم آیاتی، ثم نظر الی الرسل فقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔“

”ابی یسار سلمی سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اوران کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا: ”یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ...... الخ“ پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا کہ: ”یا ایھا الرسل ...... الخ“ غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔“

جواب:۸:...... بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کا مستدل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں، اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے، مرزا نے خود اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ص۱۲۷ ج۲۱)

آیت۲: من یطع اللہ والرسول:

”ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔“ (نساء:٦٩)

قادیانی کہتے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں وہ نبی ہوں گے، صدیق ہوں گے، شہید ہوں گے، صالح ہوں گے، اس آیت میں چار درجات کے ملنے کا ذکر ہے، اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری ماننا ایک کو بند ماننا تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبرؓ

حضرت فاروق اعظمؓ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے، خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب:۱:...... آیت مبارکہ میں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کرے وہ آخرت میں انبیاءؑ، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ "حسن اولئك رفيقا" ظاہر کرتے ہیں۔

جواب:۲:...... یہاں معیت ہے عینیت نہیں ہے۔ معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدینؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

"قال بعض الصحابة للنبی ﷺ كيف نرك فی الجنة وانت فی الدرجات العلیٰ، ونحن اسفل منك فنزل ومن يطع الله والرسول ...... وحسن اولئك رفيقا، رفقاء فی الجنة بان يستمتع فيها برؤيتهم وزيارتهم والحضور معهم وان كان مقرهم فی درجات عالية بالنسبة الی غيرهم۔" (جلالین ص ۸۰)

"بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہوں گے اور ہم جنت کے نچلے درجات پر ہوں گے، تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ پس یہ آیت نازل ہوئی "من يطع الله والرسول ...... الخ" (آگے فرماتے ہیں) یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ انبیاءؑ علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہوں گے، اگرچہ ان (انبیاءؑ) کا ٹھکانہ دوسروں کی نسبت بلند مقام پر ہوگا۔"

اسی طرح تفسیر کبیر ص ۱۷۰ ج ۱۰ میں ہے:

"من يطع الله والرسول ذكروا فی سبب النزول وجوها۔ الاول روی جمع من المفسرين ان ثوبان مولی رسول الله ﷺ

كان شديد الحب لرسول الله ﷺ قليل الصبر عنه فاتاه يوما وقد
تغير وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن فی وجهه فساله رسول
الله ﷺ عن حاله فقال يارسول الله مابی وجع غيرانی اذالم
ارك اشتقت اليك واستو حشت وحشةً شديدةً حتی القاك
فذكرت الاخرة فخفت ان لااراك هناك لانی ان ادخلت الجنة
فانت تكون فی درجات النبيين وانا فی درجة العبيد فلا اراك
وان انالم ادخل الجنة فحينئذ لااراك ابدا فنزلت هذه الاية۔"

ترجمہ: "من يطع الله ...... الخ" (اس آیت) کے شان نزول
کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کیے ہیں۔ ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت
ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ آپ کے بہت زیادہ
شیدائی تھے (جدائی پر) صبر نہ کرسکتے تھے، ایک دن غمگین صورت بنائے
آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، ان کے چہرہ پر حزن وملال کے اثرات
تھے، آپؐ نے وجہ دریافت فرمائی، تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی
تکلیف نہیں، بس اتنا ہے کہ آپ کو نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے
قراری بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ آپ کی زیارت ہو تو مجھے آخرت کا
خیال آکر یہ خوف لاحق ہے کہ وہاں میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا چونکہ مجھے
جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپؐ تو انبیاءؑ کے درجات میں بلند ترین مقام پر
فائز ہوں گے، اور ہم آپؐ کے غلاموں کے درجہ میں، اور اگر جنت میں
سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے، اس
پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ ابن کثیر، تنویر المقباس،
روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے:

حدیث:...... "قال رسول الله ﷺ التاجر الصدوق الامين

مع النبیین والصدیقین والشهداء۔"

(منتخب کنزالعمال ج ٤ ص ٧ حدیث ٩٢١٧
ابن کثیر ص ٥٢٣ ج ١ طبع مصر)

ترجمہ: "آپ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

اگر معیت سے درجہ ملنا ثابت ہے تو مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین و صادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟

"عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول مامن نبی یمرض الا خیربین الدنیا والآخرة وکان فی شکواه الذی قبض اخذته بحة شدیدةٌ فسمعته یقول مع الذین انعمت علیهم من النبیین...... فعلمت انه خیر۔"

(مشکوٰۃ ص ٥٤٧ ج ٢، ابن کثیر ص ٥٢٢ ج ١)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ ہر نبی، مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں، جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی آپ کو شدید کھانسی ہوئی' آپؐ اس مرض میں فرماتے تھے: "مع الذین انعمت علیهم من النبیین "اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ کو بھی دنیا و آخرت میں سے ایک کا اختیار دیا جا رہا ہے۔"

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں کیونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ:

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں ایمان والوں کو درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے، اگرچہ باقی تمام درجات کا ملنا مذکور ہے، مثلاً:

ا:......"والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔" (الحدید:۱۹)

ترجمہ:"اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔"

۲:......"والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم فی الصالحین۔" (عنکبوت:۹)

ترجمہ:"اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔"

۳:......سورۃ حجرات کے آخر میں:"مجاھدین فی سبیل اللہ" کو فرمایا"اولئک ھم الصادقون۔"

ان آیات میں صدیق، صالح وغیرہ درجات ملنے کا ذکر ہے، مگر نبوت کا ذکر نہیں۔ غرض جہاں درجات حاصل کرنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں۔ جہاں نبوت کا ذکر ہے وہاں درجات ملنے کا ذکر نہیں بلکہ صرف معیت مراد ہے۔

جواب:۳:......کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت و پیروی نہیں کی تو آپ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شر امت ہوگی، نعوذ باللہ، جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق خود شہادت دے دی ہے کہ:"یطیعون اللہ و رسولہ"(سورۂ توبہ:۷۱) یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں"رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ" کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا:"رضوان من اللہ اکبر۔"(توبہ:۷۲)

جواب:۴:...... اگر بفرض محال پانچ منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تم غیر تشریعی کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النبیین ہے المرسلین نہیں، اور نبی غیر تشریعی اور رسول تشریعی کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ نبی ورسول کے فرق سے واضح ہے، تو اس لحاظ سے پھر تشریعی نبی آنے چاہئیں، یہ تو تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا، مرزا کہتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ:"و اما بنعمت ربك فحدث" اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۶۷ روحانی خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

جواب:۵:...... اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "الله اعلم حيث يجعل رسالته" نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے:

۱:...... علامہ شعرانیؒ الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں:

"فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك و الرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء ...... و قد افتى المالكية و غيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة۔" (الیواقیت والجواہر ص ۱۶۴، ۱۶۵ ج ۱)

ترجمہ: ''کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب ہے کہ

نبوت کسبی نہیں ہے کہ درویشی اختیار کرنے یا محنت وکاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ......از مترجم) کا خیال ہے، مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔"

۲:......قاضی عیاض "شفا" میں لکھتے ہیں:

"من ادعی نبوة احد مع نبینا ﷺ او بعده ...... او من ادعی النبوة لنفسه او جواز اکتسابها، و البلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها الخ و کذالک من ادعی منهم انه یوحیٰ الیه وان لم یدع النبوة...... فهولاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانه اخبر ﷺ انه خاتم النبیین لانبی بعده۔" (شفاء ص ۲۴۶، ۲۴۷ ج ۲)

ترجمہ: "ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسبی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا، یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا، اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا، تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعویٰ...... "انا خاتم النبیین"...... کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔"

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے، اور ایسے عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

جواب:۶:......اگر نبوت ملنے کے لئے اطاعت و تابعداری شرط ہے تو غلام احمد قادیانی پھر بھی نبی نہیں ہے، کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل تابعداری نہیں کی جیسے: (۱) مرزا نے حج نہیں کیا، (۲) مرزا نے ہجرت نہیں کی، (۳) مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا، (۴) مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے، (۵) ہندوستان کے تحیہ

خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر مرزا غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا، (۶) ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔

جواب:۷:...... نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں، جیسے: ''ان اللہ معنا، ان اللہ مع المتقین، ان اللہ مع الذین اتقوا، محمد رسول اللہ والذین معہ، ان اللہ مع الصابرین'' نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہو سکتا ہے تو خدا کی معیت سے خدا بھی ہو سکتا ہے؟ العیاذ باللہ۔

جواب:۸:...... یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے، اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں، بغیر اس تائید کے ان کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے، اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص۴۸ خزائن ص۳۴۴ ج۶)

جواب:۹:...... اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں، تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی و بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں، حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی و بروزی ہونے کا قائل نہیں، اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوگی۔

آیت:۳:...... وآخرین منھم لما یلحقوابھم:

قادیانی کہتے ہیں کہ طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے، اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت: ''ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منھم لما یلحقوابھم'' (جمعہ:۲،۳) کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کر دیا کرتے ہیں۔

طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ معاذ اللہ۔

جواب:۱:...... بیضاوی شریف میں ہے:

"وآخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاؤا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع۔"

"آخرین کا عطف امیین یا یعلمهم کی ضمیر پر ہے، اور اس لفظ کے زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہؓ اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔"

۲- خود آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں: "انا نبی من ادرك حیا و من یولد بعدی" صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی ﷺ برحق ہوں۔

جواب:۳...... القرآن یفسر بعضه بعضاً کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعا فرمائی تھی:

"ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم۔" (بقرہ:۱۲۹)

زیر بحث آیت میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان اُمیوں میں مبعوث ہوئے لیکن صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں ان کے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ ﷺ ہادی برحق ہیں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا" (اعراف:۱۵۸) یا آپ ﷺ کا فرمانا: "ارسلت الی الخلق کافة"

لہذا مرزا قادیانی دجال قادیان اور اس کے چیلوں کا اس کو حضور ﷺ کی دو بعثتیں قرار دینا یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے، پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث ''الیھم'' موجود و غائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

جواب ۴:...... رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے۔ چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے فی الامیین کی رعایت و آخرین منھم میں بھی کرنی پڑے گی۔ پھر اس وقت یہ معنی ہوں گے کہ امیین میں اور رسول بھی آئیں گے، کیونکہ امیین سے مراد عرب ہیں، جیسا کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہے: ''فی الامیین ای فی العرب لان اکثرھم لایکتبون ولا یقرؤن'' اور لفظ منھم کا بھی یہی تقاضا ہے جب کہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کے لئے سوائے دجل و کذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جواب ۵:...... قرآن مجید کی اس آیت میں بعث کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر بعث مضارع کے معنوں میں لینا پڑے گا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

جواب ۶:...... اب آئیے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو (قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں) اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں:

''قال المفسرون هم الا عاجم يعنون بهم غير العرب ای طائفه كانت قاله ابن عباس و جماعة وقال مقاتل يعنى التابعين من هذه الامة الذين لم يلحقوا باوائلهم و فى الجمله معنى جميع الا قوال فيه كل من دخل فى الاسلام بعد النبى ﷺ الى يوم القيامة فالمراد بالاميين العرب و بالآخرين بسواهم من الامم'' (تفسیر کبیر ص ۴ جز ۳۰ مطبع مصر)

(یعنی آپ ﷺ عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں) مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد عجمی ہیں۔ عرب کے ماسواء کوئی طبقہ ہو یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں۔ سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں، اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے وہ سب مراد ہیں۔"

"وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الى يوم الدين ـ"

(تفسیر ابو سعود ج ۴ جز ۸ ص ۲۴۷)

"آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں۔)"

"هم الذين يأتون من بعدهم الى يوم القيامة ـ"

(کشاف ص ۵۳۰ ج ۴)

جواب: ۷:...... بخاری شریف ص ۷۲۷ ج ۲، مسلم شریف ص ۳۱۲ ج ۲، ترمذی شریف ص ۲۳۲ ج ۲، مشکوۃ شریف ص ۵۷۶ پر ہے:

"عن ابى هريرةؓ قال كنا جلوسا عند النبىؐ فانزلت سورة الجمعة وآخرين منهم لما يلحقوا بهم قال قلت من هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سال ثلثا وفينا سلمان الفارسى وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عندالثريا لناله رجال او رجل من هولاء ـ"

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ وآخرين منهم لما يلحقوا بهم تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی، حتیٰ کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم

میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پا لیتے' رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت میں رجال کو متعین کر دیا۔"

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دے گی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، علماء، مشائخ، فقہاء، مفسرین، مقتدا، مجددین وصوفیاء، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے وہ مراد ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے لے کر ابو حنیفہ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے در اقدس کے دریوزہ گر ہیں۔ حاضر و غائب، امیین و آخرین سب ہی کے لئے آپ ﷺ کا در اقدس وا ہے، آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپ ﷺ کی نبوت عامہ و تامہ و کافہ ہے۔ موجود و غائب عرب و عجم سب ہی کے لئے آپ ﷺ معلم و مزکی ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپ ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ ایسا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت ۴: وبالآخرۃ ھم یوقنون:

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ: "وبالآخرۃ ھم یوقنون۔" (بقرہ:۴) (یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں)۔

جواب: ا:...... اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے، جیسا کہ دوسری جگہ صراحتاً فرمایا گیا: "وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان" (عنکبوت: ٦٤) آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے: "خسر الدنیا والآخرۃ" (حج:۱۱) دنیا و آخرت میں خائب وخاسر: "و لاجر الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون" (النحل:۴۱) الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرۃ پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص ۱۰٦ جلد ۱، درمنثور کی جلد اول ص ۲۷ پر ہے: "عن ابن عباس (وبالآخرۃ) ای بالبعث والقیامۃ والجنۃ والنار والحساب والمیزان۔" غرض جہاں کہیں قرآن مجید میں

آخرت کالفظ آیا ہے اس سے قیامت کا دن مراد ہے نہ کہ پچھلی وحی۔

جواب ۲:......مرزا قادیانی کہتا ہے:

''طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے......''و بالآخرة هم یوقنون''اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو''۔

(الحکم نمبر ۳۴، ۳۵، ج ۸، ۱۰/ اکتوبر ۱۹۰۴ء دیکھو خزینۃ العرفان ص ۸۷ ج ۱، از مرزا قادیانی)

اسی طرح دیکھو الحکم نمبر ۲ ج ۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲، ۳۔ اس میں مرزا قادیانی نے:''و بالآخرة هم یوقنون'' کا ترجمہ:''اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، کیا ہے، اور پھر لکھتا ہے:''قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔''

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان:

''اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔''

(ضمیمہ بدر ج ۸ نمبر ۱۵، ص ۳، مورخہ ۴/ فروری ۱۹۰۹ء)

لہٰذا مرزائیوں کا:''و بالآخرة هم یوقنون'' کا معنی آخری وحی کرنا جہاں تحریف و زندقہ ہے، وہاں قادیانی اکابر کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔

جواب ۳:......قادیانی علم و معرفت سے معریٰ ہوتے ہیں، کیونکہ خود مرزا قادیانی بھی محض جاہل تھا۔ اسے بھی تذکیر و تانیث واحد و جمع کی کوئی تمیز نہ تھی، ایسے ہی یہاں بھی ہے کہ الآخرة تو مؤنث ہے، جبکہ لفظ وحی مذکر ہے، اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے:''ان الدار الآخرة لهی الحیوان'' دیکھئے دار الآخرة مونث واقع ہوا ہے۔ اس لئے لھی کی مونث ضمیر آئی ہے اور لفظ وحی کے لئے مذکر کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے، تو پھر کوئی سر پھرا ہی الآخرة کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟

آیت ۵: وجعلنا فی ذریته النبوة

قادیانی کہتے ہیں کہ:''وجعلنا فی ذریته النبوة والکتاب'' (عنکبوت:۲۷)

یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی، اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت جاری ہے۔

جواب: ا:...... اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری معلوم ہوتا ہے، حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

جواب: ۲:...... وجعلنا کا فاعل باری تعالیٰ ہیں، تو گویا نبوت وہبی ہوئی، حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد و مستدلات کے خلاف ہے۔

احادیث پر قادیانی اعتراضات کے جوابات:

(۱) لو عاش ابراهيم:

قادیانی کہتے ہیں کہ: ''ولو عاش (ابراهيم) لكان صديقاً نبيا'' اس سے، قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب: ا:...... یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاتہ، میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

> ''عن ابن عباس لما مات ابراهيم بن رسول الله ﷺ صلى رسول الله ﷺ وقال ان له مرضعاً في الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبيا ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطي۔''
>
> (ابن ماجه ص ۱۰۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ

کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کردی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو یقیناً نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی ماموں آزاد کردیتا اور کوئی قبطی قیدی نہ ہوتا۔"

۱:......اس روایت کی صحت پر شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ، میں کلام کیا ہے:

"وقد تکلم بعض الناس فی صحة هذا الحدیث کما ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضة الاحباب۔"

(انجاح ص ۱۰۸)

''اس حدیث کی صحت میں بعض (محدثین) نے کلام کیا ہے، جیسا کہ روضہ احباب میں سید جمال الدین محدث نے ذکر کیا ہے۔''

۲:......موضوعات کبیر کے ص ۵۸ پر ہے:

"قال النووی فی تهذیبه هذا الحدیث باطل و جسارة علی الکلام المغیبات و مجازفة و هجوم علی عظیم''۔

ترجمہ: ''امام نوویؒ نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے، بڑی بے تکی بات ہے۔''

۳:......مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی، اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

۴:......ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارہ میں محدثین کی آراء یہ ہیں، ثقہ نہیں ہے، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام یحییٰ، حضرت امام داؤدؒ۔

منکر الحدیث ہے:	حضرت امام ترمذیؒ
متروک الحدیث ہے:	حضرت امام نسائیؒ

اس کا اعتبار نہیں: حضرت امام جوز جانیؒ

ضعیف الحدیث ہے: حضرت امام ابو حاتمؒ

ضعیف ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے، اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۹۴، ۹۵ ج ۱) (یاد رہے کہ زیر بحث روایت بھی ابو شیبہ نے حکم سے روایت کی ہے۔)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں، اس کی ایسی ضعیف روایت کو لے کر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگرچہ صحیح بھی کیوں نہ ہو) معتبر نہیں ہوتی، چہ جائیکہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے، یہ تو بالکل ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' والی بات ہوگی۔

جواب: ۲:...... اور پھر قادیانی دیانت کے دیوالیہ پن کا اندازہ فرمائیں کہ اسی متذکرہ روایت سے قبل حضرت ابن اوفیٰؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے، اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں اسے نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجراء نبوت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔

اے کاش! قادیانی اس ضعیف روایت سے قبل والی صحیح روایت کو پڑھ لیتے جو یہ ہے:

"قال قلت لعبدالله ابن ابی اوفیٰؓ رأیت ابراهیم بن رسول الله ﷺ قال مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ابراهیم ولکن لا نبی بعده، ابن ماجه باب ماجاء فی الصلوة علی ابن رسول الله وذکر وفاته۔" (ص ۱۰۸)

ترجمہ: ''اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن اوفیٰؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبداللہ ابن اوفیٰؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال

فرما گئے اور اگر حضورﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا، تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں، یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح کے باب "من سمی باسماء الانبیا" میں اسے مکمل نقل فرمایا۔ (دیکھئے بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب پہلے لائے اور جس کو امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن ص ۴۱ روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ۶ پر "بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ" تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

لیجئے ایک اور روایت انہیں حضرت عبداللہ بن اوفیٰ سے مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳ کی ملاحظہ فرمائیے:

"حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفیٰ یقول لو کان بعدالنبی ﷺ نبی مامات ابنه ابراهیم"

"ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔"

حضرت انسؓ سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: "قد ملاء المهد ولو بقی لکان نبیاً ولکن لم یکن لیبقی لان نبیکم آخر الانبیاء" وہ پنگھوڑے کو بھر دیتے تھے (یعنی بچپن میں ان کا انتقال ہوا لیکن وہ اتنے بڑے تھے کہ پنگھوڑا بھرا ہوا نظر آتا تھا) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے

باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

(تلخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص ۴۹۴ ج ۲، فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۷۷ باب سمی باسماء الانبیاءً)

اب ان صحیح روایات جو بخاری، مسند احمد اور ابن ماجہ میں موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے کہ یہ قرآن کے نصوص صریحہ اور صدہا احادیث نبویہ کے خلاف ہے، اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدے کے لئے پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے:

"ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔" (بقرہ:۷)

جواب:۳:......اس میں حرف لو قابل توجہ ہے، اس لئے کہ جیسے: "لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا" لو عربی میں محال کے لئے بھی آ جاتا ہے، اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے۔ اس سے اثبات عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی علم کلام کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے۔

(۲) ولا تقولوا لا نبی بعدہ:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: "قولوا خاتم الانبیأ ولا تقولوا لانبی بعدہ۔" (تکملہ مجمع البحار ج ۵ ص ۵۰۲ درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵) اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری تھی۔

جواب:۱:......حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت صریحاً بے زیادتی ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی سند متصل مذکور نہیں۔ ایک منقطع السند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل وفریب ہے۔

جواب:۲:......رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول: "ولا تقولوا لا نبی بعدہ" یہ صریحاً اس فرمان نبوی ﷺ کے مخالف ہے، قول صحابہؓ و قول نبوی ﷺ میں تعارض ہو جائے تو حدیث و فرمان نبوی کو ترجیح

ہوگی، پھر لا نبی بعدی حدیث شریف متعدد صحیح سندوں سے مذکور ہے اور قول عائشہ ایک منقطع السند قول ہے، صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے قابل حجت ہوسکتا ہے؟

جواب:۳:...... خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کنز العمال ص ۳۷۱ ج ۱۵ حدیث: ۴۱۴۲۳ میں روایت ہے: ”لم یبق من النبوة بعده شئی الا المبشرات“ اس واضح فرمان کے بعد اس قول کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے؟

جواب:۴:...... قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ وہ اس قول کو جو مجمع البحار میں بغیر سند کے نقل کیا گیا ہے استدلال کرتے وقت بھی ادھورا قول نقل کرتے ہیں، اس میں ہے: ”ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ علیه السلام۔“ (تکملہ مجمع البحار ص ۵۰۲ ج ۵)

اگر ان کا یا مغیرہؓ کا جو قول: ”اذا قلت خاتم الانبیاء حسبك“ وغیرہ جیسے الفاظ آئے ہیں۔ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا، یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں (آئے گا) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، یہ کہو کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں یعنی آپؐ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپؐ سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں۔

جواب:۵:...... اس قول ”ولا تقولوا لا نبی بعدہ“ میں ”بعدہ“ خبر کے مقام پر آیا ہے، اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا: ”لا نبی مبعوث بعدہ“ حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ مرقات حاشیہ مشکوۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی:...... ”لا نبی خارج بعدہ“ حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ غلط ہے، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے ان معنوں سے: ”لا تقولوا لا نبی بعدہ“ کی ممانعت فرمائی ہے، جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی:...... ”لا نبی حیی بعدہ“ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی زندہ نہیں، ان معنوں کو سامنے رکھ کر حضرت عائشہؓ نے: ”لا تقولوا لا نبی بعدہ“ فرمایا۔ اس لئے کہ خود

ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔

قادیانی سوال:

اگر اس قول عائشہ صدیقہؓ کی سند نہیں تو کیا ہوا تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب: یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجرؒ نے الگ ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے، جس کا نام تعلیق التعلیق ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

۳: مسجدی آخر المساجد:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مسجدی آخر المساجد'' ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں، تو نبی بھی بن سکتے ہیں۔

جواب:...... یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے، اس لئے جہاں ''مسجدی آخر المساجد'' کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں، وہاں روایات میں آخر مساجد الانبیاءؑ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ تمام انبیاءؑ علیہم السلام کی سنت مبارک یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاءؑ کرام علیہم السلام کی مساجد میں سے آخری مسجد، مسجد نبوی ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ ترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۷۳ حدیث: ۱۷۷۱ میں خاتم مساجد الانبیاءؑ کے الفاظ صراحت سے موجود ہیں۔ نیز کنز العمال ص ۲۷۰ ج ۱۲ حدیث: ۳۴۹۹۹ باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے: ''عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء''

۴: انك خاتم المهاجرين:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا: ''اطمئن یا عم (عباسؓ) فانك خاتم المهاجرين في الهجرة كما انا خاتم النبيين في النبوة۔'' (کنز العمال ص ۶۹۹ ج ۱۲ حدیث: ۳۳۳۸۷) اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت

جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب:...... قادیانی اس روایت میں بھی دجل سے کام لیتے ہیں، اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے، مکہ مکرمہ سے چند کوس باہر تشریف لے گئے تو راستہ میں مدینہ طیبہ سے آنحضرت ﷺ دس ہزار قدسیوں کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے آئے، راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباسؓ کو افسوس ہوا کہ میں ہجرت کی سعادت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو تسلی وحصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے واقعتاً مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباسؓ تھے، اس لئے کہ ہجرت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف کی جاتی ہے، مکہ مکرمہ رحمت دوعالم ﷺ کے ہاتھوں ایسے فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دارالاسلام رہے گا، تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر واقعی حضرت عباسؓ ہوئے۔ آپ کا فرمانا: ''اے چچا تم خاتم المہاجرین ہو'' تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: ''لاھجرۃ بعد الفتح۔'' (بخاری ص ۴۳۳ ج ۱)۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اصابہ ص ۲۷۱ ج ۲ طبع بیروت میں فرماتے ہیں:

''ھاجر قبل الفتح بقلیل و شھد الفتح'' ۔

''حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔''

۵: ابو بکر خیر الناس:

قادیانی کہتے ہیں کہ: ''ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی'' ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں، مگر یہ کہ کوئی نبی ہو، اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب:...... یہ روایت (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۳ حدیث: ۳۲۵۴۷) کی ہے، اس کے آگے ہی لکھا ہے: ''ھذا الحدیث احد ما انکر'' یہ روایت ان میں سے ایک ہے، جس پر انکار

کیا گیا ہے، ایسی منکر روایت سے عقیدہ کے لئے استدلال کرنا قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب ۲:...... کنزالعمال ج ۱۱ ص ۵۴۶ حدیث ۳۲۵۶۴ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

"ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰسن، افضل من ابی بکر"

ترجمہ: "رحمت دو عالم ﷺ سمیت تمام انبیاؑ و رسل کے صحابہؓ سے ابوبکر صدیقؓ افضل ہیں۔"

حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے کنزالعمال میں ج ۱۱ ص ۵۶۰ حدیث ۳۲۶۴۵ پر روایت کے الفاظ ہیں:

"ابوبکر و عمر خیرالاولین و خیر الاخرین و خیر اھل السموات و خیر اھل الارضین الا النبیین والمرسلین"

ترجمہ: "زمینوں و آسمانوں کے تمام اولین و آخرین میں سوائے انبیاؑ و مرسلین کے باقی سب سے ابوبکرؓ و عمرؓ افضل ہیں۔"

ان روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاؑ کے علاوہ ابوبکرؓ باقی سب سے افضل ہیں۔ لیجئے اب ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہو گیا۔

سوال ۸:...... لاہوری اور قادیانی مرزائیوں میں کیا فرق ہے؟ جب لاہوری مرزا غلام احمد کو نبی ہی نہیں مانتے تو ان کی وجہ تکفیر کیا ہے؟ دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات کا جائزہ پیش کریں؟

جواب:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروپ ہیں، ایک لاہوری دوسرا قادیانی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک یہ ایک تھے۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں نورالدین کے آنجہانی ہونے پر لاہوری گروپ کے چیف گرو محمد علی ایم اے اور اس کے حواریوں کا خیال تھا کہ نورالدین کی جگہ محمد علی کو قادیانی جماعت کی زمامِ اقتدار سونپ

دی جائے گی۔ مگر مرزا قادیانی کے خاندان کے افراد اور مریدوں نے نوعمر مرزا محمود کو مرزا قادیانی کی نام نہاد خلافت کی گدی پر بٹھا دیا۔ محمد علی لاہوری اپنے حواریوں سمیت اپنا سامنہ لے کر لاہور آ گئے۔ تب سے مرزا قادیانی کی جماعت کے دو گروپ بن گئے۔ لاہوری و قادیانی، دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی صرف اور صرف اقتدار کی لڑائی تھی۔ عقائد کا اختلاف نہ تھا۔ اس لئے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک عقائد میں نہ صرف قادیانی گروپ کا ہمنوا تھا بلکہ اب بھی یہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا سمجھتا ہے۔ امام، مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح، ظلی و بروزی نبی وغیرہ مرزا کے تمام کفریہ دعاوی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے عقائد کی ترویج اور توسیع اس کی کتب کی اشاعت کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے لاہوریوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اقتدار نہ ملنے کے باعث علیحدہ ہوئے ہیں۔ تو لاہوریوں نے اپنے دفاع کے لئے اقتدار کی لڑائی کو عقائد کے اختلاف کا چولا پہنا دیا۔ لاہوریوں نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں سے تین مسائل میں اختلاف ہے:

"۱:...... قادیانی گروپ مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں، ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔

۲:...... قادیانی گروپ مرزا قادیانی کو قرآنی آیت: "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد" کا مصداق قرار دیتے ہیں، ہم اس آیت کا مرزا کو مصداق نہیں سمجھتے۔

۳:...... قادیانی گروپ مرزا کو حقیقی نبی قرار دیتا ہے، ہم اسے حقیقی نبی قرار نہیں دیتے۔"

اس پر ان کے درمیان مناظرے ہوئے۔ "مباحثہ راولپنڈی" نامی کتاب میں دونوں کے تحریری مناظروں کی روئیداد شائع شدہ ہے۔ فریقین نے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ یہ خود مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے دعاوی

ایسے شیطان کی آنت کی طرح الجھے ہوئے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا قادیانی کے کیا دعاوی تھے؟ لیکن یہ اقتدار کی رسہ کشی، اور نفس پرستی ہے۔ جب دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ کا چیف مرزا محمود، دوسرے گروپ کا چیف محمد علی لاہوری قرار پائے تو مرزا محمود نوجوان تھا۔ اقتدار اور پیسہ پاس تھا، اس نے وہ بے اعتدالیاں کیں کہ مرزا قادیانی کے بعض پکے مرید کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ مرزا محمود کی جنسی بے راہ روی اور رنگینیاں اور سنگینیاں اس داستان نے قادیان سے لاہور تک کا سفر کیا۔ تو لاہوری گروپ نے تاریخ محمودیت، ربوہ کا پوپ، ربوہ کا مذہبی آمر، کمالات محمودیہ ایسی دسیوں کتابیں لکھ کر مرزا محمود کی بدکرداریوں کو الم نشرح کیا۔ مرزا محمود نے جواب آں غزل کے طور پر لاہوریوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ۔ ذیل میں حوالے ملاحظہ ہوں:

''فاروق'' جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸/ فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں:

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱/ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل، (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں، (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ، (۴) لاہوری اصحاب الاخدود، (۵) خباثت اور شرارت اور رزالت کا مظاہرہ، (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی لاہوری فریق عباد الدنیا وقود النار بن گئے، (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل

فطرت والا اور احمق سے احمق انسان، (۸) اصحاب اخدود پیامی، (۹) دو غلے اور نیمے دروں نیمے بروں عقائد، (۱۰) بدلگام پیغامیو، (۱۱) حرکات دنیہ اور افعال شنیعہ، (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات، (۱۳) دورخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے، (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگالیا، (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی، (۱۶) ایسی کھلبلی اٹھی تھی، (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل، (۱۸) کبوتر نما جانور، (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے؟ کرمک، (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ، (۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو (فریق لاہور)، (۲۲) برخوردار پیامیو، (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ، (۲۴) کوئی آلو، ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں، (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر، (۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہو جاتا، (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے، (۲۸) اگر شرم ہو تو وہیں...... چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو، (۲۹) یہ کس قدر دجالیت اور خباثت اور کمینگی، (۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت لے کر بلوں میں سے نکل آئے ہیں، (۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے، (۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن، (۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو، (۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز، (۳۵) سادہ لوح اور احمق، (۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام، (۳۷) پیغام بلڈنگ کے اڑہائی ٹوٹرو، (۳۸) احمق اور عقل وشرافت سے عاری اور خالی، (۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹروں میں، (۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ، (۴۱) اہل پیغام کے دو

تازہ گندے پوسٹر۔

(منقول از اخبار "فاروق" قادیان پیامی نمبر مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۳۵ء)

لاہوری مرزائی بھی قادیانیوں کو گالیاں دینے میں کم نہ تھے۔ ملاحظہ ہو:

"مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) کا خطبہ جمعہ ۱۹/اکتوبر ۱۹۴۵ء ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسب معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے ان کا جوش غیظ و غضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے، بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے، کوئی بات طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔"

(مضمون مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان ج ۳۳، نمبر ۲۷۳، ص ۴ مورخہ ۲۲/نومبر ۱۹۴۵ء)

لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے، کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابوں میں رکھی گئی ہے۔ پس اتباع لازم ہے۔ مرزا محمود نے محمد علی کی گالیوں کی شکایت کی، اب محمد علی کی مرزا محمود کے متعلق شکایت بھی ملاحظہ ہو:

"خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔"

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار "پیغام صلح" لاہور جلد ۲۲، نمبر ۳۳، ص ۷ مورخہ ۳/جون ۱۹۳۴ء)

مسلمانوں نے (لاہوری و قادیانی) دونوں کی اس باہمی چخ چخ کو ایک سکہ کے

دورخ قرار دیا۔ ایک گروہ کے دو چیلوں کی اخلاق باختگی کو مرزا قادیانی کی روحانی تربیت کا نتیجہ قرار دیا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ لاہوریوں و قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ آپؒ نے فی البدیہہ فرمایا: بر ہر دو لعنت، خنزیر، خنزیر ہوتا ہے، چاہے گورے رنگ کا ہو یا کالے رنگ کا۔ کفر کفر ہے، چاہے لاہوری ہو یا قادیانی۔ لاہوریوں کا مرکز لاہور میں ہے۔ قادیانیوں کا مرکز پاکستان بننے کے بعد چناب نگر (ربوہ) اور اب ان کا مرکز بہشتی مقبرہ سمیت لندن کو سدھار گیا ہے۔ تمام علماءِ اسلام نے دونوں گروپوں کے کفر کا فتویٰ دیا، قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ تک سب نے دونوں کو کافر و غیر مسلم گردانا۔

لاہوری گروپ کیوں کافر؟

آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ اس کو جو لوگ اپنا امام، مجدد، مامور من اللہ، مہدی، مسیح، ظلی نبی، تسلیم کریں وہ بھی کافر ہیں حتیٰ کہ مدعی نبوت کو جو لوگ مسلمان سمجھیں بلکہ جو اسے کافر نہ سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے اپنے فتاویٰ میں، عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں اور اسمبلی نے اپنے قانون میں قادیانیوں کی طرح لاہوری گروپ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ مرزا کے کفریہ دعاوی جن کو لاہوری گروپ بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مانتا ہے، مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱:...... ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱ خزائن ص۲۳۱ ج۱۸)

۲:...... ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“

(بدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ص۱۲۷ ج۱۰)

۳:...... ”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور

وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵ حاشیہ خزائن ص ۶۸ ج ۲۱)

۴:......"نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص ہی کیا گیا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۵:......"اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ (مرزا) بھی ہوا، جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸ حاشیہ خزائن ص ۳۰ ج ۲۲)

۶:......"ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں، میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔"

(الحکم ۱۰/ اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۲۱۷ ج ۱۰)

ان حوالہ جات میں مرزا قادیانی کا صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ موجود ہے، اور پہلے انبیاء (سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک) کی طرح نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ اب نبی کے لئے معجزہ چاہئے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ نہ دیا ہو، مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے لئے معجزہ چاہئے، چنانچہ وہ اپنے معجزات کے متعلق خود لکھتا ہے:

۷:......"اگر میں (مرزا) صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔"

(تحفۃ الندوہ ص ۹ روحانی خزائن ص ۹۷ ج ۱۹)

۸:......"مگر میں تو اس سے بڑھ کر اپنا ثبوت رکھتا ہوں کہ ہزار ہا معجزات اب تک ظاہر ہو چکے ہیں۔"

(تحفۃ الندوہ ص ۱۲ روحانی خزائن ص ۱۰۰ ج ۱۹)

۹:......"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

دیکھئے نبی کے لئے وحی نبوت بھی ہونی چاہئے مرزا صاحب اس کے متعلق لکھتا ہے:

۱۰:...... ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۷ ج ۲۲)

ان حوالہ جات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور یہ امر طے شدہ ہے کہ:

"دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔"

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۲۰۷ مصری)

آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ مرزا کے ان کفریہ دعاوی کو لاہوری گروپ بھی صحیح مانتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کی طرح لاہوری بھی کافر ہیں۔ (مزید تفصیل ''احتساب قادیانیت'' ج اول میں مولانا لال حسین اختر کی ترک مرزائیت اور ''تحفہ قادیانیت'' ج ۲ میں معرکہ لاہور و قادیان از حضرت لدھیانوی شہیدؒ ملاحظہ کریں)۔

سوال: ۹...... عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دور صدیقیؓ سے دور حاضر تک جو خدمات سرانجام دی گئیں ہیں ان کا تذکرہ مختصر مگر جامع انداز میں تحریر کریں؟

جواب:...... آپ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی، بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس مسئلہ کے خلاف رائے دی امت نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرما دیا اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال

کر کے امت مسلمہ کو اپنے عمل مبارک سے کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرما دیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ:

چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں جہاد کی غرض سے حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا عملی سبق ہے، امت کے لئے خیر و برکت اور فلاح دارین اس سے وابستہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کا جان جوکھوں میں ڈال کر تحفظ کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچائے۔ امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشعل راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے ایک قاصد عم زاد ''حیال'' کو حضور ﷺ کے پاس بھیج کر اپنی نبوت منوانے کی دعوت دی۔ طلیحہ اسدی کے قاصد کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ کو بہت فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ آپ ﷺ نے تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ کے پہلے سپہ سالار کے لئے اپنے صحابی حضرت ضرار بن ازورؓ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل و عمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لئے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب میں واقع تھے، حضرت ضرارؓ نے علی بن اسد سنان بن ابوسنان اور قبیلہ قضا اور قبیلہ بنو ورتا وغیرہ کے پاس پہنچ کر ان کو آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور حضرت ضرارؓ کی قیادت میں ایک لشکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پڑاؤ کیا دشمن کو پتہ چلا، انہوں نے حملہ کیا جنگ شروع ہوئی، لشکر اسلام اور فوج محمدی نے ان کو ناکوں چنے چبوادیئے مظفر و منصور واپس ہوئے۔ ابھی حضرت ضرارؓ مدینہ منورہ کے راستہ میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ (تلخیص ائمہ تلبیس ص ۱۰۷ ج ۱)

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ:

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ

یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے اور بہت سے صحابہ بدریین تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۳۱۰ اور طبری تاریخ الامم والملوک کی جلد ۲ ص ۴۸۲) کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا لیکن آپؓ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کر چکے تھے، معاہدہ اس طرح ہوا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کے ایک ساتھی مجاعہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ جنگ کے اختتام پر اسے قید سے رہا کر کے فرمایا کہ اپنی قوم کو قلعہ کھولنے پر تیار کرو۔ مجاعہ نے جا کر عورتوں اور بچوں کو پگڑیاں بندھوا کر مسلح کر کے قلعہ کی فصیل پر کھڑا کر دیا اور حضرت خالدؓ کو یہ تاثر دیا کہ بہت سا لشکر قلعہ میں جنگ کے لئے موجود ہے۔ حضرت خالدؓ اور مسلمان فوج ہتھیار اتار چکے تھے۔ نئی جنگ کے بجائے انہوں نے چوتھائی مال و اسباب پر مسیلمہ کی فوج سے صلح کر لی۔ جب قلعہ کھول دیا گیا تو وہاں عورتوں اور بچوں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے دھوکہ دیا۔ اس نے کہا کہ اپنی قوم کو بچانے کی خاطر ایسا کیا۔ باوجودیکہ یہ معاہدہ دھوکہ سے ہوا لیکن حضرت خالدؓ نے اس معاہدہ کو برقرار رکھا۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا تھا اور بدایہ کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کی خاطر بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں، جن کو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانہ میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا، ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو حضرت خالدؓ نے آگ میں جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا، اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا، یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا تاکہ مرتدین عرب

کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کریں۔ (البدایہ ج ۲ ص ۱۱۶۶ اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباحثہ، مجادلہ، مناظرہ و مباہلہ وغیرہ ہوئے۔ لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"وکذالو قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغامبرم یریدبہ پیغام می برم یکفر ولو انہ حین قال ھذہ المقالة طلب غیرہ منہ المعجزة قیل یکفر الطالب والمتأخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافتضاحہ لایکفر۔" (فصول:۱۳۰۰)

ترجمہ: "اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا، لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔"

اور خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۳۸۶ کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی میں امام عبدالرشید بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

"ولو ادعیٰ رجل النبوة و طلب رجل المعجزة قال بعضھم یکفر وقال بعضھم ان کان غرضہ اظھار عجزہ وافتضاحہ لایکفر۔"

ترجمہ: "اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہا کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی

مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا۔"

چنانچہ امت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی حکومت میں کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس سے دلائل و معجزات مانگنے کی بجائے اس کے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو پاک کر دیا۔ ہمارے برصغیر پاک و ہند میں انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور "خود کاشتہ پودا" آبیاری کی۔ مسلمان قوم مظلوم، محکوم، غلام تھی، لاچار امت کو قادیانی گروہ سے مناظرہ کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل و براہین، مقدمات و مناظروں، منبر و محراب، عدالتوں و اسمبلی، مکۃ المکرمہ و افریقہ تک جہاں بھی کسی فورم پر قادیانی کیس گیا امت مسلمہ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ راستہ مجبوراً اختیار کرنا پڑا، ورنہ شرعاً جھوٹے مدعی نبوت اور پیروکاروں کا وہی علاج ہے جو صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد زرین میں مسیلمہ کذاب کا یمامہ کے میدان میں کیا تھا، اور یقین فرمایئے کہ جب کبھی اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم ہوگی، سنت صدیقؓ دھرائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہؐ کو توفیق نصیب فرمائے۔

نوٹ:...... آج تک جو جھوٹے مدعیان نبوت ہوئے ان کی تفصیل "ائمہ تلبیس" (دو جلد) میں مولانا محمد رفیق دلاوریؒ نے قلمبند کی ہے۔ اس کی تلخیص ۲۲ جھوٹے نبی کے نام سے نثار احمد خان فتحی نے کی ہے ان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال ۱۰:...... مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اکابر علماء دیوبند نے جو گرانقدر خدمات اس محاذ کے مختلف میدانوں میں سرانجام دی ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ کریں؟

جواب:...... برصغیر میں جب انگریز نے اپنے استبدادی پنجے مضبوطی سے گاڑ لئے تو اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کی

دیگر ضمیر و دین فروشوں اور فتویٰ بازوں کے علاوہ اسے ایک ایسے مدعی نبوت کی ضرورت پیش آئی جو اس کے ظالمانہ و کافرانہ نظام حکومت کو "سند الہام" مہیا کر سکے، اس کے لئے اس نے ہندوستان بھر کے ضمیر فروش طبقات سے اپنے مطلب کا آدمی تلاش کرنے کے لئے سروے شروع کیا۔ اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جایئے کہ قادیانی فتنہ کے جنم لینے سے قبل دارالعلوم دیوبند کے مورث اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ پر بطور کشف کے اللہ تعالیٰ نے منکشف فرما دیا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے' چنانچہ مکہ مکرمہ میں ایک دن ان کے ہاں مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت پیر صاحبؒ سے فرمایا:

> "در ہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہور کند، شما ضرور در ملک خود واپس بروید و اگر بالفرض شما در ہند خاموش نشستہ باشید تاہم آں فتنہ ترقی نہ کند و در ملک آرام ظاہر شود پس ما در یقین خویش وقوع کشف حاجی صاحب را بفتنہ مرزا قادیانی تعبیری کنم۔"
>
> ترجمہ: "ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا تم ضرور اپنے وطن میں واپس چلے جاؤ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہے تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون ہوگا میرے (پیر صاحبؒ) نزدیک حاجی صاحبؒ کی فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت تھی۔"
>
> (ملفوظات طیبہ ص ۱۲۶، تاریخ مشائخ چشت ص ۷۱۳، ۷۱۴، بیس بڑے مسلمان ص ۹۸، مہر منیر ص: ۱۲۹)

اس سے اتنی بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ مرزا قادیانی کے فتنہ انکار ختم نبوت سے قبل ہی حق تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے متوجہ فرما دیا۔ اس پر حق تعالیٰ شانہ کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ سب سے پہلے فتنہ قادیانیت

کی تردیدی وتکفیری مہم کے لئے حق تعالیٰ نے جس جماعت کا انتخاب کیا وہ علمائے دیوبند کی جماعت تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے منصوبہ کے مطابق مبلغ، مناظر، مجدد، مہدی، مسیح، ظلی و بروزی، تشریعی نبی اور پھر معاذ اللہ خدا ہونے کے دعوے کئے۔ اس کی سب سے پہلی کتاب جس وقت منظر عام پر آئی اور مرزا ابھی تعارف اور جماعت سازی کے ابتدائی مرحلے مکمل کرنے کے درپے تھا اس وقت سب سے پہلے جس مردِ خدا، عارف باللہ نے پڑھنے پڑھانے سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے باطن کی صفائی کی بنیاد پر مرزا کے کافر و مردود اور اسلام سے برگشتہ ہونے کا نعرۂ مستانہ بلند کیا وہ خانوادۂ دیوبند کے سرخیل حضرت میاں شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ تھے۔ میاں شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے پاس مرزا کی کتاب پر تبصرہ کرنے کے لئے قادیانی وفد حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو سن لو یہ شخص تھوڑے دنوں میں ایسے دعوے کرے گا جو نہ رکھے جائیں گے، نہ اٹھائے جائیں گے۔ قادیانی وفد یہ سن کر جزبز ہونے لگا کہ دیکھو علماءً تو علماءً، درویش کو بھی دوسرے لوگوں کا شہرت پانا گراں گزرتا ہے۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا مجھ سے پوچھا ہے تو جو سمجھ میں آیا بتا دیا، ہم تو اس وقت زندہ نہ ہوں گے، تم آگے دیکھ لینا۔

(ماخوذ از ارشادات قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ص ۱۲۸)

قادیانیوں کے خلاف پہلا فتویٰ:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اب پر پرزے نکالے۔ جماعت سازی کے لئے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل لدھیانویؒ نے فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔

(فتاویٰ قادریہ ص ۳)

اللہ رب العزت کا کرم تو دیکھئے! سب سے پہلے دیوبند مکتبہ فکر کے علمائے کرام کی جماعت کو مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دینے کی توفیق ہوئی۔ یہ مولانا محمد لدھیانویؒ معروف احرار رہنما مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا تھے۔ ان حضرات کا فتویٰ مرزا

قادیانی کے کفر کو الم نشرح کرنے کے لئے کھڑے پانی میں پتھر پھینکنے کے مترادف ہوا۔ اس کی لہریں اٹھیں، حالات نے انگڑائی لی پھر:

لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مولانا محمد حسین بٹالوی وغیرہ مرزا قادیانی کی کتب پر مثبت رائے کا اظہار کر رہے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں انہوں نے بھی مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ دیا۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے ایما پر رسائل و کتب شائع کیں۔ ہندوستان کے علمائے کرام حسب ضرورت اس کی تردید میں کوشاں رہے۔ قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ باضابطہ فتویٰ مرتب کر کے متحدہ ہندوستان کے تمام سرکردہ جید علمائے کرام سے فتویٰ لینے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے دیوبند کو نصیب فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہولؒ نے ۱۲/ صفر ۱۳۳۱ھ کو فتویٰ مرتب کیا کہ:

۱:...... مرزا غلام احمد قادیانی مرتد، زندیق، ملحد اور کافر ہے۔

۲:...... یہ کہ اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزائیوں کو سلام نہ کریں، ان سے رشتہ ناتہ نہ کریں، ان کا ذبیحہ نہ کھائیں، جس طرح یہود، ہنود، نصاریٰ سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں اسی طرح مرزائیوں سے بھی علیحدہ رہیں۔ جس طرح بول و براز، سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اور لازمی ہے۔

۳:...... مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور ہندو کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴:...... مرزائی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے۔ مرزائیوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے۔ جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔

۵:...... مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان (مشرقی پنجاب، ہندوستان) کا رہائشی تھا،

اس لئے اس کے پیروکاروں کو "قادیانی" یا "فرقہ غلامیہ" بلکہ جماعت شیطانیہ ابلیسیہ کہا جائے۔

اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا عبدالسمیع، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ایسے دیگر اکابر علمائے کرام کے دستخط تھے جن کا تعلق دیوبند، سہارنپور، دہلی، کلکتہ، ڈھاکہ، پشاور، رام پور، راولپنڈی، ہزارہ، مراد آباد، وزیر آباد، ملتان اور میانوالی وغیرہ سے تھا۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا وقیع اور جاندار فتویٰ تھا۔ آج سو سال کے بعد جب کہ قادیانیت کا کفر عیاں وعریاں ہے بایں ہمہ اس فتویٰ میں ذرہ برابر زیادتی کرنا ممکن نہیں۔ ان اکابر نے سوچ سمجھ کر اتنا جاندار فتویٰ مرتب کیا، اس میں تمام جزئیات کو شامل کر کے اتنا جامع بنادیا کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود اس کی آب وتاب وجامعیت جوں کی توں باقی ہے۔

اس کے بعد ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ جاری ہوا جس میں قادیانیوں سے رشتہ ناتہ کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ ہے، اس پر دیوبند سے حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا گل محمد خانؒ، سہارنپور سے مظاہر العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مولانا عبداللطیفؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، تھانہ بھون سے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، رائے پور سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، دہلی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، غرض کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، آگرہ، مراد آباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیار پور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، حیدر آباد دکن، بھوپال، رام پور، وغیرہ سے سینکڑوں علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کا نام "فتویٰ

تکفیرقادیان“ ہے۔ یہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع ہوا۔

قادیانیوں کے خلاف مقدمات:

حضرات علمائے دیوبند کی مساعی جمیلہ کے صدقے پوری امت کے تمام مکاتب فکر قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہو گئے تو پورے متحدہ ہندوستان میں قادیانیوں کا کفر امت محمدیہ پر آشکارا ہوا۔ یوں تو ہندوستان کی مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ ماریشس تک کی عدالتوں کے فیصلہ جات قادیانیوں کے خلاف موجود ہیں لیکن سب سے زیادہ جس مقدمہ نے شہرت حاصل کی اور جو ہر عام و خاص کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ ”مقدمہ بہاولپور“ ہے۔ علمائے بہاولپور کی دعوت پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ ایسے اکابر علمائے دیوبند نے بہاولپور ایسے دور افتادہ شہر آ کر کیس کی وکالت کی۔ اس مقدمہ کی ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک کارروائی چلتی رہی۔ اس مقدمہ میں جج نے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر لگا کر قادیانیت کے وجود میں ایسی کیل ٹھونکی جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی۔ سپریم کورٹ کے تمام فیصلوں کی بنیاد یہی فیصلہ ہے جس کی کامیابی میں فرزندانِ دیوبند سب سے نمایاں ہیں۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً۔

قادیانیت کا جماعتی سطح پر احتساب:

فرد کا مقابلہ فرد اور جماعت کا مقابلہ جماعت ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۰ء کو لاہور میں انجمن خدام الدین کے سالانہ اجتماع میں جو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی دعوت پر منعقد ہوا تھا ملک بھر سے پانچ سو علمائے کرام کے اجتماع میں امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ”امیر شریعت“ کا خطاب دیا اور قادیانیت کے محاذ کی ان پر ذمہ داری ڈالی۔ اس وقت قادیانیت

کے خلاف افراد اور اداروں کی محنت میں دارالعلوم دیوبند کا کردار قابل رشک تھا۔ ندوۃ العلماً لکھنؤ کے بانی حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ تو گویا تکوینی طور پر محاذ ختم نبوت کے انچارج تھے۔ قادیانیوں کے خلاف ان کا اور مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کا وجود ہندوستان کی دھرتی پر درۂ عمرؓ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب جماعتی سطح پر قادیانیوں کے احتساب کے لئے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ڈیوٹی لگی۔ آپ نے مجلس احرار اسلام ہند میں مستقل شعبہ تبلیغ قائم کر دیا۔ جمعیۃ علمائے ہند اور دارالعلوم دیوبند کی پوری قیادت کا ان پر اس سلسلہ میں بھرپور اعتماد تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ ایسے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی نے سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔

قادیان کانفرنس:

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس احرار اسلام ہند نے ۲۰، ۲۱، ۲۲/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس میں ان اکابرین ملت نے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا عنایت علی چشتیؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکیؒ وغیرہ ان سب حضرات نے قادیان میں رہ کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کے فیصلوں کو دیکھئے کہ یہ سب حضرات خانوادۂ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کانفرنس میں علمائے کرام نے ملک کے چپہ چپہ میں قادیانی عقائد و عزائم کی قلعی کھولنے کی ایک لہر پیدا کر دی۔

قادیان سے ربوہ تک:

مختصر یہ کہ ان اکابر کی قیادت میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ''مجلس احرار اسلام'' کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعے انگریز اور انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن خبیثہ کو پھونک ڈالا۔ تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا تو برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجہ میں قادیانی نبوت کا منبع خشک ہو گیا اور قادیان کی منحوس بستی دارالکفر اور

دارالحرب ہندوستان کے حصہ میں آئی۔ قادیانی خلیفہ اپنی ''ارض حرم'' اور ''مکۃ المسیح'' (قادیان) سے برقعہ پہن کر فرار ہوا اور پاکستان میں ربوہ کے نام سے نیا دارالکفر تعمیر کرنے کے بعد شاہوار نبوت کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد کرنے کا اعلان کرنے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد:

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں' پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان خلیفہ قادیان (حال ربوہ) کا ادنیٰ مرید ہے' اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ بھی تھا کہ ''احرار اسلام'' کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے بکھر چکا تھا۔ تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا اور پھر ''احرار اسلام'' ناخدایان پاکستان کے دربار میں معتوب تھے۔ اس لئے قادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی' لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور ''تحفظ ختم نبوت'' کا کام انسان نہیں کرتے خدا کرتا ہے اور وہ اس کام کے لئے خود ہی رجال کار بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے۔ چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' (۱۹۴۹ء) میں ایک مجلس مشاورت ہوئی۔ جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا عبدالرحمٰن میانوی' مولانا تاج محمود لائلپوریؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا ابتدائی میزانیہ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو قادیان میں شعبہ تبلیغ احرار اسلام کے صدر تھے ملتان طلب کیا گیا۔ ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر تھا' وہی دار المبلغین تھا' وہی دارالاقامہ تھا' وہی مشاورت گاہ تھی اور یہی چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ابتدائی کنٹرول آفس تھا۔ شہید اسلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بقول: ''وذلك في ذات الاله وان يشاء يبارك على اوصال شلو ممزع''۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس نحیف وضعیف تحریک میں ایسی برکت ڈالی کہ آج اس کی شاخیں اقطار عالم میں پھیل چکی ہیں اور اس کا مجموعی میزانیہ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

قیادت باسعادت:

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کو یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہی ہے کہ اکابر اولیاً اللہ کی قیادت وسرپرستی اور دعائیں اسے حاصل رہی ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ آخری دم تک اس تحریک کے قائد وسرپرست رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں' اس کے سرپرست ہیں ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے بانی اور امیر اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ امیر شریعتؒ کی وفات ۱۹۶۱ء میں ہوئی اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے' ان کے وصال کے بعد حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو امارت سپرد کی گئی۔ ان کے وصال کے بعد مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیر مجلس ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد عارضی طور پر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو مسند امارت تفویض ہوئی مگر اپنے ضعف وعوارض کی بنا پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمایا۔ یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کی

پیش قدمی رک جانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا تھا۔لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظت دین یکا یک ایک ایسی ہستی کو اس منصب عالی کے لئے کھینچ لایا جو اپنے اسلاف کے علوم و روایات کی امین تھی اور جس پر ملت اسلامیہ کو بجاطور پر فخر حاصل تھا۔میری مراد شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت' امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وراثت و امانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوری سے بہتر اور کون ہوسکتا تھا؟ چنانچہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خطابت' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نوراللہ مرقدہ کی ذہانت' مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کی رفاقت' حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بلندیٔ عزم نے نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوت کی عزت و شہرت کو چار چاند لگادیئے بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قصر قادیانی پر اتنی ضرب کاری لگائی کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر کذب و افتراٗ کی آئینی مہر لگ گئی۔

غیر سیاسی جماعت:

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا مقصد تاسیس' عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور امت مسلمہ کو قادیانی الحاد سے بچانا تھا۔اس کے لئے ضرورت تھی کہ جماعت خارزار سیاست میں الجھ کر نہ رہ جائے' چنانچہ جماعت کے دستور میں تصریح کردی گئی کہ جماعت کے ذمہ دار ارکان سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے' کیونکہ سیاسی میدان میں کام کرنے کے لئے دوسرے حضرات موجود ہیں۔اس لئے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا دائرہ عمل دعوت و ارشاد' اصلاح و تبلیغ اور رد قادیانیت تک محدود رہے گا۔اس فیصلے سے دو فائدے مقصود تھے:ایک یہ کہ ''جماعت تحفظ ختم نبوت'' کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا اجتماعی پلیٹ فارم رہے گا اور عقیدۂ ختم نبوت کا جذبہ اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق اور ان کے باہمی ربط تعلق کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔دوم یہ کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ارباب اقتدار سے یا کسی اور سیاسی

جماعت سے تصادم نہیں ہوگا۔ اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدۂ ختم نبوت اطفال سیاست کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا۔

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ:

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کو قدرت نے قادیانیت کے خلاف سراپا تحریک بنا دیا تھا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک مستقل جماعت کو قادیانیت کے خلاف تحریری و تقریری میدان میں لگایا تھا۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ ایسے جید علمائے امت جنہوں نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے، یہ سب حضرت کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی مسندِ حدیث پر بیٹھ کر اس مردِ قلندر نے اس فتنہ عمیاء قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کیا جسے دیانت دار مورخ سنہرے حروف سے لکھنے پر مجبور ہے۔

پاکستان اور قادیانیت:

۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا، قادیانی جماعت کا لاٹ پادری مرزا محمود قادیان چھوڑ کر پاکستان آ گیا، پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب ان کو لبِ دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی۔ فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے صرف رجسٹری کے کل اخراجات -/10,034 روپے وصول کئے۔ قادیانیوں نے بلاشرکت غیرے وہاں پر اپنی اسٹیٹ ''مرزائیل'' کی اسرائیل کی طرز پر بنیاد رکھی۔ ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا۔ اس نے سرکاری خزانہ سے آب و دانہ کھا کر قادیانیت کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔ انگریز خود چلا گیا مگر جاتے ہوئے اسلامیانِ برصغیر کے لئے اپنی لے پالک اولاد قادیانیت کے لئے ایک مضبوط بیس مہیا کر گیا۔ قادیانی علی الاعلان

اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔ ان پر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ قادیانیوں کی تعلّی اور لن ترانیاں دیکھ کر اسلامیان پاکستان کا ہر درد رکھنے والا شخص اس صورت سے پریشان تھا۔ قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح ہوا پر سوار تھے۔ ملک میں جداگانہ طرز انتخاب پر الیکشن کرانے کا فیصلہ کیا گیا لیکن قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ شمار کیا گیا۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ نے شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو بریلوی مکتبہ فکر کے رہنما مولانا ابوالحسنات قادریؒ کے ہاں بھیجا۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ مکاتب فکر اکٹھے ہوئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی جسے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کہا جاتا ہے۔ اس تحریک میں مرکزی کردار ابنائے دارالعلوم دیوبند کا تھا۔ اس تحریک نے قادیانیوں کے منہ زور گھوڑے کو لنگڑا کر دیا۔ ظفراللہ قادیانی ملعون اپنی وزارت سے آنجہانی ہوگیا۔ قادیانیت کی اس تڑاخ سے ہڈیاں ٹوٹیں کہ وہ زمین پر رینگنے لگی۔ عقیدۂ ختم نبوت کی ان عظیم خدمات پر دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے، قبل ازیں ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جس پلیٹ فارم کا اعلان ہوا تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد اسے مستقل جماعت کے طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے منظم کیا گیا جبکہ سیاسی و مذہبی طور پر اسلامیان پاکستان کی رہنمائی اور اسلامی نظام کے نفاذ اور اشاعت دین کے لئے ''جمعیت علماء اسلام پاکستان'' کی تشکیل کی گئی۔ یہ سب ابنائے دارالعلوم کا کارنامہ ہے۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان نے ایوبی دور میں مغربی پاکستان اسمبلی میں شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں، غرض مذہبی اور سیاسی اعتبار سے قادیانیت کا احتساب کیا گیا ''مغربی آقاؤں'' کے اشارے پر قادیانی ''فوج'' و دیگر سرکاری دوائر میں سرگرم عمل تھے علماء کرام کی مستقل جماعت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا گل بادشاہؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالقیومؒ، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور ان کے ہزاروں شاگرد لاکھوں متوسلین کروڑوں متعلقین نے جو خدمات سرانجام دیں وہ سب دارالعلوم کا فیضان نظر ہے۔ سب اسمأ گرامی کا استحضار و احصأ ممکن نہیں وہ سب حضرات جنہوں نے اس سلسلہ میں خدمات سرانجام دیں ہمارے ان الفاظ کے لکھنے کے محتاج نہیں وہ یقیناً رب کریم کے حضور اپنے حسنات کا اجر پا چکے۔ (فنعم اجر العاملین)

قرارداد رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ:

رابطہ کا سالانہ اجتماع اپریل ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور دوسرے اکابرین دیوبند اس اجتماع میں نہ صرف موجود تھے بلکہ اس قرارداد کو پاس کرانے کے داعی تھے۔ رابطہ عالم اسلامی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے خلاف قرارداد منظور کی جو دوررس نتائج کی حامل ہے، اس سے پوری دنیا کے علمأ اسلام کا قادیانیت کے کفر پر اجماع منعقد ہو گیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

اللہ رب العزت کے فضل و احسان کے بموجب ۱۹۷۰ء میں جمعیت علمأ اسلام پاکستان کی مثالی جدوجہد سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا صدرالشہیدؒ اور دیگر حضرات قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم برسر اقتدار آئے، قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کی دامے درمے اور افرادی مدد کی تھی، قادیانیوں نے پھر پر پرزے نکالے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبأ پر قاتلانہ حملہ کیا، اس کے نتیجہ میں تحریک چلی اسلامیان پاکستان ایک پلیٹ فارم "مجلس

عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان'' پر جمع ہوئے جس کی قیادت دارالعلوم دیوبند کے مرد جلیل، محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی اور قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف حق تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کے عظیم سپوت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بخشا۔ یوں قادیانی قانونی طور پر اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ کہاں قادیانی اقتدار کا خواب اور کہاں چوہڑوں، چماروں میں ان کا شمار، اس پوری جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کی خدمات اللہ رب العزت کے فضل وکرم کا اظہار ہے، غرض دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اول حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی ''الف'' سے تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک شروع ہوئی وہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی ''یاء'' پر کامیابی سے سرفراز ہوئی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق جو کارروائی ہوئی وہ سب قومی ''تاریخی دستاویز'' کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کردی ہے۔ قومی اسمبلی میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان ہمارے اکابر نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں قادیانیوں کو جس طرح چاروں شانے چت کیا یہ دستاویز اس پر ''شاہد عدل'' ہے۔ قادیانیوں نے اسمبلی میں ایک محضر نامہ پیش کیا تھا جس کا جواب مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے لکھا۔ حوالہ جات مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعر نے فراہم کئے اور قومی اسمبلی میں اسے مفکر اسلام قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق برسراقتدار آئے ان کے زمانہ میں پھر قادیانیوں نے پر پرزے نکالے ایک بار ووٹنگ لسٹوں کے حلف نامہ میں تبدیلی کی گئی، اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھاگم بھاگ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے سیکریٹری جنرل مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے پاس راولپنڈی پہنچے۔ حضرت مفتی صاحبؒ ملٹری ہسپتال میں پاؤں کے زخم کے علاج کے سلسلہ میں زیر علاج تھے۔ اس حالت میں حضرت مفتی صاحبؒ نے جنرل ضیاء الحق کو فون کیا۔

آپ کی للکار سے اقتدار کا نشہ ہرن ہوا اور وہ غلطی درست کر دی گئی وہ غلطی نہ تھی بلکہ حقیقت میں قادیانیوں سے متعلق قانون کو نرم کرنے کی پہلی چال تھی، جسے دارالعلوم دیوبند کے ایک فرزند کی للکار حق نے ناکام بنا دیا۔

۱۹۸۲ء میں جنرل ضیاء الحق ؒ کے زمانہ اقتدار میں پرانے قوانین کی چھانٹی کا عمل شروع ہوا (جو قانون کہ اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں ان کو نکال دیا جائے)۔ اس موقعہ پر ابہام پیدا ہو گیا کہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم بھی منسوخ ہو گئی ہے، اس پر ملک کے وکلاء کی رائے لی گئی۔ اڑھائی سو وکلاء کے دستخطوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے روزنامہ جنگ میں اشتہار شائع کرایا۔ مولانا قاری سعید الرحمن مہتمم جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر راولپنڈی، مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک جنرل صاحب کو ملے ان کی کابینہ میں محترم جناب راجہ ظفر الحق وفاقی وزیر تھے ان کے مشورہ سے جنرل صاحب نے ایک آرڈی نینس منظور کیا اور قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے بارے میں جو ابہام پایا جاتا تھا وہ دور ہوا اور اسلامیان پاکستان نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس آرڈی نینس کو اس وقت بھی آئینی تحفظ حاصل ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء:

جناب بھٹو کے زمانہ میں پاس شدہ آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں قادیانی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ ترمیم منسوخ ہو جائے اس کے لئے وہ اندرون خانہ سازشوں میں مصروف تھے۔ قادیانی سازشوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے ردعمل نے تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی شکل اختیار کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اب اس نئی آزمائش میں دارالعلوم دیوبند کے زعماء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن، مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مولانا محمد اجمل خان، مولانا

عبیداللہ انورؒ، پیر طریقت مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ، مولانا محمد مراد ہالیجوی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا میاں سراج احمد دینپوری، مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا عبدالواحد، مولانا منیرالدینؒ کوئٹہ، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا ضیاءُ القاسمیؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا سید امیر حسین گیلانی، ایسے ہزاروں علماء حق نے تحریک کی قیادت کی اور اس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے متعلق پھر قانون سازی کے اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس منظور ہوا۔

یہ آرڈی نینس اس وقت قانون کا حصہ ہے، اس سے یہ فوائد حاصل ہوئے:

۱:...... قادیانی اپنی جماعت کے چیف گرو یا لاٹ پادری کو امیر المومنین نہیں کہہ سکتے۔

۲:...... قادیانی اپنی جماعت کے سربراہ کو خلیفۃ المؤمنین یا خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔

۳:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی مرید کو معاذ اللہ ’’صحابی‘‘ نہیں کہہ سکتے۔

۴:...... مرزا قادیانی کے کسی مرید کے لئے ’’رضی اللہ عنہ‘‘ نہیں لکھ سکتے۔

۵:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے ’’ام المؤمنین‘‘ کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔

۶:...... قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔

۷:...... قادیانی اذان نہیں دے سکتے۔

۸:...... قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

۹:...... قادیانی اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔

۱۰:...... قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

۱۱:...... قادیانی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتے۔

۱۲:...... قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہیں کر سکتے۔

۱۳:...... قادیانی کسی بھی طرح اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کر سکتے۔

۱۴:...... غرض کہ کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔

بحمدہٖ تعالیٰ اس قانون کے منظور ہونے سے قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ جسے وہ ظلی حج قرار دیتے تھے، پاکستان میں اس پر پابندی لگی۔ قادیانی جماعت کے چیف گرو، لاٹ پادری مرزا طاہر کو ملک چھوڑ کر لندن جانا پڑا۔ اس تمام تر کامیابی و کامرانی کے لئے "ابنائے دارالعلوم دیوبند" نے جو خدمات سرانجام دیں ان کو کوئی منصف مزاج نظر انداز نہیں کرسکتا۔ اس قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانیوں کے لئے "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" والا قصہ ہوگیا۔

مقدمات:

۱:...... قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون کو چیلنج کر دیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر کیس کی تیاری اور پیروی کے لئے شہید مظلوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب پر مشتمل جماعت نے لاہور ڈیرے لگا دیئے۔ ملتان عالمی مجلس کے مرکزی کتب خانہ سے بیسیوں بکس کتب کے بھر کے لاہور لائے گئے، فوٹو اسٹیٹ مشین کا اہتمام کیا گیا، جامعہ اشرفیہ لاہور کی لائبریری اس کیس کی پیروی کے لئے جامعہ کے حضرات نے وقف کر دی۔ ۱۵/ جولائی سے ۱۲/ اگست ۱۹۸۴ء تک اس کی سماعت جاری رہی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور خانقاہ رائے پور کی روایات کے امین حضرت اقدس سید نفیس الحسینی اور مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود بھی تشریف لاتے رہے۔ لاہور کی تمام جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا اور بالکل بہاولپور کے مقدمہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے نہایت ہی کرم کا معاملہ فرمایا۔ ۱۲/ اگست ۱۹۸۴ء کو جب فیصلہ آیا تو قادیانیوں کی رٹ خارج کردی گئی "کفر

ہار گیا، اسلام جیت گیا"۔ تفصیلی فیصلہ جسٹس فخر عالم نے تحریر کیا۔

۲:...... قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کی اپیل بینچ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۸ء سپریم کورٹ اپیل بینچ نے اس اپیل کو بھی مسترد کر دیا۔ اسی طرح قادیانیوں نے لاہور، کوئٹہ، کراچی ہائیکورٹس میں کیس دائر کئے، تمام جگہ ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ قادیانی ان تمام مقدمات کی اپیل سپریم کورٹ آف پاکستان میں لے کر گئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے یہاں بھی فیض یافتگان دارالعلوم دیوبند کو توفیق بخشی۔ اس کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا علامہ احمد میاں حمادی، شہید اسلام مولانا محمد عبداللہؒ، قاری محمد امین، مولانا محمد رمضان علویؒ، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جانشین مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا عبدالرؤفؒ اور اسلام آباد، راولپنڈی کے تمام ائمہ وخطباء نے ایمانی جرأت ودینی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ یوں ۳/ جنوری ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچ جج صاحبان پر مشتمل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ ان تمام فیصلہ جات پر مشتمل کتاب "قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے" شائع شدہ ہے، جس میں دیگر تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۳:...... اسی طرح قادیانیوں نے جوہانسبرگ افریقہ میں ایک مقدمہ دائر کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا مفتی زین العابدین، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، ڈاکٹر محمود احمد غازی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا منظور احمد الحسینی نے اس کی پیروی کے لئے وہاں کے سفر کئے یہ فیصلہ بھی قادیانیوں کے خلاف ہوا۔

بیرون ممالک:

امتناع قادیانیت قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانی جماعت کے بھگوڑے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا۔ ابنائے دارالعلوم دیوبند وہاں بھی پہنچے۔ سالانہ

عالمی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتی رہی ہے۔ پاکستان، ہندوستان، عرب، افریقہ و یورپ سے علمأ کرام اور ابنائے وفضلائے دار العلوم دیوبند تشریف لا کر اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں، اسی طرح برطانیہ میں مستقل طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا مستقل دفتر قائم کر دیا ہے، جہاں سے ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امریکہ، افریقہ، یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں مستقل بنیادوں پر قادیانیت کے خلاف کام ہو رہا ہے اور وہ تمام تر کام بحمدہٖ تعالیٰ ابناء دار العلوم دیوبند سرانجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان میں دار العلوم دیوبند کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کے علاوہ تربیتی کورسز کا سلسلہ شروع ہے۔ کتب، لٹریچر کی اشاعت و تقسیم ہو رہی ہے اور اس کام کے لئے دار العلوم دیوبند میں ہی ''کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت'' قائم کر دی گئی ہے۔ فالحمد للہ۔

آثار و نتائج:

اکابر دیوبند کی مساعی اور ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مقاصد و خدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہد مسلسل اور امت اسلامیہ کے اتفاق و تعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے۔

اول:...... پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم:...... ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر و نفاق واضح ہو گیا۔ اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہو گئے۔

سوم:...... بہاولپور سے ماریشش جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے دیئے۔

چہارم:...... مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی

ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ کر دیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کران سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

پنجم:...... بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے تھے۔ جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

ششم:...... ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا۔ چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے۔ اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے۔ اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہو جاتے تھے۔ اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے۔ مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری ختم ہو رہا ہے اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حصہ رسدی سے زیادہ کسی اور ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم:...... قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک ''ربوہ'' مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا۔ وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی' حتی کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی۔ لیکن اب ''ربوہ'' کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے۔ وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس ومساجد دفتر ولائبریری قائم ہیں۔

ہشتم:...... قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے' لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم:...... پاسپورٹ' شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دھم:...... پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا تعزیری جرم قرار دیا جا چکا ہے۔

یازدھم:...... سعودی عرب' لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے اور انہیں "عالم کفر کے جاسوس" قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدھم:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی' مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیزدھم:...... قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ "ربوہ" ہے۔ وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہوچکے ہیں' بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہورہی ہے۔ حتی کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔ ربوہ کا نام مٹ کر اب "چناب نگر" ہے۔ آج قادیانی شہر کا نام مٹا ہے تو وہ وقت آیا چاہتا ہے جب قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔ (انشاءاللہ العزیز)۔

نوٹ:...... موضوع کی مناسبت اور سوال کی نوعیت کے پیش نظر صرف علماً دیوبند کی خدمات دربارہ تحفظ ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے ورنہ تمام علماً کرام چاہے وہ بریلوی ہوں یا اہلحدیث' یا شیعہ حضرات' سب اس محاذ پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہے۔ سب نے اس محاذ پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتاب "تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء" "تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء" (تین جلدیں) ان میں تمام مکاتب فکر کے اکابر کی سنہری خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات عیسیٰ علیہ السلام

سوال ۱: ...... سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے بارے میں اسلام، یہودیت، مسیحیت اور مرزائیت کا نقطہ نظر واضح کریں؟

جواب: ...... اسلام کا نقطہ نظر دربارہ حیات عیسیٰ علیہ السلام:

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع ونزول کا عقیدہ بھی اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروریات دین میں شامل ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علمأ امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح فرمادیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محض نفخہ جبرائیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا، آخر کار جب ایک موقع پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی، فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور وہ

دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت سے ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن وحدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہوجائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال وزر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کردیں گے۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء یہ ہیں:

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہی مسیح ہدایت ہیں، جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہوچکے ہیں۔

۲:...... یہود بے بہبود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳:...... زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے۔

۴:...... وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵:...... قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت

(حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر:

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت ابھی نہیں آیا، اور عیسیٰ بن مریمؑ نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا، اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض و عداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا، بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

"وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله۔" (سورۂ نساء آیت: ۱۵۷)

"اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

دعویٰ قتل عیسیٰ بن مریم میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سولی پر چار میخ کئے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

(محاضرہ علمیہ نمبر ۴ ص ۴ از حضرت قاری محمد عثمان صاحب)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسیحی نقطۂ نظر:

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں، اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

۱:......ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲:......دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی میں، خدا بن کر آئیں گے، اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

حاصل یہ کہ تمام یہود اور نصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے، اور یہود وتمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے، یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔ (محاضرہ علمیہ نمبر ۲ص ۴)

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد:

مرزا قادیانی نے کتب ''ازالہ اوہام، تحفہ گولڑویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی'' وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقی اسلام'' میں تحریر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

> ''اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی) نے مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی۔
>
> ۱:...... یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ

خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

۲:...... اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں، ناقل) موجود ہے۔

۳:...... کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا، اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴:...... بے شک مسیح کی آمدِ ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

۵:...... یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا، اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق صداقت کی آخری فتح مقدر ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے:

''میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ و کفیٰ باللہ شہیداً'' (حقیقی اسلام ص:۲۹،۳۰)

سوال ۲:...... مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی دست درازیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے آسمانوں پر اٹھا لیا، آپ قرآن و احادیث صحیحہ کی

روشنی میں اس عقیدہ کو ثابت کریں؟

جواب:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا:

دلیل:ا:......ارشاد ربانی:''اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون۔'' (آل عمران:۵۵)

ترجمہ:''جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں، ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں، روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی، سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردوں گا، ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ کے متصل ماقبل کی آیت کریمہ و مکروا و مکراللہ میں باری تعالیٰ کی جس خفیہ و کامل تدبیر کی جانب اشارہ فرمایا گیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب بیان مفسرین آیت مذکورہ میں فرمائی گئی ہے۔ اس محکم تدبیر کے وقوع سے پہلے ہی جب کہ یہود بے بہبود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے قیام کا محاصرہ کر کے قتل و سولی پر چڑھانے کا ناپاک منصوبہ بنا رہے تھے، حضرت حق جل مجدہ نے ایسے خطرناک وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دینے کے لئے بشارت دے دی کہ آپ کے دشمن خائب و خاسر رہیں گے،

اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے گئے:

۱:......میں تجھے پورا پورا لے لوں گا۔

۲:......اور تجھے اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالوں گا۔

۳:......اور تجھے کفار (یہود) کے شر سے صاف بچالوں گا۔

۴:......تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے اس لئے فرمائے گئے کہ یہود کی سازش میں یہ تفصیل تھی کہ:

۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں۔

۲: اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں۔

۳: اور پھر خوب رسوا اور ذلیل کریں۔

۴: اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کریں کہ کوئی ان کا متبع و نام لیوا بھی نہ رہے۔

لہٰذا ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں متوفیک فرمایا، یعنی تم کو بھرپور لینے والا ہوں، تم میری حفاظت میں ہو، اور ارادۂ ایذاء و قتل کے مقابلہ میں رافعک الی فرمایا، یعنی میں تم کو آسمان پر اٹھالوں گا، اور رسوا اور ذلیل کرنے کے مقابلہ میں مطھرك من الذین کفروا فرمایا، یعنی میں تم کو ان یہود نامسعود سے پاک کروں گا، رسوائی و بے حرمتی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور؟ آپ کی امت کو مٹانے اور دین مسیحی کو نیست و نابود کرنے والوں کے مقابلہ میں: "جاعل الذین اتبعوك ......الخ" فرمایا، یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر غلبہ دوں گا۔

توفی کے معنی:

بہر حال پہلا وعدہ لفظ "توفی" سے فرمایا گیا ہے۔ اس کے حروف اصلیہ "وفا" ہیں، جس کے معنی ہیں پورا کرنا، چنانچہ استعمال عرب ہے وفی بعهده اپنا وعدہ پورا کیا۔

(لسان العرب)۔ باب تفعل میں جانے کے بعد اس کے معنی ہیں: اخذ الشئی وافیاً (بیضاوی) یعنی کسی چیز کو پورا پورا لینا، توفی کا یہ مفہوم جنس کے درجہ میں ہے، جس کے تحت یہ تمام انواع آتی ہیں، موت، نینداور رفع جسمانی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

''قوله (انی متوفیك) یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعده (و رافعك الی) کان هذا تعیینا للنوع و لم یکن تکراراً۔'' (تفسیر کبیر زیر آیت بعیسیٰ انی متوفیك ص ۷۲ جزء ۸)

ترجمہ: ''باری تعالیٰ کا ارشاد انی متوفیك صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور وہ ایک جنس ہے جس کے تحت کئی انواع ہیں کوئی بالموت اور کوئی بالرفع الی السماء۔ پس جب باری تعالیٰ نے اس کے بعد و رافعك الی فرمایا، تو اس نوع کو متعین کرنا ہوا (رفع الی السماء) نہ کہ تکرار۔''

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی لفظ جنس کو بول کر اس کی خاص نوع مراد لینے کے لئے قرینہ حالیہ ومقالیہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ تو یہاں توفی بمعنی رفع جسمانی الی السماء لینے کے لئے ایک قرینہ یہ ہے کہ اس کے فوراً بعد و رافعك الی فرمایا گیا۔ رفع کے معنی ہیں اوپر اٹھالینا، کیوں کہ رفع، وضع وخفض کی ضد ہے جس کے معنی نیچے رکھنا، اور پست کرنا، اور دوسرا قرینہ ومطهرك من الذین کفروا ہے، کیونکہ تطہیر کا مطلب یہی ہے کہ کفار (یہود) کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو صاف بچالوں گا۔ چنانچہ ابن جریج سے محدث ابن جریرؒ نے نقل فرمایا ہے:

''عن ابی جریج قوله (انی متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذین کفروا) قال فرفعه ایاه الیه توفیه اياه وتطهيره من الذين كفروا۔'' (تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۹۰)

”کہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی متوفیک الخ کی تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے ان کی تطہیر ہے۔“

اور تیسرا قرینہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعہ ہے جس کو امام بیہقیؒ نے نقل فرمایا ہے، اور جس میں نزول من السماء کی تصریح ہے:

”کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم“

(کتاب الاسماء الصفات ص: ۲۰۳)

اس لئے کہ نزول سے پہلے رفع کا ثبوت ضروری ہے، اسی طرح جب یہ لفظ موت کے معنی دے گا تو قرینہ کی احتیاج ہوگی مثلاً:

”قل یتوفکم ملک الموت الذی و کل بکم۔“

(الم سجدہ: ۱۱)

ترجمہ: ”اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ تم کو قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (یعنی تم کو مارے گا)۔“

اس میں ملک الموت قرینہ ہے، دیگر متعدد آیات میں بھی بربنائے قرائن توفی بمعنی موت آیا ہے، کیونکہ موت میں بھی توفی یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ ایسے ہی جہاں نیند کے معنی دے گا، تو بھی قرینہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً:

”وھو الذی یتوفکم باللیل“ (انعام: ۶۰)

ترجمہ: ”خدا ایسی ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا لے لیتا ہے، یعنی سلا دیتا ہے۔“

یہاں لیل اس بات کا قرینہ ہے کہ توفی سے مراد نوم ہے کیونکہ وہ بھی توفی (پوری پوری گرفت) کی ایک نوع ہے۔ یہ تمام تفصیلات بلغاء کے استعمال کے مطابق ہیں۔ البتہ عام لوگ توفی کو امات اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ کلیات ابوالبقاء میں ہے:

"التوفی الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء"

(كليات ابو البقاء:۱۲۹)

یعنی عام لوگ تو توفی کو امانت اور قبض روح کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور بلغاء پورا پورا وصول کرنے اور حق لے لینے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

بہرحال زیر بحث آیت کریمہ میں بر بنائے قرائن توفی کے معنی قبض اور پورا پورا یعنی جسم مع الروح کو اپنی تحویل میں لے لینے کے ہیں' امات کے نہیں ہیں۔ البتہ قبض روح بصورت نیند کے معنی ہوسکتے ہیں کیونکہ قبض روح کی دوصورتیں ہیں، ایک مع الامساک اور دوسری مع الارسال، تو اس آیت میں توفی بقرینہ رافعک الی بمعنی نیند ہوسکتی ہے، اور یہ ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ نیند اور رفع جسمی میں جمع ممکن ہے۔ چنانچہ مفسرین کی ایک جماعت نے اس کو اختیار کیا ہے:

"(الثانی) المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالى الله (يتوفى الانفس حين موتها والتی لم تمت فی منامها) فجعل النوم وفاة وكان عيسىٰ قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا يلحقه خوف" (خازن ص ۲۵۵ ج ۱)

دلیل ۲:...... " وماقتلوه يقينا بل رفعه الله اليه"

(سورة نساء: ۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ: ''اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہودیوں کی جانب سے محاصرہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے زندہ رفع جسمانی کا جو وعدۂ خداوندی ہوا تھا، اس کے پورا ہونے کی اطلاع مذکورہ بالا آیات کریمہ میں دی گئی ہے۔

لفظ رفع کی تحقیق:

رفع کے لغوی معنی اوپر اٹھانا بتائے جا چکے ہیں، المصباح المنیر میں مذکور ہے:

"فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی محمول علی مایقتضیه المقام" (المصباح الهنیه ص:۱۳۹)

ترجمہ: ''لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے، اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ''رفع'' کے حقیقی و وضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو، یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کر دینا، اس حقیقی معنی کو جبکہ اس کو اختیار کرنے میں کوئی دشواری نہیں، جب کہ محاورات میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ مثلاً حضرت زینبؓ کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے:

"فرفع الی رسول الله صلی الله علیه وسلم الصبی۔"

(مشکوٰة ص:۱۵۰)

ترجمہ: ''یعنی وہ لڑکا (آپ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔''

اوراہل زبان بولا کرتے ہیں:

"رفعت الزرع الی البیدر" (قاموس، اساس البلاغة)

ترجمہ: "میں کھیت کاٹ کراور غلہ اٹھا کر خرمن گاہ میں لے آیا۔"

بہرحال "بل رفعه الله" میں رفع جسمانی مع الروح تو یقیناً مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے کیونکہ "ہ" ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جو جسد مع الروح کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"ورفع ابویه علی العرش" (سورہ یوسف: ۱۰۰)

ترجمہ: "یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھا کر بٹھایا۔"

اور جہاں قرینہ پایا جائے گا وہاں لفظ رفع مجازاً صرف رفع منزلت کے معنی دے گا اس کے ساتھ رفع جسم کے معنی نہیں لئے جاسکتے کیونکہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسے ارشاد ہے:

"ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات" (سورہ زخرف: ۳۲)

ترجمہ: "اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے۔"

بہرحال "بل رفعه الله" میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے، اس لئے یہاں صرف رفع منزلت کے معنی نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو سمجھنے کے لئے ایک آیت بھی کافی تھی مگر قرآن کریم میں دو جگہ صراحتاً لفظ رفع کے ساتھ اس کو بیان فرمایا گیا، لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ یہی رٹ لگاتا رہتا ہے کہ: "سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں کہ جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہو" (فسحقا لهم)۔

حالانکہ مذکورہ دو آیتوں کے علاوہ متعدد آیات کریمہ سے رفع عیسیٰ بجسدہ کا مضمون ثابت ہے۔ مثلاً:

۱:......"وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به"

(نساء:۱۵۹)

۲:......"وانه لعلم للساعة" (زخرف:۶۱)

۳:......"ویکلم الناس فی المھد و کھلاً و من الصالحین۔" (آل عمران:۴۶)

احادیث نبویہ سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت:

حدیث ۱:......"عن النواس بن السمعان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا بعث الله المسیح بن مریم فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مھروذتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین......الخ فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله" (مسلم ص۴۰۱ ج۲ باب ذکر الدجال)

ترجمہ: "حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔"

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حد نگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

حدیث۲:......"عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم۔" (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص:۳۰۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا، جب کہ عیسیٰ بن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا" (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونے کے امام مہدی کی اقتداء کریں گے)۔"

تنبیہ:۱:...... اس حدیث میں لفظ من السماء کی صراحت ہے۔

تنبیہ:۲:...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حدیث۳:......"قال الامام احمد حدثنا عفان ثنا ھمام انبأنا قتادۃ عن عبدالرحمن عن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاٗ اخوۃ لعلات امہاتہم شتی ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن نبی بینی وبینہ وانہ نازل فاذا رائیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان ممصران کان رائسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا

الا الاسلام ويهلك الله في زمانه المسيح الدجال ثم تقع الامانة على الارض حتى ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات لاتضرهم فيمكث اربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون۔"

(وكذا رواه ابوداؤد كذا في تفسير ابن كثير ج۱ص ۵۷۸ زیر آیت و ان من اهل الكتاب، قال الحافظ ابن حجرؒ رواه ابوداؤد و احمد باسناد صحيح، فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶)

ترجمہ: "امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاءؑ علاتی بھائی ہیں مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے، اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا، ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے، اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی، صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے، سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا، پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور

بچے سانپ کے ساتھ کھیلنے لگیں گے، سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے، عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

حدیث۴:...... "عن الحسن (مرسلاً) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ان عيسىٰ لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيمة" (اخرجه ابن كثير فى تفسير آل عمران ج ۱ ص ۳٦٦)

ترجمہ: ''امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے، زندہ ہیں اور وہی دن قیامت سے قبل واپس تشریف لائیں گے۔''

حدیث۵:...... "عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسىٰ بن مريم الى الارض فيتزوج ويولدله ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسىٰ بن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر۔"

(رواه ابن الجوزى فى كتاب الوفا، كتاب الاذاحه ص ۱۷۷ مشكوٰة ص ٤٨٠ باب نزول عيسىٰ ابن مريم)

ترجمہ: ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے، قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔''

حدیث ۶:...... ''حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال ثنا ابن ابی جعفر عن ابیه عن الربیع فی قوله تعالی (الم الله لا اله الا هو الحی القیوم) قال ان النصاریٰ اتوا رسول الله صلی الله علیه وسلم فخاصموه فی عیسیٰ بن مریم وقالوا له من ابوه وقالوا علی الله الکذب والبهتان لا اله الا هو لم یتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبی صلی الله علیه وسلم الستم تعلمون انه لایکون ولد الّا هو یشبه اباه قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئی یکلؤه ویحفظه ویرزقه قالوا بلیٰ قال فهل یملك عیسیٰ من ذلك شیأ قالوا لا قال افلستم تعلمون ان الله عزوجل لا یخفی علیه شئ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ۔ قال فهل یعلم عیسیٰ من ذلك شیا الا ما علم قالوا لا۔ قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء فهل تعلمون ذلك قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملته امرأة کما تحمل المرأة ثم وضعته

كما تضع المرأة ولدها ثم غذى كما يغذى الصبى ثم كان يطعم الطعام ويشرب الشراب و يحدث الحدث قالوا بلىٰ قال فكيف يكون هذا كمازعمتم قال فعرفوا ثم ابوا الا جحوداً فانزل الله عزوجل الم الله لا اله الا هو الحى القيوم۔"

(تفسیر ابن جریر ص ۱۶۳ ج۳)

ترجمہ: ''ربیع سے ''الم الله لا اله الا هو الحى القيوم '' کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپؐ نے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ ہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟ (مراد کہ اگر حضرت عیسیٰ کا باپ نہیں تو ان کو اللہ ہی کا بیٹا کہنا چاہئے) حالانکہ خداوہ ہے جو لاشریک ہے بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا کیوں نہیں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہو گیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے) تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے اور بے چون وچگون ہے''ليس كمثله شئی ولم يكن له كفواً احد '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لایموت ہے یعنی زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے

صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں، بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا بے شک صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم کرنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں، نصاریٰ نے کہا ہاں بے شک۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا عیسیٰ کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا؟ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے، نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے، نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے اور عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے ان کو جنا جس طرح عورتیں بچوں کو جنا کرتی ہیں، پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے، اور بول و براز بھی کرتے تھے، نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟'' نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر دیدہ و دانستہ اتباع حق سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں: ''الم اللہ لا

اله الا هو الحی القیوم۔"

ایک ضروری تنبیہ:

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی، اس سے وہی مسیح مراد ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، جو حضرت مریم کے بطن سے بلا باپ کے نفخ جبرئیلؑ سے پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری۔ معاذ اللہ نزول سے امت محمدیہ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل ہو، ورنہ اگر احادیث نزول مسیح سے کسی مثیل مسیح کا پیدا ہونا مراد ہوتا تو بیان نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو ہریرہؓ کا آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنے کا کیا مطلب ہوگا؟ معاذ اللہ اگر احادیث سے نزول میں مثیل مسیح اور مرزا کا قادیان میں پیدا ہونا مراد ہے، تو لازم آئے گا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں مسیح کا ذکر آیا ہے سب جگہ مثیل مسیح اور مرزا صاحب ہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول مسیح کو ذکر فرما کر بطور استشہاد آیت کو تلاوت کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود انہیں مسیح بن مریم کے نزول کو بیان کرنا ہے، جن کے بارے میں یہ آیت اتری، کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، اور علی ہذا امام بخاری اور دیگر ائمہ احادیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورۂ مریم اور آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی مسیح بن مریم کا نزول مراد ہے کہ جن کی توفی (اٹھائے جانے) اور رفع الی السماء کا قرآن میں ذکر ہے۔ حاشا وکلا قرآن کریم کے علاوہ احادیث میں کوئی دوسرا مسیح مراد نہیں، دونوں جگہ ایک ہی ذات مراد ہے۔

ضروری نوٹ:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی سو سے زائد احادیث منقول ہیں جن سب کو امام العصر حضرت مولانا

سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ذکر فرمایا ہے، ان میں سے مندرجہ بالا چھ احادیث کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ ہر حدیث قادیانیوں کے نظریہ کا رد ہے، مثلاً:

۱:...... پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق کے مشرقی مینارہ پر اترنا، فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر اترنا اور باب لد (جو فلسطین کے ایک گاؤں کا نام ہے) پر دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔

۲:...... دوسری حدیث میں عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے اترنے کی صراحت ہے۔

۳:...... تیسری حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ عیسیٰ بن مریم جن کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی نازل ہوں گے۔

۴:...... چوتھی حدیث میں ''لم یمت'' اور ''رجوع'' کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔

۵:...... پانچویں حدیث میں نزول الی الارض کی صراحت ہے۔

۶:...... چھٹی حدیث میں ''یأتی علیہ الفناً'' کی تصریح ہے۔

ایک چیلنج:...... کتب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تو باب ہے، ساری کائنات کے قادیانی مل کر کسی حدیث کی کتاب سے وفات مسیح کا باب نہیں دکھا سکتے۔

فائدہ:...... حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول قابل دید ہے۔

سوال ۳:...... مرزائیوں کو اس مسئلہ سے کیوں دلچسپی ہے؟ مرزا تو مدعی نبوت ہے، پھر ان کو مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے کیا سروکار؟ وضاحت سے لکھیں؟

جواب:...... مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں خود حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل تھا

اور قرآن مجید کی آیات سے مسیح علیہ السلام کی حیات پر استدلال کرتا تھا۔

"یہ آیت (ھو الذی ارسل رسولہ) جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ ج ۱، روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، وشلہ بادنیٰ تغیر چشمہ معرفت دررروحانی خزائن ج ۲۳ ص: ۹۱)

حیات مسیح علیہ السلام کا ابتدا میں مرزا قائل تھا، لیکن دعویٰ نبوت کے لئے اس نے بتدریج مراحل طے کئے، پہلے خادم اسلام، پھر مبلغ اسلام، مامور من اللہ، مجدد ہونے کے دعوے کئے، اصل مقصود دعویٰ نبوت تھا منصوبہ بندی یہ کی کہ پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جائے، مسیح بننے کے لئے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکاوٹ تھا، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے وفات مسیح کا عقیدہ تراشا، پھر کہا چونکہ احادیث میں مسیح علیہ السلام کا آنا ثابت ہے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں، تو ان کی جگہ میں مثیل مسیح بن کر آیا ہوں، اور میں ان سے افضل ہوں، اس کا مشہور شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۴ روحانی خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

جب مرزا اپنے خیال فاسد میں مسیح بن گیا تو کہا کہ مسیح علیہ السلام نبی تھے تو اب مسیح ثانی (مرزا قادیانی) جو ان سے افضل ہے۔ وہ کیوں نبی نہیں؟ لہذا میں نبی ہوں، اس طرح دجل کر کے محض نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے اس نے وفات مسیح کا عقیدہ

اختیار کیا۔ اصل میں وہ تدریجاً دعویٰ نبوت کی طرف جارہا تھا، تو یوں دجل در دجل کا مرتکب ہوتا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ”میرے بعد جو نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ دجال ہوں گے۔“

دجل: دھوکہ، تلبیس، حق و باطل کے اختلاط کا نام ہے، جو مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ اس دجال اعظم، مفتری اکبر نے اپنے دجل سے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت و حیات مسیح علیہ السلام پر اپنے الحاد و زندقہ کی کلہاڑی چلائی۔ معاذ اللہ۔

سوال ۴:...... قال اللہ تعالیٰ: ”واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ اس کی صحیح تفسیر بیان کر کے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کو ثابت کریں، مرزائی ”توفی“ سے وفات مراد لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی ”متوفیک“ کی تفسیر ”ممیتک“ منقول ہے۔ اور اس تائید میں مرزائی ”توفنا مع الابرار، توفنا مع المسلمین“ کو بھی پیش کرتے ہیں، ان تمام امور کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب:...... ”واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک“ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہے، یہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ہے، نہ کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کی، توفی وغیرہ کی کچھ بحث پہلے گزر چکی ہے مزید ملاحظہ ہو:

توفی کا حقیقی معنی:

الف:...... ”توفی“ کا حقیقی معنی موت نہیں، اس لئے کہ اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا، تو ضرور قرآن و سنت میں کہیں ”توفی“ کو ”حیات“ کے مقابل ذکر کیا جاتا، حالانکہ ایسا

کہیں نہیں ہے، بلکہ ''توفی'' کو ''مادمت فیھم'' کے مقابلہ میں رکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ دیکھیے قرآن مجید میں جگہ جگہ موت وحیات کا تقابل کیا گیا ہے نہ کہ توفی وحیات کا۔ مثلاً الذی یحیی ویمیت، یحییکم ثم یمیتکم، ھوامات و احیی، لایموت فیھا ولا یحییٰ، ویحي الموتی، اموات غیر احیأ، یحییٰ الموتی، یحیی الارض بعد موتھا، تخرج الحي من المیت و تخرج المیت من الحي، یہ تقابل بتاتا ہے کہ تعرف الاشیأ باضدادھا کے تحت حیات کی ضد موت ہے توفی نہیں۔ توفی کو قرآن مجید میں مادمت فیھم کے مقابلہ میں لایا گیا: '' وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی ''۔ اس سے توفی کا حقیقی معنی سمجھا جاسکتا ہے کہ کیا ہے؟ اس کے لئے علامہ زمخشری کا حوالہ کافی ہوگا:

> ''اوفاہ، استوفاہ، توفاہ استکمال ومن المجاز توفی و توفاہ اللہ ادرکتہ الوفاۃ۔''
>
> ترجمہ: ''اوفاہ، استوفاہ اور توفاہ کے معنی استکمال یعنی پورا لینے کے ہیں۔ توفی کو مجازاً موت کے معنی میں لیا جاتا ہے جیسے توفی اور توفاہ اللہ یعنی اس کی وفات ہوگی۔''

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں، البتہ مجازاً کہیں کہیں موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ب:....... اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں ''اماتت'' کی اسناد اپنی طرف ہی فرمائی، غیر اللہ کی طرف ہرگز نہیں کی، جبکہ ''توفی'' کی اسناد ملائکہ کی طرف بھی اکثر موجود ہے، یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔ جیسے ''حتی اذا جاء احد کم الموت توفتہ رسلنا'' یہاں پر توفی کی اسناد ملائکہ کی طرف کی گئی۔

ج:....... توفی کا حقیقی معنی موت نہیں جیسے قرآن مجید میں ہے: ''حتیٰ یتوفھن

الـمـوت '' یہاں توفی اور موت کو مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔اب اس کے معنی ہوں گے کہ ان کو موت کے وقت پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہو تو پھر اس کا معنی تھا کہ: '' یـمـیتھـن الـمـوت '' یہ کس قدر رکیک معنی ہوں گے، کلام الٰہی اور یہ رکاکت؟ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

د:...... توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔قرآن مجید میں ہے:

"اللـه یتـوفـی الانـفس حین موتها والتی لم تمت فی منـامهـا فیمسك التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمی" (الزمر: ٤٢)

ترجمہ: '' اللہ تعالیٰ نفسوں کو لے لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور ان نفسوں کو جو نہیں مرے ان کو نیند میں لے لیتا ہے، پس وہ نفس جس کو موت وارد ہوتی ہے روک لیتا ہے اور دوسرے کو مقرر مدت تک چھوڑ دیتا ہے۔''

ا:...... یہاں پہلے جملہ میں توفی نفس کو حیـن مـوتھا کے ساتھ مقید کیا ہے، معلوم ہوا توفی عین موت نہیں۔

۲:...... اور پھر توفی کو موت اور نیند کی طرف منقسم کیا ہے، لہذا نصاً معلوم ہوا کہ توفی موت کے مغائر ہے۔

۳:...... نیز یہ کہ توفی، موت اور نیند دونوں کو شامل ہے، نیند میں آدمی زندہ ہوتا ہے، اس کی طرف توفی کی نسبت کی گئی، توفی بھی ہے اور آدمی زندہ ہے مرا نہیں۔ کیا یہ نص نہیں اس بات کی کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں۔

خلاصہ بحث:

توفی کا حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں، ہاں البتہ کبھی مجازاً موت کے معنی میں بھی توفی

کا استعمال ہوا ہے جیسے: "توفنا مع الابرار، توفنا مسلمین، وغیرہ۔

ضروری تنبیہ:...... اگر کہیں کوئی لفظ کسی مجازی معنی میں استعمال ہو تو ہمیشہ کے لئے اس کے حقیقی معنی ترک نہیں کر دیئے جائیں گے۔ اگر کوئی ایسے سمجھتا ہے تو وہ قادیانی احمق ہی ہو سکتے ہیں ورنہ اصول صرف یہ ہے کہ مجازی معنی وہاں مراد لئے جائیں گے، جہاں حقیقی معنی متعذر ہوں یا عیسیٰ انی متوفیک میں حقیقی معنی پورا پورا لینے کے لئے جائیں گے۔ اور توفنا مع الابرار میں مجازی معنی (موت) کے کئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ اور حیات عیسیٰ علیہ السلام:

الف:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پوری امت کی طرح حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول وحیات کی روایت کی ہیں۔ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، طبع ملتان" کے ص ۱۸۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۴۵، ۲۷۳، ۲۷۹، ۲۸۴، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۲ پر دس روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے جمع فرمائی ہیں۔ من شاء فلیراجع۔

ب:...... متوفیک کے معنی ممیتک عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرنے والا راوی علی بن ابی طلحہ ہے۔ (تفسیر ابن جریر ص ۲۹۰ ج ۳)

علمأ اسمأ الرجال نے اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر، لیس بمحمود المذهب کے جملے فرمائے ہیں اور یہ کہ اس نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی زیارت بھی نہیں کی، درمیان میں مجاہدؒ کا واسطہ ہے۔

(میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۶۳، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۱۳)

رہا یہ کہ پھر صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آ گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ: امام

بخاری کا یہ التزام صرف احادیث مسندۃ کے بارے میں ہے نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہ کے ساتھ۔ چنانچہ فتح مغیث ص ۲۰ میں ہے:

"قول البخاری ماادخلت فی کتابی الا ماصح علی، مقصود به هو الاحادیث الصحیحة المسندة دون التعالیق والاثار الموقوفة علی الصحابة فمن بعدهم والاحادیث المترجمة بها ونحو ذلك۔"

ترجمہ: "یعنی امام بخاری کے اس فرمان کا مطلب کہ میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی ذکر کیا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس سے مراد صرف احادیث صحیحہ مسندہ ہیں باقی تعلیقات اور آثار موقوفہ وغیرہ اس میں شامل نہیں ہے اس طرح وہ احادیث جو ترجمۃ الباب میں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی مراد نہیں ہیں۔"

ج:...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ توفی کے معنی موت منقول ہیں مگر اسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم و تاخیر بھی صراحتاً مذکور ہے جس سے قادیانی گروہ کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے۔

"اخرج ابن عساکر واسحاق بن بشر عن ابن عباسؓ قال قوله تعالیٰ یٰعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان" (درمنثور ص:۳۶ ج ۲)

ترجمہ: "یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول)

آپ کو موت دینے والا ہوں۔"

د:......تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ ابن عباسؓ سے صحیح روایت منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر قتل کے زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

"ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء هذا اسناد صحیح الی ابن عباس"

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۷۴ زیر آیت بل رفعه الله)

ترجمہ: "عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن (روشن دان) سے (زندہ) آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے، یہ اسناد ابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہے۔"

سوال ۵:......سورۂ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے: "ورافعك" اور سورۂ نساء میں فرماتے ہیں: "بل رفعه الله الیه" دونوں مقامات پر قادیانی رفع سے مراد رفع روحانی یا رفع درجات لیتے ہیں، آپ ان کے مؤقف کا اس طرح رد کریں جس سے قادیانی دجل تار تار ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ثابت ہو؟

جواب:......یہ بات بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے کہ وہ کہیں رافعك اور بل رفعه الله میں رفع روح مراد لیتے ہیں، اور جب ان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے (قادیانی) عقیدہ کے مطابق تو مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کر زخم اچھے ہونے کے بعد

کشمیر چلے گئے اور ستاسی سال بعد ان کی موت واقع ہوئی، تو موت کے بعد رفع روح ہوا، حالانکہ یہ قرآن کے اسلوب بیان کے خلاف ہے اس لئے کہ چاروں وعدوں میں سے تین وعدے جو براہ راست مسیح علیہ السلام کی ذات (جسم) مبارک سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک ہی وقت میں ایک ساتھ ان کا ایفاء ہوا۔ تو قادیانی مجبوراً پھر اس سے فوراً رفع درجات پر آجاتے ہیں جس طرح قادیانیوں کو ایمان کا قرار (سکون) نصیب نہیں اس طرح ان کے مؤقف کو بھی قرار نہیں وہ اپنا مؤقف بدلتے رہتے ہیں کبھی رفع روح مراد لیتے ہیں، کبھی رفع درجات مراد لیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں مؤقف غلط ہیں۔

۱:...... یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ''بل رفعہ اللہ'' کی ضمیر اسی طرف راجع ہے کہ جس طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لئے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب پر لٹکانا قطعاً ناممکن ہے۔ لہذا ''بل رفعہ'' کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف ''قتلوہ'' اور ''صلبوہ'' کی ضمیریں راجع ہیں۔

۲:...... دوم یہ کہ یہود روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ قتل جسم کے مدعی تھے اور ''بل رفعہ اللہ الیہ'' سے ان کی تردید کی گئی ہے۔ لہذا بل رفعہ میں رفع جسم ہی مراد ہوگا، اس لئے کہ کلمہ بل کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لئے آتا ہے۔ لہذا بل کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ: ''وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحنہ بل عباد مکرمون '' ولدیت اور عبودیت میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ ''ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق '' مجنونیت اور اتیان بالحق (یعنی من جانب اللہ حق کو لے کر آنا) یہ دونوں متضاد اور متنافی ہیں یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ ناممکن ہے کہ شریعت حقہ

کالانے والا مجنون ہو۔ اسی طرح اس آیت میں یہ ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بل کا ماقبل ہیں وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو جو بل کا مابعد ہے اور ان دونوں کا وجود اور تحقق میں جمع ہونا ناممکن ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں محض روح کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا قتل جسمانی کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کا جسم تو قتل ہوجاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے، لہذا ضروری ہوا کہ بل رفعہ اللہ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلب کے منافی ہے، اس لئے کہ رفع روحانی اور رفع عزت اور رفعت شان قتل اور صلب کے منافی نہیں بلکہ جس قدر قتل اور صلب ظلماً ہوگا، اسی قدر عزت اور رفعت شان میں اضافہ ہوگا، اور درجات اور زیادہ بلند ہوں گے۔ رفع درجات کے لئے تو موت اور قتل کچھ بھی شرط نہیں۔ رفع درجات زندہ کو بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ: ''ورفعنالك ذكرك ''اور''يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتو العلم درجات'' ہے۔

۳:...... یہود حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کے قتل اور صلب کے مدعی تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ابطال کے لئے بل رفعہ اللہ فرمایا، یعنی تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا، یا صلیب پر چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا، نیز اگر رفع سے رفع روح بمعنی موت مراد ہے تو قتل اور صلب کی نفی سے کیا فائدہ؟ قتل اور صلب سے غرض موت ہی ہوتی ہے اور بل اضرابیہ کے مابعد کو بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء باعتبار ماقبل کے امر ماضی ہے۔ یعنی تمہارے قتل اور صلب سے پہلے ہی ہم نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ بل جاءھم بالحق میں صیغہ ماضی اس لئے لایا گیا کہ یہ بتلادیا جائے کہ آپ کا حق کو لے کر آنا کفار کے مجنون کہنے سے پہلے ہی واقع ہوچکا ہے۔ اسی طرح بل رفعہ اللہ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیالی قتل اور صلب سے پہلے ہی واقع ہوچکا ہے۔

۴:......جس جگہ لفظ رفع کا مفعول یا متعلق جسمانی شے ہوگی تو اس جگہ یقیناً جسم کا رفع مراد ہوگا، اور اگر رفع کا مفعول اور متعلق درجہ یا منزلہ یا مرتبہ یا امر معنوی ہو تو اس وقت رفع مرتبت اور بلندی رتبہ کے معنی مراد ہوں گے۔ کما قال تعالیٰ: "ورفعنا فوقکم الطور" اٹھایا ہم نے تم پر کوہ طور "الله الذی رفع السموت بغیر عمد ترونها" اللہ ہی نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ "واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل" یاد کرو اس وقت کو کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسمٰعیل ان کے ساتھ تھے۔ "ورفع ابویه علی العرش" یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا۔ ان تمام مواقع میں لفظ رفع اجسام سے مستعمل ہوا ہے اور ہر جگہ رفع جسمانی مراد ہے اور ورفعنا لك ذكرك ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا اور ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ہم نے بعض کو بعض پر درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے بلند کیا۔ اس قسم کے مواقع میں رفعت شان اور بلندی رتبہ مراد ہے۔ اس لئے کہ رفع کے ساتھ خود ذکر اور درجہ کی قید یعنی قرینہ مذکور ہے۔

قادیانی اشکال:

ایک حدیث میں ہے:

"اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة"

(کنزالعمال ص ۱۱۰ ج ۳ حدیث نمبر ۵۷۲۰ بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق)

ترجمہ: "جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتے ہیں۔" اس حدیث کو خرائطیؒ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

(کنزالعمال ج ۳ ص ۱۱۰ حدیث ۵۷۲۰)

اس روایت کو مرزائی بہت خوش ہو کر بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ رفع کا مفعول

جسمانی شے ہے اور الی السماء کی بھی تصریح ہے، مگر باوجود اس کے رفع سے رفع جسمی مراد نہیں بلکہ رفع معنوی مراد ہے۔

جواب:...... یہ ہے کہ یہاں مجاز کے لئے قرینہ عقلیہ قطعیہ موجود ہے کہ یہ اس زندہ کے حق میں ہے جو لوگوں کے سامنے زمین پر چلتا ہے اور تواضع کرتا ہے تو اس کا مرتبہ اور درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ساتویں آسمان کے برابر بلند اونچا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں رفع جسم مراد نہیں بلکہ رفع درجات مراد ہے۔ غرض یہ کہ رفع کے معنی بلندی رتبہ مجازاً بوجہ قرینہ عقلیہ لئے گئے اور اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں یہ قرینہ عقلیہ نہ آئے تو اس کے لئے قرینہ قطعیہ بھی موجود ہے، وہ یہ کہ کنز العمال میں روایت مذکورہ کے بعد ہی علی الاتصال یہ روایت مذکور ہے :"من يتواضع لله درجة يرفعه الله درجة حتى يجعله فى عليين" یعنی جس درجہ کی تواضع کرے گا، اسی کے مناسب اللہ اس کا درجہ بلند فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ تواضع کے آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو علیین میں جگہ دیں گے، جو علو اور رفعت کا آخری مقام ہے۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ درجہ کا مذکور ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے الحديث يفسر بعضه بعضا ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر اور شرح کرتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں، لیکن وہ رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے اور کبھی معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال اور افعال کا، اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا، وہاں رفع جسمی مراد ہوگا اور جہاں رفع اعمال اور رفع درجات کا ذکر ہوگا وہاں رفع معنوی مراد ہوگا۔ رفع کے معنی تو اٹھانے اور بلند کرنے ہی کے ہیں، باقی جیسی شے ہوگی اس کا رفع اسی کے مناسب ہوگا۔

۵:...... یہ کہ اس آیت کا صریح مفہوم اور مدلول یہ ہے کہ جس وقت یہود نے حضرت مسیح کے قتل اور صلب کا ارادہ کیا تو اس وقت قتل اور صلب نہ ہوسکا بلکہ اس وقت حضرت مسیح کا اللہ کی طرف رفع ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع جس کا بل رفعہ اللہ میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ کو پہلے سے

حاصل نہ تھا بلکہ یہ رفع اس وقت ظہور میں آیا کہ جس وقت یہود ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور وہ رفع جوان کو اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ اس وقت بجسدہ العنصری صحیح و سالم آسمان پر اٹھا لیے گئے، رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھی اور وجیھا في الدنیا والآخرۃ و من المقربین کے لقب سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ لہذا اس آیت میں وہی رفع مراد ہو سکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمی اور رفع عزت و منزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا، اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔

۶:...... یہ کہ یہود کی ذلت و رسوائی اور حسرت اور ناکامی اور عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت و رفعت بجسدہ العنصری صحیح و سالم آسمان پر اٹھائے جانے ہی میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ نیز یہ رفعت شان اور علو مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں، زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ کما قال تعالیٰ: ''یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات'' بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل علم کو باعتبار درجات کے۔

۷:...... یہ کہ اگر آیت میں رفع روحانی بمعنی موت مراد ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ: ''ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق، ویقولون أئنا لتارکوا الھتنا للشاعر مجنون، بل جاء بالحق'' ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کو لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا اسی طرح رفع روحانی بمعنی موت کو ان کے قتل اور صلب سے مقدم ماننا پڑے گا، حالانکہ مرزا صاحب اس کے قائل نہیں۔ مرزا صاحب تو (العیاذ باللہ) یہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہو کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور عرصہ دراز تک بقید حیات رہے اور اسی عرصہ میں اپنے زخموں کا علاج کرایا اور پھر طویل مدت کے بعد یعنی ستاسی سال زندہ رہ کر وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خان یار

میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ لہذا مرزا صاحب کے زعم کے مطابق عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی: ''وما قتلوه بالصليب بل تخلص منهم وذهب الى كشمير واقام فيهم مدة طويلة ثم اماته الله ورفع اليه''۔

۸:...... یہ کہ رفع روحانی بمعنی موت لینے سے وکان اللہ عزیزاً حکیماً کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ عزیز اور حکیم اور اس قسم کی ترکیب اس موقعہ پر استعمال کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی عجیب وغریب اور خارق العادات امر پیش آیا ہو، اور وہ عجیب وغریب امر جو اس مقام پر پیش آیا وہ رفع جسمانی ہے۔ یہ خیال نہ کیا جائے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، وہ عزت والا اور غلبہ والا اور قدرت والا ہے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں اور نہ یہ خیال کرے کہ جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا خلاف حکمت اور خلاف مصلحت ہے، وہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، دشمنوں نے جب حضرت مسیح پر ہجوم کیا تو اس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیا کہ اپنے نبی کو آسمان پر اٹھالیا اور جو دشمن قتل کے ارادہ سے آئے تھے انہی میں سے ایک کو اپنے نبی کا ہم شکل اور شبیہ بنا کر انہیں کے ہاتھ سے اس کو قتل کرا دیا اور پھر اس شبیہ کے قتل کے بعد ان سب کو شبہ اور اشتباہ میں ڈال دیا۔

رفع کے معنی عزت کی موت نہ کسی لغت سے ثابت ہے نہ کسی محاورہ سے اور نہ کسی فن کی اصطلاح سے، محض مرزا صاحب کی اختراع ہے۔ البتہ رفع کا لفظ محض اعزاز اور رفع جسمانی کے منافی نہیں اعزاز اور رفع جسمانی دونوں جمع ہو سکتے ہیں نیز اگر رفع سے عزت کی موت مراد ہو تو نزول سے ذلت کی پیدائش مراد ہونی چاہئے، اس لئے کہ حدیث میں نزول کو رفع کا مقابل قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نزول کے یہ معنی مرزا صاحب کے ہی مناسب ہیں۔

۹:...... رہا یہ امر کہ آیت میں آسمان پر جانے کی کوئی تصریح نہیں۔ سو اس کا جواب یہ

ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ (اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا) اس کلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ اللہ نے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ: "تعرج الملائکة والروح الیه" کے معنی یہ ہیں کہ: فرشتے اور روح الامین اللہ کی طرف چڑھتے ہیں یعنی آسمان پر۔ وقال تعالیٰ: "الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه" اللہ ہی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عمل صالح کو اوپر اٹھاتا ہے یعنی آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس طرح بل رفعه اللہ الیه میں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہوگا، اور جس کو خدائے تعالیٰ نے ذرا بھی عقل دی ہے وہ سمجھ سکتا ہے بل رفعہ اللہ الیہ کے یہ معنی کہ خدا نے ان کو عزت کی موت دی، یہ معنی جس طرح لغت کے خلاف ہیں اسی طرح سیاق وسباق کے بھی خلاف ہیں۔ اس طرح کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باسناد صحیح یہ منقول ہے:

"لما اراداللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء۔"

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۷۴ ج ۱ زیر آیت بل رفعه اللہ)

"جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا الی آخر القصۃ"

اس کے علاوہ متعدد احادیث میں آسمان پر جانے کی تصریح موجود ہے وہ احادیث ہم نقل کر چکے ہیں۔

۱۰:......مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"لہذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے، مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں:

"فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر"

(ازالہ اوہام ص ۵۹۹ خورد، روحانی خزائن ص ۴۲۳ ج ۳)

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ رفع سے ایسی موت مراد ہے جو عزت کے ساتھ ہو جیسے مقربین کی موت ہوتی ہے کہ اُن کی روحیں مرنے کے بعد علیین تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس عبارت سے خود واضح ہے کہ بل رفعہ اللہ سے آسمان پر جانا مراد ہے۔ اس لئے کہ علیین اور ''مقعد صدق'' تو آسمان ہی میں ہیں۔ بہرحال آسمان پر جانا تو مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ آسمان پر حضرت مسیح بن مریم کی فقط روح گئی یا روح اور جسد دونوں گئے، سو یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ آیت میں بجسدہ العنصری رفع مراد ہے۔

سوال ٦:...... نزول مسیح کے دلائل ذکر کرتے ہوئے مرزا کے اس استدلال فاسدہ کا رد کریں کہ ''میں مثیل مسیح ہوں'' نیز ثابت کریں کہ نزول مسیح کا عقیدہ، عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں؟

جواب:...... آیات قرآنیہ سے نزول عیسیٰ کا ثبوت:

نزول عیسیٰ کا مضمون دو آیتوں میں اشارۃ قریب بصراحت کے موجود ہے:

''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔''

(نساء: ۱۵۹)

ترجمہ: ''اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا۔''

''وانه لعلم للساعة'' (زخرف: ٦١)

ترجمہ: ''اور بے شک وہ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔''

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"ونزول عیسیٰ من السماء کما قال اللہ تعالیٰ وانہ ای عیسیٰ لعلم للساعة ای علامة القیامة و قال اللہ تعالیٰ و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ بعد نزولہ عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة و ھی ملة الاسلام۔"

(شرح فقہ اکبر ۱۳۶)

ترجمہ: "آسمان سے نزول عیسیٰ قول باری تعالیٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں، سے ثابت ہے، نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے، پس ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی اور وہ ملت' ملت اسلام ہے۔"

بہر حال اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبل موتہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ لیؤمنن بہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ "ارشاد الساری" شرح بخاری میں ہے:

"وان من اھل الکتاب احد الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وھم اھل الکتاب الذین یکونون فی زمانہ فتکون الملة واحدة وھی ملة الاسلام وبھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح۔"

(ارشاد الساری ص ۵۱۸، ۵۱۹ ج ۵)

ترجمہ: "یعنی اہل کتاب میں سے کوئی بھی نہ ہوگا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لے آئے گا، اور وہ اہل کتاب ہوں گے جو ان (حضرت عیسیٰ) کے زمانہ (نزول) میں

ہوں گے، پس صرف ایک ہی ملت اسلام ہو جائے گی۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس پر جزم کیا ہے، اس روایت کے مطابق جو ابن جریر نے ان سے سعید ابن جبیر کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی۔"

حیات ونزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے:

آیات کریمہ واحادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضرات صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا حیات ونزول عیسیٰ علیہ السّلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ معتزلہ جو بہت سے مسائل کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کشاف میں علامہ زمخشری نے اس کی تشریح کی ہے۔ چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں:

"حیاة المسیح بجسمه الی الیوم و نزوله من السماء بجسمه العنصری هما اجمع علیه الامة و تواتربه الاحادیث۔"

ترجمہ: "تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں، جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہؓ، (۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ، (۳) حضرت نواس بن سمعانؓ، (۴) حضرت ابن عمرؓ، (۵) حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، (۶) حضرت ثوبانؓ، (۷) حضرت مجمعؓ، (۸) حضرت ابوامامہؓ، (۹) حضرت ابن مسعودؓ، (۱۰) حضرت ابونضرہؓ،

(۱۱) حضرت سمرہؓ، (۱۲) حضرت عبدالرحمٰن بن جبیرؓ، (۱۳) حضرت ابوالطفیلؓ، (۱۴) حضرت انسؓ، (۱۵) حضرت واثلہؓ، (۱۶) حضرت عبداللہ بن سلامؓ، (۱۷) حضرت ابن عباسؓ، (۱۸) حضرت اوسؓ، (۱۹) حضرت عمران بن حصینؓ، (۲۰) حضرت عائشہؓ (۲۱) حضرت سفینہؓ، (۲۲) حضرت حذیفہؓ، (۲۳) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، (۲۴) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، (۲۵) حضرت ابوسعید خدریؓ، (۲۶) حضرت عمارؓ، (۲۷) حضرت ربیعؓ، (۲۸) حضرت عروہ بن رویمؓ، (۲۹) حضرت حسنؓ، (۳۰) حضرت کعبؓ۔

ان حضرات کی تفصیلی روایات ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ملاحظہ کی جائیں۔ یہ کتاب درحقیقت زہری وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند کی املا کردہ ہے، جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرما کر اہل اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ (فجزاہ اللہ وافیا) اور اس کتاب پر اس زمانہ کے محقق نامور عالم حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے تحقیقی کام کیا ہے اور مزید تلاش و جستجو کے بعد بیس احادیث کا اضافہ ''استدراک'' کے نام سے فرمایا ہے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مشمولہ تحفہ قادیانیت جلد سوم قارئین کیلئے مفید ہوگا۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے:

حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہونا --- یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ خود مرزا صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی
ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے
اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں اس کے ہم پہلو اور ہم

وزن ثابت نہیں ہوتیں۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۳۱)

اس سے چند سطریں پہلے مرزا صاحب اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

"حال کے نیچری جن کے دلوں میں کچھ عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں غلط ہیں...... لیکن وہ اس قدر متواترات سے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۳۰)

یہ الگ بات ہے کہ مرزا صاحب ان احادیث کو توڑ مروڑ کر مسیح موعود کا مصداق اپنے آپ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مثیل مسیح کا قادیانی ڈھونگ:

ایک بے سروپا بات ہے، پیدائش مسیح سے رفع تک اور نزول سے وفات تک وہاں کسی ایک بات میں مرزا قادیانی کو مماثلت نہیں۔ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ساری عمر مکان نہیں بنایا، ساری عمر شادی نہیں کی، نزول کے بعد حاکم، عادل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، ان کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ صلیب پرستی کا خاتمہ ہو کر خدا پرستی رہ جائے گی، دمشق جائیں گے بیت المقدس جائیں گے، حج کریں گے، عمرہ کریں گے، مدینہ طیبہ حاضری دیں گے، نزول کے بعد پینتالیس سال زندہ رہ کر پھر وفات پائیں گے۔ یہ چند بڑی، بڑی علامات ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھی۔ اس کے باوجود دعویٰ مثیل ہونے کا کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی ڈھٹائی ہوسکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں:

مرزائیت کی تمام تر بنیاد دجل وفریب پر ہے۔ چنانچہ وہ اس جگہ مسلمانوں کو دھوکہ

دینے کے لئے ایک اعتراض پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد منصب نبوت پر فائز ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ بحیثیت نبی آئیں گے تو ختم نبوت پر زد پڑتی ہے، اگر نبی نہیں ہوں گے تو ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے اور یہ بھی اسلامی عقائد کے خلاف ہے، تو سنئے:

جواب:......علامہ محمود آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے:

''وکونہ خاتم الانبیاء ای لا ینبأ احد بعدہ واما عیسیٰ ممن نبیٔ قبلہ''

۱:......آپ کے خاتم الانبیأ ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا، عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جا چکے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری رحمت عالم کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ آپؐ وصف نبوت کے ساتھ اس دنیا میں سب سے آخر میں متصف ہوئے، اب کوئی شخص وصف نبوت حاصل نہیں کر سکے گا، نہ یہ کہ پہلے کے سارے نبی فوت ہو گئے۔

۲:......پہلے حوالہ گزر چکا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد کہتا ہے حالانکہ اس کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ مرزا غلام قادر کے زندہ ہونے کے باوجود اگر مرزا کے خاتم الاولاد ہونے میں کوئی فرق نہیں آیا تو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے سے رحمت عالم کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

۳:......ابن عساکر میں حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

''اخر ولدك من الانبیأ۔''

(کنز العمال ص ۴۵۵ ج ۱۱ حدیث نمبر ۱۳۹ بحوالہ ابن عساکر)

ترجمہ: ''انبیاؑ میں سے آپ کے آخرالاولاد ہیں۔''

اس حدیث نے بالکل صاف کردیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپؐ انبیاؑ میں سے آخرالاولاد ہیں، اور یہ معنی کسی نبی کے باقی رہنے کا معارض نہیں، ولہٰذا آپؐ کا آخرالانبیاؑ وخاتم الانبیاؑ ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہوسکتا۔

۴:...... مرزا قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹ پر لکھتا ہے:

''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔''

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہوتو خاتم النبیین کے بھی یہ معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔ جس سے تین فائدے حاصل ہوئے، اول تو یہ کہ ختم نبوت اور نزول مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، اور مسیح علیہ السلام آپؐ سے پہلے پیدا ہوچکے ہیں۔ دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے۔ تیسرے یہ بھی متعین ہوگیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ اس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہوگا اور اس بناء پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہوسکتے۔ مکرر واضح ہو کہ آپؐ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو آپؐ کے بعد منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آپ کی آمد سے صدیوں پہلے منصب نبوت پر فائز ہوچکے ہیں۔

مذکورہ بالا اعتراض کا ایک عقلی جواب بھی سن لیجئے' ایک شخص کسی ملک کا فرماں روا ہے'

وہ کسی دوسرے ملک کے سرکاری دورے پر جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ اپنی صدارت، بادشاہی یا وزارت عظمیٰ کے منصب سے معزول نہیں ہوا لیکن دوسرے ملک میں جا کر اس کا حکم نہیں چلے گا، وہاں پر حکم اسی ملک کے صدر یا وزیر اعظم کا چلے گا، اسی طرح پر حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ منصب نبوت سے معزول نہیں ہوں گے لیکن جیسا کہ قرآن پاک میں فرمادیا گیا ہے: "و رسولاً الی بنی اسرائیل" ان کی رسالت بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اب امت محمدیہ میں ان کی نبوت کا قانون نافذ نہیں ہوگا۔ امت محمدیہ پر قانون سید الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نافذ ہوگا، یہ الگ بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد سے یہود کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور نصاریٰ کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی۔ یوں وہ سب دین قیم (اسلام) کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے اور "لیظھرہ علی الدین کلہ" کا فرمان پورا ہو جائے گا۔

سوال ۷:......حضرت مہدی و مسیح علیہم السلام کی آمد اور دجال کے خروج کے متعلق اسلامی نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے، قادیانی تلبیس اور اس کا رد کریں۔

جواب:......مہدی علیہ الرضوان:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی مندرجہ ذیل شناخت بیان کی گئی ہیں:

(۱) حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے، (۲) مدینہ طیبہ کے اندر پیدا ہوں گے، (۳) والد کا نام عبداللہ ہوگا، (۴) ان کا اپنا نام محمد ہوگا اور لقب مہدی، (۵) چالیس سال کی عمر میں ان کو مکہ مکرمہ

حرم کعبہ میں شام کے چالیس ابدالوں کی جماعت پہنچانے گی، (۶) وہ کئی لڑائیوں میں مسلمان فوجوں کی قیادت کریں گے، (۷) شام جامع دمشق میں پہنچیں گے، تو وہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے ادا کریں گے، (۹) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی کل عمر ۴۹ سال ہوگی، چالیس بعد خلیفہ بنیں گے، سات سال خلیفہ رہیں گے، دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں رہیں گے، ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے، (۱۰) ثم یموت ویصلی علیه المسلمون (مشکوٰۃ: ۴۱۷) پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ تدفین کے مقام کے متعلق احادیث میں صراحت نہیں، البتہ بعض حضرات نے بیت المقدس میں تدفین لکھی ہے۔

اس ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا رسالہ ''الخلیفة المهدی فی الاحادیث الصحیحه'' اور محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا رسالہ ''الامام المهدی'' ترجمان السنۃ ج ۴ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد چہارم میں قابل دید ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:

(۱) اللہ رب العزت کے وہ جلیل القدر پیغمبر و رسول ہیں جن کی رفع سے پہلی پوری زندگی، زہد و انکساری، مسکنت کی زندگی ہے۔ (۲) یہودی ان کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ظالم ہاتھوں سے آپ کو بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا،

(۳) قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، (۴) دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی، (۵) دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے، (۶) پہلی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں امامت کرائیں گے، (۷) حاکم عادل ہوں گے، پوری دنیا میں اسلام پھیلائیں گے، (۸) دجال کو مقام لد پر (جو اس وقت اسرائیل کی فضائیہ کا ایئر بیس ہے) قتل کریں گے، (۹) نزول کے بعد پینتالیس سال قیام کریں گے، (۱۰) مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے، جہاں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ ہے، فیکون قبرہ رابعاً۔ (تاریخ البخاری)

دجال کا خروج:

(۱) اسلامی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں شخص (متعین) کا نام ہے، جس کی فتنہ پردازیوں سے تمام انبیاءٔ علیہم السلام اپنی امتوں کو ڈراتے آئے۔ گویا دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ پرور ہوگا جس کی خوفناک خدا دشمنی پر تمام انبیاءٔ علیہم السلام کا اجماع ہے، (۲) وہ عراق و شام کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا، (۳) تمام دنیا کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دے گا، (۴) خدائی کا دعویٰ کرے گا، (۵) ممسوح العین ہوگا، یعنی ایک آنکھ چٹیل ہوگی (کانا ہوگا)، (۶) مکہ مدینہ جانے کا ارادہ کرے گا، حرمین کی حفاظت پر

ماموراللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا منہ موڑ دیں گے، وہ مکہ، مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، (۷) اس کے متبعین زیادہ تر یہودی ہوں گے، (۸) ستر ہزار یہودیوں کی جماعت اس کی فوج میں شامل ہوگی، (۹) مقام لد پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا، (۱۰) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حربہ (ہتھیار) سے قتل ہوگا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی قریباً ایک سواسی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری تواتر سے ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"فتقرران الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة۔"

(الاذاعه ص ۷۷)

ترجمہ: "چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں وارد شدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں وارد شدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔"

اور حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال ابو الحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی! تواترت الاخبار بان المهدی من هذه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکر ذلک رد للحدیث الذی اخرجه ابن ماجه عن انس و فیه ولا مهدی الاعیسی"۔ (فتح الباری ص ۳۵۸ ج ۶)

ترجمہ: "ابوالحسن خسعی ابدیؒ نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں کہ مہدی اسی امت میں سے

ہوں گے اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے
ابوالحسن خسعی نے یہ بات اس لئے ذکر فرمائی ہے تا کہ اس حدیث کا
رد ہو جائے جو ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے جس میں
آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔"

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے:

"عن جابر بن عبداللہ قال قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا: ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ هذه الامة۔"

(مسلم ج ا ص ۸۷ باب نزول عیسیٰ ابن مریم واحمد ص ۳۴۵ ج ۳)

ترجمہ: "حضرت جابر عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق کے مقابلہ میں جنگ کرتی رہے گی، دشمنوں پر غالب رہے گی، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا آخر میں عیسیٰ ابن مریم اتریں گے (نماز کا وقت ہوگا) مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لایئے اور نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے: یہ نہیں ہوسکتا، اس امت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اکرام واعزاز ہے کہ تم خود ہی ایک دوسرے کے امام وامیر ہو۔"

اس حدیث سے جہاں ایک جانب یہ ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں، دوسری جانب اس سے امت محمدیہ کی کرامت وشرافت عظمیٰ بھی ثابت ہوتی ہے کہ قرب قیامت تک اس امت میں ایسے برگزیدہ افراد موجود رہیں گے کہ اسرائیلی سلسلہ کا ایک مقدس رسول آ کر بھی اس کی امامت کی حیثیت کو برقرار رکھ کر ان کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے جو اس بات کا صاف اعلان ہے کہ جس شرافت اور کرامت کے مقام پر تم پہلے فائز تھے آج بھی ہو۔ یہ واقعہ بالکل اس قسم کا ہے جیسا کہ مرض الوفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت کی نماز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا فرما کر امت کو گویا صریح ہدایت دے دی کہ میرے بعد امامت واقتداء کی پوری صلاحیت ابوبکر صدیقؓ میں موجود ہے۔

سیدنا مسیح علیہ السلام اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق احادیث کی روشنی میں بیان کردہ علامات دیکھنی ہوں تو ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کے آخر میں علامات قیامت اور نزول مسیح (مترجم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی) اور حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا رسالہ ''مسیح موعود کی پہچان'' دیکھی جا سکتی ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور دجال لعین کے متعلق مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ یہ تین شخصیات ہیں:

''اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۷، خزائن ص ۱۶۷ ج ۱۷)

تینوں مشرق میں ہوں گے، یہ تو قادیانی دجل کا شاہکار ہے، البتہ اتنی بات مرزا قادیانی کے اس حوالہ سے ثابت ہے کہ یہ تین شخصیات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

قادیانی مؤقف:

لیکن قادیانی جماعت کی بدنصیبی اور ایمان سے محرومی دیکھئے' ان کا مؤقف ہے کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی ایک شخصیت ہے، اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام اور

مہدی علیہ الرضوان دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں، ان کے نام، کام، جائے پیدائش، جائے نزول، وقت ظہور، مدت قیام، عمر، دونوں علیحدہ تفصیلات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لیکن قادیانی دجال اور اس کی جماعت کے دجل کو دیکھو سینکڑوں احادیث صحیحہ ومتواترہ کو چھوڑ کر ایک جھوٹی ووضعی روایت سے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ دیکھئے مرزا نے کہا:

"ایھا الناس انی انا المسیح المحمدی وانی انا احمد المھدی۔"

(خطبہ الہامیہ خزائن ص ۶۱ ج ۱۶)

ترجمہ: ''اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔''

قاضی محمد نذیر قادیانی لکھتا ہے:

''امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہے۔''

(امام مہدی کا ظہور ص ۱۶)

قادیانی مغالطہ:

قادیانی گروہ دلیل میں ابن ماجہ کی روایت پیش کرتا ہے:

"لا المھدی الا عیسیٰ بن مریم"۔

(ابن ماجه ص ۲۹۲ باب شدة الزمان)

یہی قاضی محمد نذیر اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے:

''اس حدیث نے ناطق فیصلہ دے دیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی المہدی ہے اور اس کے علاوہ کوئی ''المہدی'' نہیں ہے۔''

یہ حدیث اولاً تو ضعیف ہے، ثانیاً اس کا مطلب وہ نہیں جو قادیانی سمجھاتے ہیں۔ ملا

علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"حدیث لا مہدی الا عیسی بن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح به الجزری علی انه من باب لافتیٰ الا علیؓ۔" (مرقاۃ ص۱۸۳ ج۱۰)

ترجمہ: "حدیث لا مہدی عیسیٰ بن مریم باتفاق محدثین ضعیف ہے جیسا کہ ابن جزریؒ نے اس کی صراحت کی ہے، علاوہ ازیں یہ "لا فتی الا علیؓ" کے قبیل سے ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی درجہ میں حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا وہی مطلب ہے جو لافتی الا علیؓ کا ہے۔ یعنی مہدی صفت کا صیغہ ہے اور اس کے لغوی معنی مراد ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ہدایت یافتہ عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔ بطور حصر اضافی جیسے "لافتی الاعلیؓ" کے معنی اعلیٰ درجہ کے جوان اور بہادر حضرت علیؓ ہی ہیں۔

یہ مطلب لینا غلط ہے کہ جس شخصیت کا نام مہدی ہے، وہ عیسیٰ بن مریم ہی کی شخصیت ہے۔ خود مرزا صاحب ایک اصول لکھتے ہیں:

"جس حالت میں تقریباً کل حدیثیں قرآن شریف کے مطابق ...... ہیں پھر اگر بطور شاذ و نادر کوئی ایسی حدیث بھی موجود ہو جو اس مجموعۂ یقینیہ کے مخالف ہو تو ہم ایسی حدیث کو یا تو نصوص سے خارج کریں گے اور یا اس کی تاویل کرنی پڑے گی کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک ضعیف اور شاذ سے وہ مستحکم عمارت گرا دی جائے جس کو نصوص بینہ فرقانیہ وحدیثیہ نے طیار کیا ہو۔" (ازالہ اوہام ص۲۲۵، ۲۲۶)

اس اصول کی روشنی میں دیکھئے، مرزائیوں کی پیش کردہ ابن ماجہ کی روایت کی کیا حیثیت

رہ جاتی ہے؟ اس لئے کہ نزول عیسیٰ کی مذکورہ بالا روایات صحیحہ متواترہ سے صاف طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے نہ یہ کہ وہ دنیا میں کسی خاندان میں پیدا ہوں گے، جب کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں حدیث ہے:

ا: ...... "سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمة"۔

(ابو داؤد ص ۱۳۱ ج ۲ کتاب المھدی)

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت سے ہوگا یعنی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے۔"

۲: ...... "یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی۔"

(ابو داؤد: ص ۱۳۱ ج ۲ کتاب المھدی)

ترجمہ: "جو میرا نام ہے وہی اس کا نام ہوگا، جو میرے باپ کا نام ہے، وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔"

اور حدیث مندرجہ ذیل نے معاملہ بالکل منقح کر دیا ہے۔

۳: ...... "کیف تهلك امة انا اولها والمھدی وسطها والمسیح اخرها۔" (مشکوٰۃ ص ۵۸۳ باب ثواب هذه الامة)

ترجمہ: "وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں، میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، درمیان میں مہدی، اور آخر میں مسیح علیہ السلام ہیں۔"

یہ حدیث اس مسئلہ میں ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ مرزا قادیانی کا موقف صراحتاً دجل و کذب کا شاہکار ہے لیکن بے بصیرت و بے بصارت قادیانی گروہ کو یہ صاف صاف روایتیں بھی نظر نہیں آتیں اور پوری بے شرمی کے ساتھ مسیح و مہدی کے ایک ہونے کی رٹ لگا تار ہتا ہے۔ حالانکہ دونوں کے بارے میں روایات الگ الگ اور متواتر آئی ہیں۔

دجال:

۱:...... رہا دجال کے متعلق قادیانی مؤقف، تو وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔ پہلے کہا کہ اس سے مراد پادری ہیں۔ اس پر سوال ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں رو رہی تھی، آپؐ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی، میں نے عرض کیا کہ دجال کے بارہ میں آپؐ نے تفصیلات بیان فرمائی: میں سن کر پریشان ہوگئی، اب خیال آتے ہی فوراً رونا آ گیا، آپؐ نے فرمایا کہ: میں موجود ہوا اور وہ آ گیا تو تمہاری طرف سے میں کافی ہوں۔ اگر میری زندگی میں نہ آیا تو جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھتا رہے وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اگر پادری ہی دجال تھے، وہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا کیا مطلب ہوا؟

۲:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر انگریز ہیں تو دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے تم تو ''انگریز کے خود کاشتہ پودا'' ہو۔

۳:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد روس ہے، تو اس سے کہا گیا کہ دجال تو شخص واحد ہے، قوم مراد نہیں، اس نے کہا کہ دجال نہیں حدیث میں ''رجال'' ہے۔ یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے۔ اس کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ابن صیاد کے مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ میں اسے قتل کردوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (دجال) ہے تو ''لست صاحبہ'' تم اس کو قتل نہیں کرسکتے، اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔

ابن صیاد کی بابت کتب احادیث میں تفصیل سے روایات موجود ہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دجال تلوار سے قتل ہوگا، نہ کہ قلم سے جیسا کہ قادیانیوں کا مؤقف ہے۔

خلاصہ:...... یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا مؤقف اسلام کے چودہ سو سالہ مؤقف کے خلاف ہے۔

سوال ۸:...... مرزائی جن آیات و آثار کو عدم رفع اور وفات مسیح کے لئے پیش کرتے ہیں، ان میں سے تین کا ذکر کر کے ان کا شافی رد کریں؟

جواب:...... قادیانی استدلال: ۱:

"وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔" (مائدہ: ۱۱۷)

مرزا بشیر الدین کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:

''اور جب تک میں ان میں (موجود) رہا' میں ان کا نگران رہا مگر جب تو نے میری روح قبض کر لی تو' تو ہی ان پر نگران تھا۔''

(ترجمہ قرآن مجید از مرزا بشیر الدین ص ۲۵۸)

وفات عیسیٰ علیہ السلام پر اس آیت سے قادیانی استدلال کی بنیاد ان کے خیال میں بخاری شریف کی ایک تفصیلی روایت پر ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"انہ یجاء برجال من امتی فیوخذبھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح: وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم ......الخ" (بخاری ص ۶۶۵ ج ۲ کتاب التفسیر)

ترجمہ: ''میری امت کے بعض لوگ لائے جائیں گے اور

بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا تو میں کہوں گا:
اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں، پس کہا جائے گا کہ آپ کو
اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا، پس میں ایسے ہی
کہوں گا جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰؑ نے کہا کہ جب تک میں ان
میں موجود تھا، ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے بتمامہ بھرپور لے لیا
تھا، اس وقت آپ نگہبان تھے۔''

تو ''توفی'' کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے کلام میں آتا ہے، اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی بصورت وفات ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی بصورت وفات ہوگی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔

جواب:...... اس تحریف کا جواب بھی معلوم ہو چکا ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یہ بمعنی موت ہے، کیونکہ سب جانتے ہیں کہ آپ کی وفات ہوئی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں توفی بطور اصعاد الی السماء پائی گئی ہے کیونکہ اس کا قرینہ ورافعك الی موجود ہے۔

جواب:...... اگر دونوں حضرات کی توفی ایک طرح کی ہوتی تو آپ یوں فرماتے:
''فاقول ماقال، العبد الصالح ''توفاقول كما قال العبد الصالح فرمانا بتا رہا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں چونکہ تغایر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اصل مقصد ہر دو حضرات کا امت کے درمیان اپنی عدم موجودگی کو بطور عذر پیش کرنا ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی غیر موجودگی توفی بمعنی اصعاد الی السماء سے بیان فرمائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر موجودگی توفی بصورت موت بیان فرمائی ہے۔

جواب:...... رہا یہ کہ آپؐ نے اپنے متعلق فرمایا اقول اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قال ماضی کا صیغہ فرمایا۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت آپؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی: سورۃ مائدہ کی مذکورہ آیت نازل ہو چکی تھی اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو قیامت کے دن باری تعالیٰ کے سوال کہ: ''ا انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ'' کے جواب میں فرمائیں گے، حکایت کیا گیا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام پہلے ہو چکے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بعد میں پیش آئے گا۔

قادیانی استدلال: ۲:

''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔'' (آل عمران: ۱۴۴)

قادیانی ترجمہ: ''اور محمدؐ صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں، تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے۔''

اس آیت میں قادیانی گروہ خلو کو بمعنی موت لیتا ہے، اور من قبلہ کو الرسل کی صفت مانتا ہے، اور الرسل پر لام استغراق مانتا ہے۔ اس لئے استدلال کا حاصل یہ ہوا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں، تو بس مسیح علیہ السلام بھی ان میں آ گئے۔

جواب:...... خلت، خلو سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی مکان سے متعلق ہونے کی صورت میں جگہ خالی کرنے کے، اور زمان سے متعلق ہونے کی صورت میں گزرنے کے آتے ہیں اور جن چیزوں پر زمانہ گزرتا ہے ان کو بھی تبعاً خلو سے موصوف کر دیتے ہیں۔

مثالیں:

ا:...... "واذا خلوا الی شیاطینهم۔" (بقرہ:١٤)

ترجمہ: ''اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس۔''

۲:...... "بما اسلفتم فی الایام الخالیة۔" (سورہ حاقہ: ٢٤)

ترجمہ: ''ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام میں کئے ہیں۔''

۳:...... "تلك امة قد خلت" (بقرہ: ١٤١)

ترجمہ: ''یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔'' (بیان القرآن)

بہرحال خلو کے معنی جگہ خالی کرنا خواہ زندہ گزر کر، یا موت سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹ جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے دلائل قطعیہ ہوتے ہوئے اس کو موت کے معنی میں لینا تحریف ہی تو ہے۔

جواب ۲:...... من قبلہ الرسل کی صفت نہیں ہے جس کے بعد معنی یہ ہوں کہ محمد سے پہلے کے تمام پیغمبر مر گئے کیونکہ یہ الرسل سے مقدم ہے بلکہ یہ خلت کا ظرف ہے، اب صحیح معنی یہ ہیں کہ محمدؐ سے پیشتر کئی رسول گزر چکے۔

''الرسل'' پر لام تعریف جنس کا ہے کیونکہ استغراق کے معنی لینے کی صورت میں آیت کے جملوں میں تعارض لازم آئے گا، بایں طور کہ و ما محمد الا رسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت رسالت ثابت کی، اور جب خلت من قبلہ الرسل میں الرسل استغراق کے لئے ہوا، اور من قبلہ کا ظرف ہونا ثابت ہو ہی چکا۔ تو اب ترجمہ یہ ہو گا کہ: جتنے اشخاص صفت رسالت سے موصوف تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اس سے نعوذ باللہ آپؐ

رسول برحق ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے لام جنس ماننا ضروری ہے۔

جواب:......اور اگر "علی سبیل التنزل" قادیانی گروہ کی تینوں باتیں مان لی جائیں تو بھی اس سے زیادہ سے زیادہ رسل کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگی نہ کہ بطریق خصوص، اور اس صورت میں یہ آیت ان کی دلیل بننے کے قابل نہیں رہے گی، کیونکہ علم اصول کی کتابوں میں اس قاعدہ مسلمہ کی تصریح ہے کہ کوئی امر خاص دلیل (تخصیص منقولی) سے ثابت ہو، تو اس کے خلاف عام دلیل سے تمسک کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہاں دلائل قطعیہ مخصوصہ سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کی جا چکی ہے۔

قادیانی استدلال:۳:

"ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔" (بقرہ: ۳۶)
ترجمہ: "(از مرزا) تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کر کے مرجاؤ گے۔"

اسی کے ساتھ مرزائی یہ آیت بھی پڑھتے ہیں: "فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون" (اعراف:۲۵) اور ان کے استدلال کا حاصل یہی ہے کہ انسانی زندگی یہیں زمین پر بسر ہونی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ کیسے رہ سکتے ہیں؟ (دیکھئے ازالہ اوہام ص ۲۵۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت جسم خاکی کو آسمان پر لے جانے سے روکتی ہے، کیونکہ "لکم" جو اس جگہ فائدہ تخصیص کا دیتا ہے، اس بات پر بصراحت دلالت کر رہا ہے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا بلکہ زمین سے ہی نکلا، زمین میں ہی رہے گا اور زمین میں ہی داخل ہوگا۔

جواب ا:......کسی مقام کا کسی کے لئے اصل جائے رہائش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عارضی طور پر کہیں اور نہ جا سکے آدمی ہوائی جہاز کا سفر کرتا ہے اور گھنٹوں فضا میں رہتا ہے تو کیا

کوئی احمق کہہ سکتا ہے کہ قرآنی ضابطہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے ایک عرصہ سے خلانوردی کا سلسلہ شروع ہے' جولائی ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ دو آدمیوں نے چاند پر پاؤں رکھے۔ اللہ کی قدرت کہ بہت سی چیزیں جو پہلے بعید از عقل معلوم ہوتی تھیں' سائنسی ایجادات کی بدولت وہ حقائق اور واقعات بن چکی ہیں' تو کیا کہا جائے گا کہ یہ خلائی سفر قرآنی آیات کے خلاف ہیں؟ اگر مرزا صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ "جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا" تو کیا نیل آرم اسٹرانگ اور ایڈون ایلڈرن اور ان کے بعد کئی اور آدمی کوئی فرشتے تھے کہ خلائی مسافت طے کر کے چاند تک پہنچے؟ تو آیت کریمہ کا ضابطہ اپنی جگہ پر درست ہے مگر اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے، کیونکہ وہ عارضی طور پر آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، بہر حال وہ بھی مقررہ وقت پر پھر زمین پر آئیں گے اور دیگر انسانوں کی طرح وفات پا کر زمین میں دفن ہوں گے۔

جواب ۲:...... علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ملائکہ سے مشابہت تھی، لہٰذا ان کو آسمان پر اٹھایا جانا، اور زیر بحث آیت کے حکم سے ان کا خارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔ رہی احادیث مبارکہ تو ایک صحیح حدیث قادیانی قیامت تک مسیح علیہ السلام کی وفات پر پیش نہیں کر سکتے، جو پیش کرتے ہیں یا موضوع ہیں یا مجروح ہیں یا مجہول ہیں، ایک بھی صحیح روایت وہ اپنے مؤقف پر پیش نہیں کر سکتے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔

یہ ہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے، اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شہادت القرآن کا مطالعہ کیا جائے، جو مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی تصنیف ہے، اس سے بھی زیادہ عام فہم کتاب حیات عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی ہے، جو 'احتساب قادیانیت جلد دوم' میں شامل ہے۔

سوال ۹...... رفع ونزول جسم عنصری کے امکان عقلی کو

بیان کرتے ہوئے اس کے نقلی نظائر پیش کریں نیز رفع ونزول کی حکمتیں بیان کریں؟

جواب:...... مرزا صاحب اوران کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ :

''عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا کر مدفون ہو چکے اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷ ج اتقطیع خورد روحانی خزائن ص ۱۲۶ ج ۳)

قرآن وسنت سے رفع ونزول نہ صرف ثابت ہے بلکہ اس کے نظائر بھی موجود ہیں، مثلاً:

۱:...... یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسماں سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔

۲:...... جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے''ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم۔''

۳:...... جعفرؓ بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے، اسی وجہ سے ان کو جعفر طیارؓ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے:

''اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللہ بن جعفرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هنيئاً لك ابوك يطير مع الملائكة فی السماء۔''

(وکذافی فتح الباری ص ۶۲ ج ۷ زرقانی شرح مواهب ص ۲۷۵ ج ۲)

ترجمہ: ''امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفرؓ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ
ارشاد فرمایا کہ اے جعفرؓ کے بیٹے عبداللہؓ، تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ
فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں
یہ ہے کہ جعفرؓ، جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے) ان ہاتھوں
کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو باز و عطا فرما دیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفرؓ الذی یضحی و یمسی
یطیر مع الملائکۃ ابن امی

ترجمہ: ''وہ جعفرؓ کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے
وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے۔''

۴:...... اور علیٰ ہذا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بیر معونہ میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب ص ۷۸ ج ۲ میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

''دعانی الی الاسلام مارایت مَن مقتل عامر بن فہیرۃ
ورفعہ الی السماء''۔

ترجمہ: ''عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا
میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔''

ضحاکؓ نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا،

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فان الملائكة وارت جثته وانزل في عليين"۔

ترجمہ: ''فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے''۔

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقیؒ اور ابونعیمؒ دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔ (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامۃ السیوطی ص: ۱۷۴)

اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

۵:...... واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہؓ وہاں پہنچے اور خبیب کی نعش کو اتارا دفعتاً ایک دھماکہ سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی، عمرو بن امیہؓ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا، اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا، اس روایت کو امام ابن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ص ۷۳ ج ۲)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا، اور ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا۔ انتہی۔

۶:......علمأ انبیأ کے وارث ہوتے ہیں اولیأ کا الہام وکرامت انبیأ کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے:

ومما یقوی قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبیهقی والطبرانی وغیرهم من حدیث جابر ان طلحة اصیبت انامله یوم احد فقال حس فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو قلت بسم الله لرفعتك الملائکة والناس ینظرون الیك حتی تلج بك فی جوالسماء شرح الصدور ص:۲۵۸ طبع بیروت ۹۹۳ء سن طبع ...... واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموتی عن زید بن اسلم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کهف جبل وکان اهل زمانه اذا قحطو استغاثوا به فدعا الله فسقاهم فمات فاخذوا فی جهازه فبینا هم کذلك اذا هم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی انتهی الیه فقام رجل فاخذه فوضعه علی السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیه فی الهواء حتی غاب عنهم" (شرح الصدور ص ۲۵۷ طبع بیروت ۱۹۹۳ء سن طبع)

ترجمہ: ''شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ''حس'' یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے ''حس'' کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے......ابن ابی الدنیا

نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا، جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہو گیا، لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا، ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔"

۷:......اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک ص۴۶۴ ج۳ طبع بیروت)

مقصد ان واقعات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہ نے اپنے محبین و مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و سالم فرشتوں سے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے، تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔ ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے، نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنی خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان

پر اٹھالیتا ہے۔غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔

نزول کی حکمتیں:

۱:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماً نے یہ بیان کی کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کر دیا کما قال و قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا۔اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کر دیا وہ سب غلط ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے ان کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام صفحہ: ۳۵۷ جلد ۱۰ پر مذکور ہے۔

۲:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور قیامت سے کچھ روز پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے۔

۳:......نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف مشیر ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے۔حضرت مسیح

علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے، اس لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام
نشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۴:......اور بعض علماً نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاؑ سے
یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی
ضرور مدد کرنا۔ کما قال تعالیٰ: لتومنن به ولتنصرنه، اور انبیاؑ بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر
اٹھایا تا کہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرمائیں کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ پر
سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس
وقت نازل ہوں گے تا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت کا جو وعدہ تمام انبیاؑ
کر چکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اور باقی انبیاؑ کی طرف سے وکالتاً ایفا فرمائیں
، فافهم ذلك فانه لطيف۔

سوال ۱۰:...... حیات مسیح پر قادیانی جو عقلی وساوس و شبہات پیدا کرتے ہیں ان میں سے تین کو ذکر کر کے ان کا جواب دیں؟

جواب:......

قادیانی اشکال نمبر ا:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں تو وہاں کھاتے کیا ہوں گے؟

جواب: ا:...... جب آدمی عالم دنیا سے عالم بالا میں پہنچ جاتا ہے تو پھر اس پر وہاں

لوازمات روحانیہ طاری ہوجاتے ہیں اور دنیاوی عوارض اس کو لاحق نہیں ہوتے۔ یوں سمجھیں کہ اِس دنیا میں جسم غالب، اُس جہاں میں روح غالب جسم مغلوب۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں کے حالات کے مطابق روحانی غذا ملتی ہے۔ پس وہ کیا کھاتے ہوں گے؟ یہ اشکال باقی نہ رہا۔

۲:...... اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا خود قرآن کریم میں مذکور ہے: ''و لبثوا فی کھفھم ثلث مائة سنین و ازدادو تسعا۔'' (الکھف:۲۵)

۳:...... حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو شدید قحط ہوگا اور اہل ایمان کو کھانا میسر نہ آئے گا، اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس وقت اہل ایمان کا کیا حال ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''یجزئھم مایجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس'' (مشکوٰۃ ص ۴۷۷) یعنی اس وقت اہل ایمان کو فرشتوں کی طرح تسبیح و تقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔

۴:...... اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرمؐ کئی کئی دن کا صومِ وصال رکھتے اور یہ فرماتے: ''ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی'' (بخاری ص:۱۰۱۲ ج ۲) تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو 'صوم وصال' میں میری برابری کرے، میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے یہ غیبی طعام میری غذا ہے معلوم ہوا کہ طعام و شراب عام ہے خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔ لہٰذا و ماجعلنھم جسدا لا یاکلون الطعام سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام و شراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔ اس لئے کہ طعام و شراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔

۵:...... حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں آسمانوں پر خوراک دنیوی نہ تھی۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام نفحہ جبرئیل سے پیدا ہونے کے باوجود جبرئیل امین کی طرح تسبیح و تہلیل سے زندگی کیوں نہیں بسر فرماسکتے؟ کما قال تعالیٰ: ''ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم'' (آل عمران:۵۹)، جو آدم علیہ السلام آسمانوں پر کھاتے تھے وہی عیسیٰ علیہ السلام کھاتے

ہیں۔

۶:......حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے ان کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد: ''فلولا انه كان من المسبّحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون'' (الصٰفٰت ۱۴۳،۱۴۴) اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبّحین میں سے نہ ہوتے تو اسی طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے پئے زندہ رہتے۔

قادیانی اشکال نمبر۲:......جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچ جاتا ہے وہ محض نادان ہو جاتا ہے، کما قال تعالیٰ: ''ومنكم من يرد الى ارذل العمر لكيلا يعلم بعد علم شيئاً۔'' (النحل:۷۰)

جواب: ۱:......ارذل العمر کی تفسیر میں اسی یا نوے سال کی قید مرزا صاحب نے اپنی طرف سے لگائی ہے، قرآن وحدیث میں کہیں قید نہیں۔

۲:......اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہو گئے۔

۳:......اور علیٰ ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوحؑ علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

قادیانی اشکال ۳:......زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواب: ۱:......سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے، اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں، علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۲:......جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارضی پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے جیسا کہ سبع شداد ص ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ: جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔

۳:......شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لحظوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟

۴:...... آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت، سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے' کما قال تعالیٰ:

"قال الذی عنده علم من الکتب انا اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك فلما راه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی۔" (النمل: ٤٠)

۵:......اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی کما قال تعالیٰ: "وسخرنا له الریح تجری بامره"۔

۶:...... آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ ہزار میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا

بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی، کسی بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا اس لئے وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

قادیانی اشکال ۴:......مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے، اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے۔'' (ازالہ الاوہام ص ۴۷ ج ا روحانی خزائن ص ۱۲۶ ج ۳)

نوٹ:...... یہ طبقۂ ناریہ اور کرۂ زمہریر وغیرہ قدیم فلاسفۂ یونان کے خرافاتی نظریات ہیں جو موجودہ سائنس کی رو سے بالکل غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ انسان کے چاند پر اترنے کے بعد وہاں زمینوں کی الاٹمنٹ شروع ہو گئی تھی۔ تو ان خلائی سفروں میں کہاں کا کرۂ نار اور کہاں کا طبقۂ زمہریر؟ آج کی پڑھی لکھی دنیا میں یونانی غرافات پیش کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ اس کے علاوہ چلئے حضرات انبیأ علیہم السلام کی سوانح سے بھی اس کا جواب سن لیجئے:

جواب ۱:......جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکۃ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عبور ومرور ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور نزول ہوا ہے، اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط ونزول بھی ممکن ہے۔

۲:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے کما قال تعالیٰ: ''اذ قال الحواریون یعیسی بن مریم ھل یستطیع ربك ان ینزل علینا مائدة من السماء (الی قوله تعالیٰ) قال عیسیٰ بن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا لا ولنا واخرنا وایة منك وارزقنا وانت خیر الرازقین قال الله انی منزلها علیکم''، پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ

سے گزر کر ہوا ہے۔ مرزا صاحب کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بنا پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیاءؑ و مرسلین کی آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔

۳:...... کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ السلام کی طرح برد اور سلام نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے:

"انما امره اذا اراد شیأ ان یقول له کن فیکون، فسبحان ذی الملك الملکوت و العزة الجبروت امنت بالله و کفرت بالطاغوت"۔

ایک ایٹم بم حوالہ:

اس بحث کو ختم کرنے سے قبل دو حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ پہلے حوالہ میں مرزا قادیانی صراحت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کرتا ہے، دوسرے حوالہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات آسمانوں پر مانتا ہے۔ ان حوالہ جات سے آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ جب کوئی مرزائی حیات مسیح پر اشکال کرے کہ مسیح علیہ السلام آسمانوں پر کیسے گئے تو فوراً آپ کہہ دیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام گئے تھے۔ وہ پوچھے عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کیا کھاتے ہوں گے، آپ کہہ دیں کہ جو موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔ حیات مسیح پر تمام اشکالات کا حل اور الزامی جواب یہ حوالہ جات ہیں۔ مرزا لکھتا ہے:

۱:...... "هل حیات کلیم الله ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرء فی القرآن ما قال الله تعالیٰ عز و جل فلا تکن فی مریة من لقائه۔ و انت تعلم ان هذه الایة نزلت فی موسیٰ

فھی دلیل صریح علیٰ حیات موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہ الایات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتّٰی۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۵۵ روحانی خزائن ص ۲۲۱ ج ۷)

۲:...... "ھذا ھو موسیٰ فتیٰ اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن انہ حیٌّ فی السماء و لم یمت و لیس من المیتین۔" (نور الحق ص ۵۰ روحانی خزائن ص ۶۹ ج ۸)

۱:...... پس جب بھی قادیانی، حیات عیسیٰ پر اشکال کریں آپ اس کا الزامی جواب دے دیں جو حوالہ جات بالا سے ثابت ہے۔

۲:...... یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بدنصیب ایسا بدبخت شخص تھا جو ہر بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا جہاد جاری ہے، مرزا نے کہا جہاد حرام ہے۔ آپؐ نے فرمایا نبوت بند ہے، مرزا نے کہا جاری ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، مرزا نے کہا کہ فوت ہوگئے۔ آپ کی امت کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے، مرزا کہتا ہے آسمان پر زندہ ہیں، تو جو شخص ہر بات میں آپ کی مخالفت کرے وہ ابلیس سے بھی بڑا کافر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کذب مرزا

سوال ا:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے مختصر حالات تحریر کریں جس میں اس کے دعوئ نبوت تک پہنچنے کے تدریجی مراحل کا باحوالہ بیان ہو؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب:

نام ونسب: مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے:

''میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے، اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔''

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۳۴ روحانی خزائن ص ۱۶۲، ۱۶۳ ج ۱۳)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی کا آبائی وطن قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ہے اور تاریخ پیدائش کے سلسلہ میں اس نے یہ وضاحت کی ہے:

''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔''

(کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

تعلیم:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں ہی رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، جس

کی قدرے تفصیل خود اس کی زبانی ملاحظہ ہو:

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر (استاذ کا احترام ملاحظہ ہو...... ناقل) رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔''

(کتاب البریہ برحاشیہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳ روحانی خزائن ص ۱۷۹ تا ۱۸۱ ج ۱۳ برحاشیہ)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا، اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا، حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت ۴۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا تھا اس کے لئے درجہ ذیل تصریح ملاحظہ ہو:

''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴ روایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا منظورِ نظر:

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت و تعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب ''ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء

سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقتِ اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز:

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے، اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے، جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا:

۱۸۸۰ء سے مرزا نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱:...... ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲:...... ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳:...... ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴:...... ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵:...... ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ:

"خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔"

(اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ:

"جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو

خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ:

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔"

(نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶

و کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ:

"الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤهم" (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے) (تذکرہ ص ۴۴، ضرورۃ الامام ص ۳۱ در روحانی خزائن ص ۵۰۲ جلد ۱۳، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

"یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة یامریم اسکن انت وزوجك الجنة یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة نفخت فيك من لدنى روح الصدق"

ترجمہ: "اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔"

(تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح:

"مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور

داؤد وغیرہ نام بیان کیے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۱۷، ۲۷ حاشیہ)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ:

الہام: ''انی فضلتك علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا''۔ (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں)

(تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰/ دسمبر ۱۸۸۴ء

اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ء توحید و تفرید کا دعویٰ:

الہام: ...... ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔''

(تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔'' (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

۱۸۹۱ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ:

''اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔''

(تذکرہ ص ۲۷ اطبع سوم تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ:

الہام: ...... ''جعلناك المسیح بن مریم'' (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔''

(تذکرہ ص ۱۸۶ طبع سوم ازالہ اوہام ص ۶۳۴ در روحانی خزائن ص ۴۴۲ جلد ۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ درروحانی خزائن ص ۲۴۰ جلد ۱۸)

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ:

الہام:......"انما امرك اذا اردت شياءً ان تقول له كن فيكون۔"

"یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔"

(تذکرہ ۲۰۳ طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ درروحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

"بشرنی وقال ان المسيح الموعود الذی يرقبونه والمهدی المسعود الذی ينتظرونه هوانت۔"

ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔"

(تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجہ ص ۳ درروحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ:

"سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔"

(ضرورۃ الامام ص ۲۴ درروحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ:

"جب کہ میں بروزی طور پر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت کا دعویٰ:

۱:...... انا انزلناہ قریباً من القادیان ...... الخ

ترجمہ: ”ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ درروحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴/ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم)

۲:...... ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱ درروحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳:...... ”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ درروحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

۴:...... ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ درروحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴ درروحانی ج ۱۷ ص ۷۳)

۵:...... ”وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔“ (دافع البلاء ص ۵ درروحانی خزائن ص ۲۲۵، ۲۲۶ ج ۱۸)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ:

۱:...... ”قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ای مرسل من الله“

ترجمہ: ”اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔“

(اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

۲:...... ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما

ارسلنا الی فرعون رسولاً۔"

ترجمہ: "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۱ اور روحانی خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۳:...... "اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا، پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: "قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم" یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفا احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔"

(اربعین نمبر۴ ص۶ در روحانی خزائن ص۴۳۵، ۴۳۶ ج۱۷)

۴:...... "یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔"

(اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر)

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ اور روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۵:......"فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلك الی قوم مفسدین وانی جاعلك للناس اماما وانی مستخلفك اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین۔" (انجام آتھم ص ۷۹ در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

"ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھره علی الدین کله" (اعجاز احمدی ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"

(انجام آتھم ص ۶۲ در روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان سبھی دعاوی کے صرف دو محرکات ہیں:

الف:......مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

ب:......مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

نوٹ:......ان ہی دو وجوہات کو عوام کے سامنے بیان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں تاکہ عوام کا ذہن اس بات کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند بانگ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں بلکہ صرف صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔

سوال ۲: ...... ایمان کی تعریف کریں؟ ضروریات دین کس کو کہتے ہیں؟ کفر کا کیا معنی ہے؟ "کفر دون کفر" کسے کہتے ہیں؟ نیز کافر، ملحد، مرتد، زندیق اور منافق ہر ایک کی تعریف کریں اور بتائیں کہ قادیانی کس زمرہ میں داخل ہیں؟ لزوم کفر اور التزام کفر کو واضح کرتے ہوئے مرزائیوں کے اس شبہ کا جواب دیں کہ قادیانیوں

کی تکفیر کرنے والوں نے آپس میں بھی ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے؟

جواب:

ایمان کی تعریف:

لفظ ایمان امن اور امانت سے مشتق ہے، لغت میں ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں کہ جس خبر کا ہم نے مشاہدہ نہ کیا ہو اور محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ اور اعتماد پر اس کو تسلیم کر لیا ہو، اور اصطلاح شریعت میں انبیاءؑ کرام علیہم السلام پر اعتماد اور بھروسہ کر کے احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں، مثلاً فرشتوں کو بغیر دیکھے محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ماننے کا نام ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ماننا یہ ایمان نہیں، کیونکہ یہ ماننا اپنے مشاہدہ پر مبنی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد اور بھروسہ پر نہیں۔ واضح ہو کہ فقط یقینی علم کا نام ایمان نہیں بلکہ اپنے ارادے اور دل سے اس کو ماننا بھی ضروری ہے، جس کو تسلیم کہتے ہیں۔

نوٹ:...... اس موضوع پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب ''اکفار الملحدین'' لاجواب کتاب ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اسی سے اکتساب کیا ہے۔ دیکھئے احتساب قادیانیت جلد دوم۔

ضروریات دین کی تعریف:

ضروریات دین اصطلاح شریعت میں ان قطعی اور یقینی امور کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر قطعی طور پر ثابت ہوں اور حد تواتر یعنی شہرت عام کو پہنچ چکے ہوں کہ عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں۔ ایمان اور اسلام کے لئے ان امور کا تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

تاویل وہاں معتبر ہے جہاں کوئی اشتباہ ہو اور قواعد عربیت اور قواعد شریعت میں اس کی گنجائش ہو یعنی وہ تاویل کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو اور جو حکم شرعی ایسی دلیل سے ثابت ہو جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہو، اس میں تاویل معتبر نہیں

بلکہ ایسے امور میں تاویل کرنا انکار کے ہم معنی ہے۔

کفر کی تعریف:

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نبی کے بھروسہ اور اعتماد پر بے چوں وچرا تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی ایک بات کو نہ ماننا' جو ہمیں قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہنچی ہو، اس چیز کو نہ ماننے کا نام کفر ہے۔ قطعی اور یقینی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ دین کے احکام ہم تک دو طریق سے پہنچے ہیں، ایک بطریق تواتر اور ایک بطریق خبر واحد، تواتر اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک علی الاتصال اور مسلسل اس طرح پہنچی ہو کہ ہر دور میں ایک جماعت اس کو روایت کرے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک نسلاً بعد نسل ہر زمانہ کے مسلمان اس کو نقل کرتے چلے آ رہے ہوں۔ ایسی شئ قطعی اور یقینی ہے جس میں احتمال خطا اور نسیان کا نہیں، ایسے قطعی اور یقینی اور متواتر امور کا انکار کفر ہے، اور جو امور خبر واحد سے ثابت ہوں ان کا انکار کفر نہیں۔

کفر دون کفر:

کفر کا اطلاق کبھی کفر فرعی یعنی غیر اصلی پر بھی ہوتا ہے جیسے: "سباب المسلم فسوق و قتاله كفر" اس کو کفر دون کفر کہتے ہیں۔ ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت کہا گیا ہے نور کی مثال خالص دن اور کفر کی مثال خالص رات کی سی ہے۔ اب دن اور رات کے بعد درمیانی حصہ مثلاً صبح صادق وغیرہ نہ تو خالص دن ہے اور نہ خالص رات یہی مثال کفر دون کفر کی ہے۔

لزوم کفر:

غیر ارادی طور پر کہیں ایسی بات کہہ ڈالی جو کفریہ بات تھی، جیسے داڑھی کا مذاق اڑایا، مگر اسے ایسی بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ کفر ہے لیکن اس کے اس فعل سے کفر لازم آ گیا، اسے لزوم کفر کہتے ہیں۔

التزام کفر:

ایک آدمی نے جان بوجھ کر کفریہ کلمہ کہا جیسے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے، وحی نبوت جاری ہے، اگر جان بوجھ کر، عقیدۃً وارادۃً کہا تو کفر کا التزام کیا۔لزوم کفر کم درجہ کا کفر ہے، التزام کفر شدید بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے۔تمام قادیانی ان کفریہ عقائد ونظریات کا عقیدۃً وارادۃً ارتکاب کر کے التزام کفر کرتے ہیں۔فاؤلئك هم الكافرون حقا۔

کافر:

لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں، اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

ملحد وزندیق:

جو امور بدیہی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا' جو اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوں' قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقہ ہے، اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو الفاظ تو اسلام کے کہے، مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے جس سے ان کی حقیقت ہی بدل جائے' جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا اور ذکر کے معنی مراد ہیں، اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں، اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے، ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔

غرض زندیق وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

زندیق کا حکم:

زندیق کے بارے میں امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: اس کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر

زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے، اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ص ۶۶۷، ۶۶۸ ج اول)

مرتد:

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں، اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی ''مفردات'' میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ھو الرجوع من الاسلام الی الکفر" (اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے)۔

مرتد کا حکم:

چاروں فقہوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے یعنی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ' اسلام سے پھر جائے۔ اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور اسے سمجھایا جائے، اگر بات اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے، تو بہت اچھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے، یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق:

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں' یا مومن یا کافر (کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا' اب کسی کے دل کا حال کیسے معلوم ہو؟)

قادیانیوں کا حکم:

قادیانی زندیق ہیں، وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو عین اسلام کہتے ہیں، اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو عین اسلام ہے، اسے عین کفر کہتے ہیں' قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا، ان کا عام کافر کا حکم نہیں ہوگا' اس لئے کہ

ان کا یہ جرم یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔
الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں، خواہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں، یا ان کے بقول پیدائشی قادیانی ہوں، قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے، یعنی مرتد اور زندیق کا، کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں، اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو، اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کیلئے ''کافر کون؟ مسلمان کون؟'' رسالہ از حضرت کاندھلویؒ مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کی باہم تکفیر بازی:

قادیانی اپنے کفر بواح سے توجہ ہٹانے کے لئے مغالطہ دیتے ہیں کہ جو علماً ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے فتوؤں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس مغالطے کے جواب کے لئے درجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں:

۱:...... علماء کا کام کافر بنانا نہیں کافر بتانا ہے۔ باقی غیر محتاط حضرات کے فتویٰ کے بارے میں عرض ہے کہ امت کے باہمی تکفیر کے یہ تمام فتویٰ اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے، اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماً نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے، جو اس قسم کے فتوؤں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا معدودے چند متشددین، عجلت پسند اور وغیر محتاط افراد کے چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک ایسا عنصر رہا ہے، جس نے دوسرے مکتب فکر کی مخالفت میں اتنا تشدد روا رکھا ہے کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے۔ لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماً کرام کی رہی ہے۔ جنہوں نے ان اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس

کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی احتیاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے۔

۲:...... مسلمان مکاتب فکر کا باہمی اختلاف واقعات کا اختلاف ہے' قانون کا اختلاف نہیں; جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے، تو ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں ان چند متشددین کے باہمی نزاعی فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔ ان مسلمان فرقوں کی باہمی فرقہ بندیوں کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا گیا ہے اور ان کے اختلافات کا شور مچا مچا کر قادیانیوں جیسے باطل طبقات نے اپنے کفریہ، باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں، ورنہ یہی وہ مسلمان فرقے تھے:

الف:...... جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیاد طے کرنے کے لئے جمع ہوئے تو کسی ادنی اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے، جن کو "بائیس نکات" کہا جاتا ہے۔

ب:...... ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترجیحات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں، جبکہ یہ کام پہلے سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا۔

ج:...... ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہی تمام مکاتب نے متفقہ مؤقف اختیار کیا۔

د:...... ۱۹۷۲ء میں دستور پاکستان (جو ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا) میں اسلامی شقوں کو درج کرانے کے لئے یہ تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوئے۔

ہ:...... ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں یہ تمام مکاتب فکر یک جان و یک زبان متفق و متحد نظر آتے ہیں، اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں:

اول:...... یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوم:...... یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو ان اختلافات کو اپنے دائرے

میں رکھتا ہے۔ اور آپس کے اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا، ورنہ اس قسم کے تمام مکاتب فکر کے باہمی اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

سوم :...... یہ کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد جو واقعتاً کفر و ایمان میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

۳:...... اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا؟

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ اور کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے کبھی غلطی نہیں ہو جاتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان بشرطیکہ وہ عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو، یہ کہہ سکتا ہے کہ: ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہئے؟ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں کو تالے لگا دیئے جائیں، یا ججوں کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے؟ کیا مکانات اور سڑکوں کی تعمیرات میں انجینئرز غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں ہوئیں تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اب اسلام و کفر کے فیصلے قرآن و سنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔

علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کیا خوب بات کہی کہ:

> ”مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں، اگرچہ وہ دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہوں۔“ (حرف اقبال ص ۱۲۷ مطبوعہ المنار اکادمی لاہور ۴۷)

سوال ۳۳:...... قادیانیوں کی وجوہ تکفیر کون کون سی ہیں؟ کیا قادیانی اہل قبلہ شمار ہوتے ہیں، نیز بتائیں کہ قادیانی اور دوسرے کافروں میں کیا فرق ہے؟ قادیانیوں کا حکم کیا ہے؟ قادیانی اگر مسجد بنائیں یا مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر:

شہرۂ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے چھ وجوہ کفر متعین فرمائے تھے:

۱:...... ختم نبوت کا انکار۔

۲:...... دعویٰ نبوت، اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاءؑ کی تھی۔

۳:...... ادعائے وحی، اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴:...... عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔

۶:...... عام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ص ۱۴۷ ج ۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں، جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں، اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ: ”حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔“ (احتساب قادیانیت ج ۲ ص ۱۱)

اب ہم ذیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف سے متعین کردہ وجوہ کفر و ارتداد قادیانیت پر مختصراً دلائل عرض کرتے ہیں:

۱:...... ختم نبوت کا انکار:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث کے

تواتر اور امت کے اجماع سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا انکار ختم نبوت کی صریح دلیل ہے، جبکہ ختم نبوت کا منکر قطعی کافر ہے، اس سلسلہ میں ایک حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

"وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة، واجمعت عليه الامت فيكفر مدعى خلافه و يقتل ان اصر۔" (روح المعانی ج ۸ ص ۳۹ زیر آیت خاتم النبیین)

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اور احادیث نے کھول کر سنا دیا اور اس پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا، اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔"

۲:......مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

ا:...... "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲:...... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔"

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۳:...... "صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰ خزائن ص ۱۵۴ ج ۲۲)

۴:......"قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا۔"

(تذکرہ ص ۳۵۲ مجموعہ الہامات مرزا)

۵:......"انا ارسلنا اليكم رسولاً شاهداً كما ارسلنا الى فرعون رسولا"۔ (مجموعہ الہامات مرزا تذکرہ ص ۶۱۰)

۳:......ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

ا:...... "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر

اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔''

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۰ خزائن ص۲۲۰ ج۲۲)

۲:...... ''آنچہ من بشنوم زوحی خدا

بخدا پاک دانمش زخطاء

ہمچوں قرآن منزہ اش دانم

از خطاہا ہمین است ایمانم

بخدا ہست ایں کلام مجید

از دہان خدائے پاک و وحید

و آن یقین کلیم بر تورات

آن یقین ہائے سید سادات

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین

ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

ترجمہ: ''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں، قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔''

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ص۴۷۷ ج۱۸، از مرزا قادیانی)

۳:...... ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری

حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۱۹ از مرزا قادیانی)

یہاں پر مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر صرف تین حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے، اور تیسرے حوالہ میں مرزا قادیانی نہ صرف اپنی وحی کو قرآن کی سطح پر لایا ہے بلکہ اس نے احادیث کی بھی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

۴:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

۱:...... "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸ از مرزا قادیانی)

۲:...... "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

۳:...... "اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (کشتی نوح ص ۵۶ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۰)

۴:...... "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں، اور یہ بھی فرمادیا

کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۵ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

آخری حوالہ میں عبارت کے اس حصہ پر بھی توجہ فرمائیں کہ: "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا" کیا نعوذ باللہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کی کتاب تھی؟ ایسا کہنا بذات خود مستقل کفر ہے۔

۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

مرزا نے اپنی تصنیفات میں تقریباً تمام انبیاً کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین و تنقیص کی ہے۔ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں اور توہین پر مشتمل مرزا کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

ا:...... "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام "محمد" اور "احمد" رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

۲:...... "اس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ص ۱۸۳ ج ۱۹)

۳:...... "مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں

ہو کر میں (مرزا) ہوں۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴ خزائن ص ۴۴۵، ۴۴۶ ج ۱۷)

۴:..... "اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا (مرزا) وجود اس (آنحضرتؐ) کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنیٰ: آخرین منھم کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ص ۲۵۸، ۲۵۹ ج ۱۶)

5:...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار" اس وحی میں میرا (مرزا) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

۶:...... امت محمدیہ کی تکفیر:

(۱)...... "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷ طبع سوم از مرزا قادیانی)

(۲)...... "کفر دو قسم پر ہے اول یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوم یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور

سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹، خزائن ص ۱۸۵ ج ۲۲)

اسی طرح مرزا محمود اور مرزا بشیر احمد غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والوں کے بارے میں لکھتا ہے:

(۳)...... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵، از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

(۴)...... ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

قادیانی اور اہل قبلہ:

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو سچا مانتے ہوں' وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں، اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو، وہ اہل قبلہ ہے' چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو' کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہذا اہل قبلہ وہ کہلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں وہ اہل قبلہ ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں، وہ کافر ہیں جیسے عیسائی، یہودی لیکن قادیانیوں اور عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں، مگر ان کے نبی عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں ان کا نبی بھی جھوٹا تھا، اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو بطور اہل کتاب یا ذمی کے تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے "قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق" مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اوّل از حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا مطالعہ کریں)

قادیانی عبادت گاہ:

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڈہ قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے انہدام و احراق کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "قادیانی اور تعمیر مسجد" مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:

جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی اور چوڑھے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں، اگر وہ چوری چھپے دفن کردیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری

ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے ''قادیانی مردہ'' تحفہ قادیانیت جلد اول)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے احکام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

کفر کے دنیوی احکام:

۱:...... ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو، یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔ کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحتاً مذکور ہے اور علماً نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

۲:...... کافروں کو بچی دینا حرام ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ کافروں سے بچی لینا حرام ہے۔

۳:...... کافر، مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

۴:...... کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''لا تصل علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وما توا وهم فاسقون''

ترجمہ: ''اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان۔''

۵:...... مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں، وہ وقت طلب رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

۶:...... مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں اگرچہ قریبی رشتہ دار ہوں، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ ......الا یۃ"

ترجمہ: "لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگر چہ وہ ہوں قرابت والے۔"

۷:......کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

۸:......کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

۹:...... جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں، ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

۱۰:...... جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: "لا اکرمھم اذا اھانھم الله ولا اعزھم اذا اذلھم الله ولا ادنیھم اذا اقصاھم الله تعالیٰ۔" (اقتضاء الصراط المستقیم)

ترجمہ: "فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا، ان لوگوں کی ہرگز عزت نہ کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا، جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔"

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "مسلمان اور کافر" مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص ۴۲۹، ۴۳۱ ملخص احتساب قادیانیت ج ۲)

سوال ۴: ...... خصوصیات اوصاف نبوت کیا کیا ہیں؟ مرزا قادیانی کی زندگی اور اوصاف نبوت میں تضاد کو واضح کریں؟ نیز ان اوصاف کا مرزا قادیانی کی زندگی سے موازنہ

کریں اور ثابت کریں کہ مرزا قادیانی میں ان اوصاف میں سے کسی بھی وصف کی کوئی ادنیٰ جھلک پائی جاتی تھی؟

جواب:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بہت سی خصوصیات و اوصاف سے نوازتے ہیں جن میں سے چند ایک کو ذکر کر کے ہم موازنہ پیش کرتے ہیں:

۱:...... نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل العقل ہو بلکہ اکمل العقل ہو تا کہ وحیٔ الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے، وہ عقل وفہم میں اس درجہ بلند ہو کہ اس زمانہ میں کوئی اس کی نظیر نہ ہو، ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل کسی نبی کے عقل سے بڑھ کر ہو، عقل اور دانائی میں نبی اتنا برتر و بالاتر ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عاقل کی عقل ان کے ہم پلہ اور پاسنگ نہیں ہو سکتی جبکہ مرزا قادیانی "دائیں اور بائیں" جوتے کی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۶۷ روایت ۸۳)

۲:...... نبوت کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس کا حافظہ صحیح اور درست ہو، نہ صرف یہ بلکہ کامل الحفظ اور اکمل الحفظ ہو، جبکہ مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ "مجھے مراق ہے۔"

(ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

نیز یہ کہ اس نے اپنے ایک مرید کو خط لکھا کہ:

"میرا حافظہ بہت خراب ہے، اگر کئی دفعہ کسی سے ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔"

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۲۱)

۳:...... نبوت کا تیسرا وصف یہ ہے کہ نبی ایسا کامل اور اکمل العلم ہو کہ امت کے حیطہ ادراک سے بالا اور برتر ہو، مرزا کے علم کا یہ عالم تھا کہ "وہ ماہ صفر کو اسلام کا چوتھا مہینہ قرار دیتا ہے۔"

(تریاق القلوب ص ۴۲ روحانی خزائن ص ۲۱۸ ج ۱۵)

۴:...... نبوت کا چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ عصمت کاملہ و مستقرہ رکھتا ہو، مرزا قادیانی

کے متعلق خود اس کے مریدوں کا اقرار ہے کہ ''وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتا تھا۔''

(خطبہ مرزا محمود صاحب مندرجہ اخبار الفضل ۳۱/ اگست ۱۹۳۸ء)

مرزا قادیانی ''غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبوایا کرتا تھا۔''

(سیرت المہدی ص ۲۱۰ ج ۳ روایت ۷۸۰)

۵:......نبوت کا پانچواں وصف یہ ہے کہ نبی صادق اور امین ہو، جبکہ مرزا قادیانی پرلے درجے کا کذاب اور بددیانت تھا۔ اس نے پچاس کتابیں لکھنے کا وعدہ کیا، پچاس کی رقم لی، پانچ کتابیں لکھ کر اعلان کر دیا کہ: ''پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہوا' اس لئے کہ پچاس میں اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ روحانی خزائن ص ۹ ج ۲۱)۔ چنانچہ مرزا نے جھوٹ بولا اور بددیانتی سے لوگوں کا مال کھایا۔ ان کی دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

مرزا صاحب کی دروغ گوئی کا نمونہ:

یہ بات ذہن میں رہے کہ ''راست بازی'' نبی کے لئے وصفِ لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے جو قریش مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ بھی آپؐ کے سچ بولنے (صدق وامانت) کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ما جربنا علیہ الا صدقاً۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فانهم لا یکذبونك و لکن الظلمین بایات اللہ یجحدون ''مگر مرزا صاحب کا یہ حال ہے کہ متعدد جگہ وہ اپنے بارے میں وحی نقل کرتے ہیں کہ: ''و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی '' (اربعین نمبر ۲ ص ۳۹ اربعین نمبر ۳ ص ۴۳) اس کے باوجود وہ عرب کے نامور دروغ گو ابوالحسین کذاب کو مات دے جاتے ہیں۔ ان کی کذب بیانی اور دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

۱:......''ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماً کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا' وہ اس کو کافر قرار دیں گے

اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔"
(اربعین نمبر۳ ص ۲۰، ۲۱)

بتائیے یہ پیش گوئیاں قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ اور حدیث کی کون سی کتاب میں ہیں؟ مرزا صاحب نے تین سطروں میں پانچ جھوٹ بول دیئے۔

۲:...... یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔" (کشتی نوح ص ۹)

۳:......"وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ:"ھذا خلیفۃ اللہ المھدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱)

بخاری شریف کا جو نسخہ ہندو پاک میں رائج ہے وہ ۱۱۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ کوئی ہمیں بتائے کہ بخاری شریف کے کون سے صفحہ پر اور کس عنوان کے تحت یہ حدیث درج ہے؟

۴:......"صحیح بخاری یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پاگئے۔"
(کشتی نوح ص ۸۷)

جی کون سا صفحہ؟ کون سا باب؟

۵:......"میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت (یعنی مسیح موعود کی آمد کے وقت) آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔"
(دافع البلاء ص ۴۴)

توریت اور انجیل تو دور کی بات ہے' قرآن پاک مسلمانوں کے گھر گھر میں موجود ہے۔ چلئے اس میں کوئی دکھادے کہ یہ خبر کس جگہ موجود ہے؟

۶:...... نبوت کا چھٹا وصف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث نہ ہو۔ حدیث متواتر سے ثابت ہے:

"لا نورث ماتر کنا فھو صدقة" (بخاری ج ۱ص ۵۲۶)

نوٹ:...... حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو گیارہ بار اپنی جگہ صحیح میں ذکر فرمایا ہے' مزید تفصیلی حوالہ جات کی فہرست کے لئے موسوعہ اطراف الحدیث ج ۷ص ۲۹۱ دیکھئے بیسیوں حدیث کی کتب میں یہ روایت موجود ہے۔

البدایہ والنہایہ کی ج ۴ص ۳۰۲ پر نحن معشر الانبیاء لانورث ماتر کناہ فھو صدقة ہے جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنے رسالہ شرائط نبوت ص ۱۴ پر نحن معشر الانبیاء لا نرث ولانورث ماتر کنا فھو صدقة روایت نقل کر کے اسے متواترات میں شمار کیا ہے جبکہ مرزا قادیانی نہ صرف اپنے آباؤ اجداد کی جائیداد کے حصول کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمے لڑتا رہا، اور مرزا کی اولاد اس کی جائیدا کی وارث بھی ہوئی۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رئیس قادیان)

۷:...... نبوت کی ایک شرط زہد ہے، یعنی دنیا کی شہوات ولذات سے بے تعلقی، نبوت کا مقصد بندوں کو خدا تک پہنچانا ہے، ظاہر ہے کہ جو خود لذات پرست ہو وہ دنیا کو خدا پرست کیسے بنا سکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی "کنجریوں کے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنے کے لئے مستعد نظر آتا ہے۔" (سیرت المہدی ص ۲۶۱ ج ۱ روایت ۲۷۲) اور اس نے اسے استعمال میں لانے کے لئے دلیل بھی گھڑ لی۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۶۰۷' خزائن ج ۵ص ایضاً)

اسی طرح مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے نام پر مردہ فروشی کی تجارت کو فروغ دیا جو آج بھی قادیانی جماعت کی عقل وخرد پر ماتم کر رہی ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کھاؤ پیو تھا' چنانچہ اس کی خوراک کیا تھی؟ اس پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو' سالم مرغ کا کباب، گوشت مونگرے، گوشت کی بھنی ہوئی بوٹیاں، سوپ، میٹھے

چاول'' اور پتہ نہیں کیا کیا کھاتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۸۲، ۱۸۳) جبکہ مرزا قادیانی کا ایک الہامی نسخہ زد جام عشق ہے جس میں ''زعفران، مشک اور افیون بھی پڑتا تھا۔'' (سیرت المہدی ص ۵۱ ج ۳ روایت ۵۶۹)۔ مرزا قادیانی ''شراب اپنے مریدوں سے منگوایا کرتا تھا'' ملاحظہ ہو ''خطوط امام بنام غلام'' (ص ۵ کالم ۱)۔ مرزا ''مشک اور عنبر استعمال کیا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۷ روایت ۴۴۴)

۸:...... نبوت کا ایک وصف یہ ہے کہ نبی حسب و نسب کے اعتبار سے اعلیٰ و برتر ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی مغل بچہ تھا، اور اس کا خاندان انگریز کا ٹوڈی خاندان تھا، جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے:

> ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (انگریز) کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب نے رئیسانِ پنجاب میں کیا ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔'' (کتاب البریہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۴ ج ۱۳)

۹:...... نبی مرد ہوتا ہے، جیسا کہ نص قرآنی ہے:

"وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم"

جبکہ مرزا قادیانی کو 'مریم ہونے کا اور حاملہ ہونے کا دعویٰ بھی تھا۔

(کشتی نوح ص ۴۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

۱۰:...... نبی خلق عظیم کا مظہر اتم ہوتا ہے، جبکہ مرزا قادیانی ماں بہن کی گالیوں سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے:

> الف:...... ''جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار اسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹)

ب:...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

نیز یہ کہ الف سے یا تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے نہ بکی ہو، لکھنؤ کی بھٹیارن سے بھی زیادہ بدزبان اور بداخلاق تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مغلظات مرزا مؤلفہ مولانا نور محمد خانؒ)

سوال ۵:...... دلائل سے ثابت کریں کہ مرزا انگریز کا ایجنٹ تھا اور انگریز نے اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے اس کو مذہب کا لبادہ اوڑھایا، واضح ہو کہ انگریز مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خائف تھا اور چاہتا تھا کہ مسلمانوں سے یہ جذبہ ختم ہو جائے، آپ واضح کریں کہ مرزا نے انگریز کی خواہش کی تکمیل کس طرح کی؟

جواب:...... مرزا قادیانی جدی طور پر انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے ہمارے مؤقف کی صداقت ملاحظہ ہو:

ا:...... ''یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (انگریز گورنمنٹ) ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے...... ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور

نہ اب فرق ہے۔" (کتاب البریہ ص ۳۵۰ روحانی خزائن ص ۳۵۰ ج ۱۳)

۲:......"سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیرخواہ ہے...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب، میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۹،۱۰ ج ۳)

۳:......"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۴:......"اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔"

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۵:......"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو

خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵ روحانی خزائن ص ۱۵۶،۱۵۵ ج ۱۵)

۶:...... ''سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی، جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکرگزاری کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ کے گناہ گار ہوں گے۔''

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۷:...... ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے، سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص ''ج، د'' روحانی خزائن ص ۳۸۰،۳۸۱ ج ۶)

۸:...... ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرخوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا، اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(اربعین نمبر۴ ص ۱۳، حاشیہ روحانی خزائن ص ۴۴۳ ج ۱۷)

۹:......اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے

دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱، ۴۲، روحانی خزائن ص ۷۷، ۷۸ ج ۱۷)

سوال ۶: ......جن الفاظ کی بناء پر مرزا کی تکفیر کی گئی ہے، اس طرح کے الفاظ بعض اولیاؒ سے بھی منقول ہیں اگر مرزا نے ایسے الفاظ لکھ دیئے تو صرف اسی پر فتویٰ کفر کیوں؟ الغرض قادیانی بعض اولیاؒ کی جن عبارتوں سے اپنے مؤقف کو ثابت کرتے ہیں، ان کا شافی جواب تحریر کریں؟

جواب: ......سب سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ کتاب وسنت اور اجماعِ امت ہے۔ مرزائیوں نے بہت سے مسائل میں ان کو ٹھکرا دیا ہے۔ اب مبہم اور مجمل اقوال سے استدلال کر کے عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ نیز واضح ہو کہ:

۱:......اس ضمن میں مرزائی جو عبارات پیش کرتے ہیں، وہ عموماً دو قسم کی ہیں: ایک خواب اور دوسرے شطحیات۔

یاد رہے کہ آج تک جس جس شخص نے جو بات خلاف شرع کہی ہے، وہ دو حال سے

خالی نہیں یا تو جان بوجھ کر اس نے خلاف شرع کہا اگر ایسے ہے تو کہنے والا کافر ہے۔ چاہے کوئی بھی ہو اگر حالت سکر میں کہا ہو تو وہ معذور ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق قادیانی بتائیں کہ وہ کافر تھا یا معذور؟ ان دونوں حالتوں میں وہ نبوت کے قابل نہیں۔

۲:...... بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں، بالخصوص عقائد کے باب میں تو صفر کے برابر بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کے خوابوں کے جواب میں بزرگوں کے خواب پیش کر دینا دیانت کے خلاف ہے، اس لئے کہ مرزا نبوت کا مدعی تھا اور انبیاءؑ کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، جبکہ بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔

۳:...... اگر کسی شخص نے حالت سکر میں کوئی بات کہی، جب بعد میں اسے بتایا گیا کہ آپ نے فلاں بات خلاف شرع کہی تو اس نے جواب میں کہا کہ تم نے اس وقت مجھے قتل کیوں نہ کر دیا، دیکھو پھر اگر میں کوئی بات خلاف شرع کہوں تو مجھے قتل کر دیا جائے۔ بخلاف مرزا کے کہ یہ تو ان خلاف شرع باتوں کو کتابوں میں شائع کرتا ہے اور بڑی آب و تاب سے ان کی اشاعت کرتا ہے اور ان پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

۴:...... اکثر و بیشتر قادیانی ان عبارتوں کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں نے لکھا ہے کہ فلاں بزرگ نے یہ خواب دیکھا، جس بزرگ کا نام لیا جا رہا ہے وہ کتاب ان کی اپنی کتاب نہیں، اور کسی دوسرے کے لکھنے کی ان بزرگوں پر ذمہ داری کیسے؟ جبکہ مرزا کی تمام کفریات اس کی اپنی کتب میں پائی جاتی ہیں۔

۵:...... مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے:

''اقوال سلف و خلف در حقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۶۹ حصہ دوم خزائن ص ۳۸۹ ج ۳)

۶:...... تصوف میں شطحیات وغیرہ کے متعلق یاد رکھیں کہ ہر علم و فن کا موضوع اور اس کے ماہرین علیحدہ ہوتے ہیں۔ تفسیر حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا وظیفہ اور اس کی اصطلاحات علیحدہ ہیں۔ ان علوم میں سب سے دقیق اور پیچیدہ تعبیرات تصوف کی ہیں، کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کی بجائے ان باطنی

تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیاء پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوئیں اور معروف الفاظ کے ذریعہ ان کی تعبیر دشوار ہوتی ہے۔ عقائد و عملی احکام، علم تصوف کا موضوع نہیں، اس لئے بعض صوفیاء کی کوئی بات از قسم شطحیات عقائد و اعمال میں کوئی حجت نہیں۔ الحمدللہ! محقق صوفیاء کرام جیسے ہمارے حضرات اکابر ہیں ان کا کلام اس قسم کے امور سے خالی ہوتا ہے۔ تاہم اس موضوع پر مولانا لال حسین اختر کا رسالہ ''ختم نبوت اور بزرگانِ امت'' مندرجہ ''احتساب قادیانیت'' جلد اوّل ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ۷:...... نبی جب کوئی پیش گوئی کرتے ہیں تو اللہ پاک اس کو ضرور پورا فرماتے ہیں، مگر مرزا کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب:......

مرزا کی زبانی پیش گوئیوں کی نسبت معیار صداقت ہونا ملاحظہ ہو:

''اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔''

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۳۰)

''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''

(کشتی نوح ص ۹)

پہلی پیش گوئی: مرزا کی موت سے متعلق:

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی، اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل و رسوا ہوا اور جھوٹا قرار

پایا۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ملاحظہ فرمائیں:

> ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔''
>
> (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹ روایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیش گوئی: زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی:

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا نے ایک پیش گوئی کر دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

> ''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔''
>
> (حقیقۃ الوحی حاشیہ در روحانی خزائن ص ۱۰۳ ج ۲۲)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی، تو مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے، لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مر گئی، اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی۔ نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا، اور نہ وہ زلزلہ آیا، اور مرزا ذلیل ورسوا ہوا۔

تیسری پیش گوئی: ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا:

امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی یہ بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تین سال کے اندر ریل گاڑی (TRAIN) چل جائے گی۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی، اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہو جائے گا، تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آ جائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۲ و روحانی خزائن ص ۱۹۵ ج ۱۷)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (TRAIN) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہئے تھی۔ ۹۲ سال اوپر گزر گئے ہیں مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہو گئی۔

چوتھی پیش گوئی: غلام حلیم کی بشارت:

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی کو مصلح موعود، عمر پانے والا،

كان الله نزل من السماء (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مرگیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہار طرف سے مرزا صاحب پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کیے تاکہ مریدوں کے جلے بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو الہام سنایا:

"انا نبشرك بغلام حليم۔" (البشریٰ ص ۱۳۴ ج ۲)

اس کے ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا:

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا: انا نبشرك بغلام حليم ۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ ينزل منزل المبارك۔ وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔" (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

چند دن کے بعد پھر الہام سنایا:

"ساهب لك غلاماً زكيا۔ رب هب لي ذرية طيبة۔ انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔" (البشریٰ ص ۱۳۶ ج ۲)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمّٰی یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ اور قائم مقام ہونا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے۔ اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا اس لئے یہ سب کے سب الہامات افتراءً علی اللہ ثابت ہوگئے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ معجزات کا شرف نصیب فرماتے ہیں، جن سے وہ مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں۔ معجزہ خرق عادت ہوتا ہے مگر جھوٹے مدعی نبوت کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت کام نہیں ہوتا تاکہ حق و باطل میں تلبیس نہ ہو۔ اس لئے بطور خرق عادت مرزا کی کوئی بات یا پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

سوال: ۸...... محمدی بیگم کے نکاح کے بارے میں مرزا قادیانی کے متضاد دعوؤں کو واضح کریں؟ نیز واضح کریں کہ نبی

کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا، جبکہ مرزا کا کلام تضادات کا مجموعہ ہے؟ کم از کم تین مثالیں دیں؟

جواب:...... محمدی بیگم سے متعلق:

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو خیریت اسی میں ہے، اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں:

> "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔" (آئینہ کمالات اسلام درخزائن ج ۵ ص ۵۷۲، ۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا، مرزا نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کروا کر، اور پیش گوئیاں کر کے حتی کہ منت سماجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگادیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہو جائے لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان

احمد سے ہو گیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔
اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔"

(اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۶۱
مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲ حاشیہ)

اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا:

"میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔"

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

اس بارے میں عربی الہام اس طرح ہے:

"کذبوا بایتنا و کانوا بها یستهزئون فسیکفیکهم الله ویردها الیك لاتبدیل لکلمت الله ان ربك فعال لما یرید، انت معی وانا معك عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا۔"

(آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

علاوہ ازیں انجام آتھم ص ۳۱ اور تذکرہ میں متعدد جگہ یہ پیش گوئی مختلف الفاظ میں مذکور ہے اور اللہ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا، محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال میں تو کیا مرتا مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور ۱۹/ نومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالت اسلام اس کی موت واقع ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا کے ذلیل و رسوا اور خائب و خاسر ہونے کا بہترین انتظام فرما دیا۔ آج کوئی بھی صاحب عقل محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھ کر مرزا کے جھوٹے اور اوباش ہونے کا بآسانی یقین کر سکتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک

مرزا قادیانی کے مریدوں کا موقف:

جب مرزا ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ آنجہانی ہو گیا اور محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونا تھا نہ ہوا، تو قادیانیوں نے جواب گھڑا کہ نکاح جنت میں ہوگا۔ اس پر کہا گیا کہ محمدی بیگم مرزا پر ایمان نہ لائی تھی، تو مرزا کا کہنا تھا کہ میرے منکر جہنم میں جائیں گے، تو کیا مرزا جہنم میں برات لے کر جائے گا، تو اس پر مرزائیوں نے جواب تیار کیا کہ یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے، غالباً قادیانیوں کو یہی معلوم نہیں کہ پیش گوئی رب کا وہ وعدہ ہوتا ہے' جس کا نبی تحدی سے اعلان کرتا ہے، جو ضرور پورا ہوتا ہے مگر (معاذ اللہ) مرزا کا خدا بھی مرزا سے جھوٹے وعدے کرتا تھا۔

تضادات مرزا:

ایک سچا نبی جو کچھ کہتا ہے وہ وحی الٰہی کے تحت کہتا ہے' اس لئے اس کا کلام تضاد بیانی کے عیب سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ تضاد بیانی خود اس بات کی دلیل ہے کہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ منجانب اللہ نہیں ہے بلکہ اس کے اپنے ذہن کی اختراع اور من گھڑت ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: ''لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔'' اس اصول کے تحت جب ہم مرزا صاحب کے کلام کو پرکھتے ہیں تو وہ مضحکہ خیز تضادات سے پُر نظر آتا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱:...... ''مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہے جواب دیا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اول ۴۲۱، ۴۲۲، روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے، اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، روحانی خزائن ص ۲۰۹ ج ۱۸)

۲:...... ''ختم المرسلین کے بعد میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔''

(مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰ ج ۱)

اس کے برخلاف ملفوظات میں کہتا ہے:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳:...... ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا، لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہوگیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۷۳، روحانی خزائن ص ۳۵۳ ج ۳)

اس کے برخلاف ست بچن میں کہتا ہے:

''اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔''

(ست بچن حاشیہ ۱۶۴ روحانی خزائن ص ۳۰۷ ج ۱۰)

۴:...... "میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا، بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۹۹ روحانی خزائن ص ۱۹۷ ج ۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

"اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔"

(تحفۃ الندوہ ص ۵ روحانی خزائن ص ۹۸، ج ۱۹)

۵:...... "اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے، جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۷ روحانی خزائن ص ۴۸۱ ج ۱۵)

اس کے برخلاف ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:

"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

(ریویو آف ریلجنز نمبر ۶ ص ۲۵۷ جلد اول مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸،

روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲، دافع البلاء ص ۱۳ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

تضاد بیانی کی ایک اور واضح مثال سنئے' مرزا صاحب اپنی تمام تر توانائیاں اس پر صرف کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام کو فوت شدہ ثابت کریں۔ اب نہ تو کتاب و سنت کی کوئی نص ان کے پاس موجود ہے' نہ کوئی قابل وثوق تاریخی' جغرافیائی حوالہ وہ ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں' کبھی انہیں کشمیر پہنچا کر وہاں ان کا فوت ہونا اور قبر میں مدفون ہونا بتاتے ہیں' چنانچہ "ستارۂ قیصریہ" میں لکھتے ہیں:

"دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے...... آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک

کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔" (ستارۂ قیصریہ ص۱۲، ۱۳)

"اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔" (اتمام الحجۃ ص ۱۹)

پھر اپنی تائید میں مولوی محمد سعید طرابلسی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے اس میں لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں موجود ہے۔" (اتمام الحجۃ ص ۲۲)

مرزا جی کی یہ تضاد بیانی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں منجانب اللہ نہیں ہوتا۔

سوال ۹:...... مرزائی ارشاد الٰہی: "لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین" کو کس ضمن میں پیش کرتے ہیں؟ اس کا اصولی طور پر رد کریں؟ نیز مرزائی "ھلا شققت قلبه" کو کس ذیل میں پیش کرتے ہیں؟ اسی طرح حضرت ابو محذورہؓ سے اذان کہلانے کا کیا مطلب بیان کرتے ہیں؟ مؤقف واضح طور پر بیان کر کے اس کا شافی رد تحریر کریں؟

جواب:...... قادیانی کہتے ہیں کہ: "لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین۔" (سورہ الحاقه: ٤٤۔٤٦)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "اگر محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر کوئی جھوٹا افتراء باندھتے تو میں ان کی شہ رگ کو کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔"

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ پر جھوٹا افتراء کیا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے، اور یہ بات آپ کی اس زندگی سے متعلق ہے۔

جواب ا:...... اس آیت کا سیاق وسباق دیکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے، بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ: ''اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا۔'' چنانچہ درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو:

> ''میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تجھ سا...... ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا (مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) وہ سب ان سے (یعنی اپنی امتوں سے) کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا، لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا، یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔'' (انجیل مقدس عہد نامہ قدیم ص ۱۸۴ کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۱)

جواب ۲:...... بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ قانون سچے نبیوں کے متعلق ہوگا نہ کہ جھوٹے نبیوں کے متعلق، کیونکہ جھوٹے نبیوں کو مہلت ملنے سے یہ قانون مانع نہیں۔ فرعون ونمرود، بہاء اللہ ایرانی وغیرہ کو خدائی اور نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود کافی مہلت ملی۔

جواب ۳:...... مرزا قادیانی اپنی اس دلیل کی روشنی میں خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۱ء میں کیا۔ اس کا دعویٰ نبوت اگرچہ محل نزاع ہے کیونکہ اس کے

ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں، لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا، گو اس کے خیال میں اس کا اپنا دعویٰ نبوت ہر شک سے بالا ہے۔ اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی تسلیم کرتا ہے، اور نبی تسلیم کرنے والے گروپ کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوگئی تھی، لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی ۲۳ سال پورے کرنے سے پہلے ہی ہیضہ کی موت سے مر کر اپنی اس دلیل کو جھوٹا کر گیا۔

ھلا شققت قلبه کا جواب:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت اسامہؓ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ جنگ میں فلاں کافر سے میرا سامنا ہوا، جب وہ میری تلوار کی زد میں آیا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، اس کے باوجود میں نے اس کو قتل کر دیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں تیرے اس فعل سے بری ہوں" انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو قتل سے بچنے کے لئے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا، اس پر آپؐ نے فرمایا کہ: ھلا شققت قلبه (کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا)۔"

قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے تو اس کے کلمہ کا اعتبار کیا جائے، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہوں، اگر اس کی کوئی ایسی بات ملتی ہو جو کفر کی طرف مشعر ہو تو اس کے معاملہ تکفیر میں احتیاط برتی جائے گی چنانچہ اگر کوئی خفیف سے خفیف ایسا احتمال نکلتا ہو جس کی وجہ سے وہ کفر سے بچ سکتا ہو تو اس احتمال کو اختیار کرتے ہوئے اسے کافر نہ کہا جائے گا، لیکن قادیانیوں کا اس روایت سے استدلال پکڑنا غلط ہے، اس لئے کہ ان کے کفریہ عقائد سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات مختلفہ والفاظ واضحہ موجود ہیں، پھر یہ شخص خود کفریہ معنی مراد لیتا ہے، اس کے اپنے کلام میں کفر کی تصریحات موجود ہیں، اس لئے باجماع فقہاً امت اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا جائے گا۔

حضرت ابو محذورہؓ کی اذان کا جواب:

حضرت ابو محذورہؓ ابھی نوعمر تھے اور انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا، یہ

کھیل رہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی تو انہوں نے بھی نقل اتارنی شروع کردی، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور ان سے اذان کے کلمات کہلوائے، اشہد ان محمد رسول اللہ پر جب وہ پہنچے تو چونکے، آپؐ نے تلقین کی تو انہوں نے یہ کلمات بھی کہہ دیئے۔ اتنے ہی آپؐ نے ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا' ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی' جس کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کرگئی اور وہ صدق دل سے مسلمان ہو گئے' قادیانی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ابومحذورہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غیر مسلم ہونے کی حالت میں اذان کہی، چلو ہم قادیانی غیر مسلم ہی سہی، مگر ہمیں اذان دینے کی تو اجازت دی جائے۔

جواب:...... اذان مسلمانوں کا شعار ہے، غیر مسلم کو اس مسلمانوں کے شعار کے اختیار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں، غیر مسلم بھی اگر اسلامی شعائر کو استعمال کریں تو پھر اسلام بازیچۂ اطفال بن جائے گا، اسلام کی تاریخ میں کبھی نماز کے بلانے کے لئے ایک بار بھی کسی غیر مسلم نے اذان نہیں کہی، جس دن حضرت ابومحذورہؓ نے حضرت بلالؓ کی نقل اتاری تھی اس دن بھی نماز کے لئے اذان حضرت بلالؓ نے دی تھی تبھی تو وہ ان کی نقل اتار رہے تھے۔

سوال ۱۰: ...... ثابت کریں کہ مرزا قادیانی بداخلاق، بدزبان اور بدکردار انسان تھا، اپنے مخالفین کو گالیاں دیتا تھا، انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتا تھا۔ کم از کم بیس سطروں پر مضمون تحریر کریں۔

جواب:...... مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر واقع بستی قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور (انڈیا) میں ہوئی۔ انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور جہاد کو حرام قرار دلوانے کیلئے اپنی اغراض مذمومہ اور خواہشات فاسدہ کیلئے اسے پروان چڑھایا' یہ اتنا بداخلاق شخص تھا کہ معمولی معمولی باتوں پر بدزبانی پر اتر آتا تھا۔ اپنے مخالفین کو ولد الحرام، کنجری کی اولاد، کافر، جہنمی کہنا اس کا صبح شام

کا مشغلہ تھا جیسا کہ اس نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے' ملاحظہ فرمایئے:

الف:...... ''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار الاسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹)

ب:...... ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔'' (نزول المسیح حاشیہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۸)

ج:...... ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ روحانی خزائن ص ۵۴۷، ۵۴۸ ج ۵)

د:...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

ہ:...... ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔''

(تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

و:...... ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔''

(تذکرہ ص ۶۰۰ طبع دوم)

اس کی بدزبانی صرف عامۃ المسلمین تک کو شامل نہیں' بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی بدزبانی کیا کرتا تھا جیسا کہ ملاحظہ ہو:

ز:...... ''میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵' خزائن ص ۵۷۳ ج ۲۲)

ح:......''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷ خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲)

ط:......''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔''

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۹ خزائن ص ۹۹ ج ۲۱)

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو اس کی بدزبانی اور بدکلامی نے دنیا بھر کے بدزبانوں کا ریکارڈ توڑ دیا' ملاحظہ ہو:

ی:......''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (حاشیہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ص ۲۸۹ ج ۱۱)

ک:......''نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے' یہودیوں کی کتاب ''طالمود'' سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔''

(حاشیہ انجام آتھم ص ۶ خزائن ص ۲۹۰ ج ۱۱)

ل:......''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے

بدن پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)

م:....."یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"
(کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳ خزائن ص ۷۱ ج ۱۹)

ن:....."خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"
(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸)

س: ..... "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"
(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

دیکھئے یہ بدزبانی وہ شخص کر رہا ہے جو خود شراب کا رسیا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے "خطوط امام بنام غلام" ص ۵) اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں دبواتا تھا۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

دوائیوں میں افیون کھاتا تھا' جیسا کہ خود اس کے اپنے نام نہاد الہامی نسخہ زد جام عشق (قوت باہ) کے نسخہ کے اجزاء میں افیون بھی شامل ہے۔ (تذکرہ ص ۶۱ طبع سوم)

اسی طرح وہ خواب میں بھی ننگی عورتوں کے نظارے کرتا تھا۔ (تذکرہ ص ۱۹۹ طبع سوم)

اسی لئے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے لاہوری گروپ نے جو اسے بجائے نبی کے ولی اللہ مانتے ہیں' اس پر زنا کا الزام لگایا۔ (ملاحظہ ہو الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۰۰ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

ایسے اخلاق و کردار کا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں' محمد رسول اللہ ہوں' اس سے بڑھ کر کوئی اور ظلم ہو سکتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں۔ امت میں سے سب سے زیادہ مرزا قادیانی کے کفر کو اگر کسی نے سمجھا ہے تو وہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ مرزا قادیانی فرعون اور ہامان سے بھی بڑا کافر تھا۔ اس فتنہ سے بچنا اور پوری امت کو اس

سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔

برحمتك يا ارحم الراحمين والحمدلله اولاً و آخراً۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بھی ہیں اور صحابی بھی

حافظ شمس الدین ذہبیؒ تجرید میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی اصابہ میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم جس طرح نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اسی طرح صحابی بھی ہیں۔ اس لئے کہ مسیح بن مریم علیہما السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں بحالت حیات، وفات سے پیشتر اسی جسد عنصری کے ساتھ دیکھا ہے۔

ماہنامہ لولاک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونے والا

"ماہنامہ لولاک" جو قادیانیت کے خلاف گرانقدر جدید معلومات پر مکمل دستاویزی ثبوت ہر ماہ مہیا کرتا ہے۔ صفحات 64 کمپوزر کتابت، عمدہ کاغذ وطباعت اور رنگین ٹائیٹل، ان تمام تر خوبیوں کے باوجود زر سالانہ فقط یک صدروپیہ، منی آرڈر بھیج کر گھر بیٹھے مطالعہ فرمایئے۔

رابطہ کے لئے:

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان **"ہفت روزہ ختم نبوت"** کراچی گذشتہ بیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون وبیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ جو مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب مدظلہ کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔

زر سالانہ صرف =/350 روپے

رابطہ کے لئے:

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3

مکتبۃ الحرمین
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ دکان ۲۳
اردو بازار لاہور